نگارشاتِ مُحبِ احمد

استاذ العلما، علامہ مُحبِ احمد قادری بدایونی

ترتیب و تقدیم

مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری

نگارشات محبّ احمد

استاذ العلما علامہ محبّ احمد قادری بدایونی

ترتیب وتقدیم
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

ناشر
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (٦٠)

عنوان کتاب	:	نگارشات محبّ احمد
مصنف	:	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
ترتیب	:	مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری
طبع اول	:	اگست ۲۰۱۰ء / رمضان ۱۴۳۱ھ

Distributor	*Publisher*
Maktaba Jam-e-Noor	**Tajul Fuhool Academy**
422, Matia Mahal,	Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mahalla,
Jama Masjid, Delhi-6	Budaun-243601 (U.P.) India
Phone : 011-23281418	Phone : 0091-9358563720
Mob. : 0091-9358563720	E-Mail :tajulfuhool@gmail.com

انتساب

مصنف کے ہم سبق ساتھی، مخلص اور بے تکلف دوست
حافظ بخاری حضرت سید شاہ عبدالصمد مودودی چشتی
قدس سرہ
کی علمی اور روحانی عظمتوں
کے نام

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا شعبہ نشر واشاعت ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسید الحق قادری بدایونی کی فعال قیادت میں اپنے اشاعتی سفر میں مصروف ہے، اکیڈمی کی جانب سے اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ساٹھ کتابیں طباعت واشاعت کے موجودہ معیار سے ہم آہنگ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، اور نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اشاعتی سفر کو جاری رکھا ہے، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان اسلوب میں رسائل، باطل افکار ونظریات اور گمراہ فرقوں کے مقابلے میں احقاق حق اور ابطال باطل پر مشتمل کتابیں اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں چھ زبانوں میں اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما، مشائخ اور ادبا وشعرا کی قدیم نایاب تصانیف کو از سرِ نو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہٖ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبد القیوم قادری

جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

فہرست مشمولات

عنوان	صفحہ

☆☆☆

ابتدائیہ

تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی کے شاگرد رشید استاذ العلما علامہ محبّ احمد قادری بدایونی کے مضامین کا انتخاب ''نگارشات محبّ احمد'' آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ کتاب بھی تاج الفحول اکیڈمی کے اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت علمائے بدایوں کی تصنیفات منظر عام پر لائی جارہی ہیں، مولانا موصوف کا ایک رسالہ ''عظمت غوث اعظم'' بھی اسی منصوبے کے تحت طباعت کے مراحل میں ہے۔

علامہ محبّ احمد قادری بدایونی خالص درسگاہی عالم تھے، ان کا خاص میدان درس وتدریس تھا، اور ایک جہان کو انھوں نے علم دین کے زیور سے آراستہ کیا، لیکن کبھی دینی ضرورتوں کے تحت میدان تحریر میں بھی اپنی موجودگی درج کروائی، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں رسائل اور مضامین موجود ہیں۔

زیر نظر مضامین (دو کے استثنا کے ساتھ) قاضی عبدالوحید فردوسی مہتمم تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جو مولانا محبّ احمد کے مخلص دوست تھے) کی فرمائش پر آج سے ایک صدی قبل قلم بند کیے گئے تھے، ان مضامین میں زیادہ تر وہ ہیں جو ماہنامہ تحفۂ حنفیہ کی وقتی ضرورتوں کے پیش نظر لکھے گئے ہیں مثلاً مہینوں کے فضائل، دعا اور آداب دعا اور سنت تراویح وغیرہ۔ ندائے یارسول اللہ اور علم غیب سے متعلق مضمون ماہنامہ شمس العلوم بدایوں کے لیے لکھے گئے اور اسی میں شائع بھی ہوئے۔

ان میں کچھ مضامین تحقیقی نوعیت کے ہیں، جو صرف علما کو مخاطب بنا کر لکھے گئے ہیں اور بعض عوام کے لیے لکھے تھے جن میں خطیبانہ اسلوب غالب ہے، آج سے ایک سوا صدی قبل علمائے دین کا جو اسلوب نگارش تھا مضامین کی زبان اسی اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے، ثقیل عربی وفارسی الفاظ اور مشکل تراکیب سے مضامین کا متن گراں بار ہے، اس پر مسجع ومقفع جملوں کا بوجھ مستزاد، اس کے باوجود ان کے اسلوب سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کیے بغیر بعینہ شائع کیے

جارہے ہیں، پرانے زمانے کے اسلوب کے مطابق یہ مضامین بغیر پیرا، کامہ اور فل سٹاپ کے مسلسل مضمون کی شکل میں تھے، میں نے جگہ جگہ پیرا بندی کے ساتھ ساتھ علامات (کامہ، فل اسٹاپ، علامت استفہام وغیرہ) لگا دی ہیں تا کہ قاری الجھن کا شکار نہ ہو، ساتھ ہی جہاں پرانے رسم الخط میں الفاظ تھے ان کو بھی جدید رسم الخط میں کر دیا گیا ہے، ہر مضمون کے آخر میں اس کے ماخذ کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

پہلے میرا خیال تھا کہ آیات واحادیث اور دیگر کتب کی عبارتوں کی تخریج بھی کر دی جائے لیکن مصروفیات کے اژدہام کے باعث ایسا نہیں کر سکا۔ عربی عبارتوں کے ترجمے اکثر جگہ مصنف نے خود ہی کر دیے ہیں اور بہت سی عربی فارسی عبارتیں بغیر اردو ترجمے کے بھی ذکر کی گئی ہیں، ایسا عموماً ان مضامین میں ہوا ہے جن کے مخاطب علما ہیں کہ وہ خود ہی ان عبارتوں کا مطلب سمجھ لیں گے۔

فی الحال میری اولین ترجیح یہ ہے کہ جتنی جلد ہو سکے اکابر بدایوں اور علمائے بدایوں کی تصانیف ونگارشات منظر عام پر آ جائیں، ایک بار یہ ذخیرہ محفوظ ہو گیا تو ترجمہ، تخریج، تحقیق اور تنقید کی راہیں بعد والوں کے لیے آسان ہو جائیں گے۔

دادیم ترا ازِ گنج مقصود نشاں　　　گر ما نرسیدیم تو شائد برسی

(ترجمہ: منزل مقصود کا پتہ ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں اگر ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے تو شائد تم ہی منزل مقصود تک پہنچ جاؤ)

رب قدیر ومقتدر اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے، اور تاج الفحول اکیڈمی کے اشاعتی کارواں کو کامیابیوں کے ساتھ سرگرم سفر رکھے۔

(آمین)

۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ　　　اسید الحق قادری

۲۴؍اگست ۲۰۱۰ء　　　مدرسہ قادریہ بدایوں

علامہ محب احمد بدایونی
حیات وخدمات

مولانا اسید الحق قادری بدایونی

خاندان: استاذ العلما علامہ محبّ احمد قادری صدیقی بدایونی بدایوں کے مشہور شیخ صدیقی خاندان سے تھے، آپ کا سلسلہ نسب شیخ حمید الدین گنوری سے ہوتا ہوا خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے، یہ صدیقی خاندان بدایوں کا مشہور علمی خاندان ہے، اس میں صدیوں علم وفضل نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہا، مدتوں بدایوں کا منصبِ قضا اسی خاندان میں رہا، اسی لیے عام طور پر اس خاندان کے لوگ قاضی کہلاتے ہیں۔

علامہ محبّ احمد قادری کے والد قاضی ثامن علی متوسطات تک تعلیم یافتہ ایک عالمِ باعمل تھے، آپ شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی سے نسبت بیعت وارادت رکھتے تھے، نہایت نیک سیرت، دین دار اور فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔

ولادت اور تعلیم وتربیت: علامہ محبّ احمد قادری کی ولادت بدایوں میں ۱۲۶۶ھ میں ہوئی، پورا نام عبد الرسول محبّ احمد صدیقی ہے، 'غلام صادق' تاریخی نام ہے، ابتدائی تعلیم سے لے کر فراغت تک تعلیم وتربیت کے سارے مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ میں طے کیے، کچھ کتابیں مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (م: ۱۳۰۱ھ) تلمیذ علامہ فضل حق خیرآبادی سے پڑھیں، درسیات کی اکثر کتابیں حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی سے پڑھیں، اور آپ ہی کی درسگاہ سے سند فراغ حاصل کی، مارہرہ مطہرہ کے دوران قیام کچھ اکتساب فیض سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بھی کیا۔

علمی مقام: آپ کا شمار حضرت تاج الفحول کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا، مولانا ضیا علی خاں اشرفی (صاحبِ مردانِ خدا) لکھتے ہیں:

صاحب زہد واتقا، منبع جود وسخا، مخزن علوم وفنون، حامل شریعت، اہل

طریقت، عارف باکمال، صاحب حال وقال، صوفی اکمل، اور عالم باعمل تھے، اکابر علمائے ہند میں آپکا شمار تھا (مردانِ خدا، ص۳۵۳؍۳۵۴، شوقین بکڈپو بدایوں ۱۹۹۸ء)

سید محمد حسین سید پوری آپ کے معاصر ہیں وہ لکھتے ہیں:

تحصیل علوم کی تکمیل مدرسہ قادریہ میں مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی سے کی، واعظ شیریں گفتار اور شاعر وناثر تھے.(مظہر العلما قلمی ص۲۰۴ محفوظ کتب خانہ قادری بدایوں)

مولانا محمود احمد رفاقتی لکھتے ہیں:

کبار علمائے ہند میں آپ کا شمار ہوتا تھا، تدریس میں خصوصی سلیقہ تھا (تذکرۂ علمائے اہل سنت ص۲۳۷، خانقاہ اشرفیہ مظفر پور سنہ ندارد)

درس وتدریس: فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ میں مسند درس آراستہ کی، اور ایک جہاں کو فیض یاب کیا آپ کو بجا طور پر استاذ العلما کہا جاسکتا ہے، اس زمانے میں خانوادۂ قادریہ بدایوں اور علمائے بدایوں میں شاید ہی کوئی صغیر وکبیر ایسا ہو جس نے آپ سے استفادہ نہ کیا ہو، شاہزادگان برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی بھی تعلیم وتربیت کا آپ کو افتخار حاصل ہوا، ابتدا میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر چند سال مدرسہ برکاتیہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں بحیثیت صدر مدرس خدمت کرتے رہے، ۱۳۱۷ھ میں جب مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی نے جامع مسجد شمسی بدایوں میں مدرسہ شمسیہ قائم فرمایا تو آپ کو اس کا صدر مدرس مقرر کیا، ایک مدت تک آپ مدرسہ شمسیہ (جو بعد میں مدرسہ شمس العلوم کے نام سے مشہور ہوا) میں خدمات انجام دیتے رہے اور سیکڑوں تشنگان علوم آپ کے بحر علم سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے، بعض مشاہیر مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مارہروی ابن حضرت شاہ ابوالقاسم حاجی اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی

(۲) مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی

(۳) حضرت عاشق الرسول مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی

(۴) مولانا عبدالحامد قادری بدایونی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان

(۵) مفتی ابراہیم قادری بدایونی مفتی بمبئی (مولانا محبّ احمد کے صاحبزادے)

(۶) مترجم قرآن حضرت مفتی عزیز احمد قادری بدایونی ثم لاہوری

بیعت وارادت: سیف اللہ المسلول شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت تاج الفحول نے اجازت وخلافت سے نوازا، اپنے مرشد کے محبّ صادق اور اپنے استاذ (تاج الفحول) کے معتمد خاص تھے، مرشد زادوں اور استاذ زادوں کا حد درجہ ادب واحترام کرتے جب کہ ان میں اکثر آپ کے تلامذہ تھے۔ مرشد طریقت سے والہانہ عقیدت کا اندازہ ان مناقب سے ہوتا ہے جو آپ نے حضرت کے اعراس کے موقع پر پیش کیے ہیں۔

معاصرین سے روابط: معاصر علما ومشائخ سے آپ کے مخلصانہ تعلقات وروابط تھے، معاصر علما آپ کے ذاتی علم وفضل اور حضرت تاج الفحول کی نسبت کی وجہ آپ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے، حافظ بخاری حضرت شاہ عبدالصمد چشتی سہسوانی قدس سرہ تو آپ کے ہم سبق ساتھی اور استاذ بھائی تھے، اس نسبت کی وجہ سے دونوں حضرات میں نہایت مخلصانہ بے تکلف تعلق تھا، دیگر معاصرین میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی سے بھی خوشگوار روابط تھے۔

تاریخ گوئی: آپ کو تاریخ کے استخراج میں بڑا ملکہ حاصل تھا، آپ صرف تاریخ ہی نہیں نکالتے تھے بلکہ استخراج تاریخ میں ایسی ایسی صنعتیں برتتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اپنے مرشد طریقت حضرت سیف اللہ السلول کی وفات پر ایک تعزیتی مضمون لکھا، یہ بے تکلف فارسی نثر کا نمونہ ہے، جس میں حضرت کی ولادت ووفات کا تذکرہ اور آپ کی شخصیت، علمی وروحانی مقام اور خدمات کا ذکر ہے، اس مضمون میں ۳۱ جملے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہر جملہ تاریخی ہے جس سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ (دیکھیے: ہدیہ سنیہ زاکیہ: مرتب مولانا فضل مجید فاروقی ص ۹/۱۰، افضل المطابع بدایوں ۱۲۹۷ھ)

حضرت سیف اللہ المسلول کی وفات پر متعدد قطعات تاریخ کہے، ان میں سے ایک میں فرماتے ہیں:

تاریخ وصلش آمده صرف از حروف معجمہ　　زبدۂ اخیار وقت عمدۂ اہل یقین
درحروف غیرمنقوطہ فقط اے دل بخواں　　اکرم احرار واور عناصر دین متین
(اکمل التاریخ: ضیاء القادری، ج۲ص۲۳۴، مطبع قادری بدایوں۱۳۳۴ھ)

اس میں پہلے شعر کے مصرعۂ ثانی کے صرف حروف منقوطہ لے لیں تو تاریخ برآمد ہوگی، اسی طرح دوسرے شعر کے مصرعۂ ثانی کے صرف حروف غیرمنقوطہ سے تاریخ نکال دی ہے، اسی سلسلے کا ایک شعر اور دیکھیں:

رازدار سرّ سرمد بحر ہمت اہل فضل　　شد دو دو تاریخ از حروف ہر دو قسمش اے ذہین
(مرجع سابق)

اس شعر کے پہلے مصرعے کے حروف منقوطہ جمع کریں تو بھی تاریخ اور اگر حروف غیرمنقوطہ لیں تب بھی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول کی مدح میں ۱۸؍اشعار پر مشتمل فارسی منقبت کہی، اس میں ہر مصرعے کے تمام پہلے حروف جمع کریں تو اس کے مجموعے سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے، اسی طرح ہر مصرعے کے آخری حروف جمع کریں تب بھی یہی سنہ برآمد ہوگا۔ پوری منقبت ہدیہ سنیہ زاکیہ ص۱۰ (مرتبہ مولانا فضل مجید فاروقی، مطبوعہ افضل المطابع بدایوں ۱۲۹۷ھ) پر موجود ہے، صاحب طوالع الانوار نے بھی حضرت سیف اللہ المسلول کی وفات کے سلسلے میں علامہ محبّ احمد قادری کے ۱۲ تاریخی قطعات نقل کیے ہیں (دیکھیے: طوالع الانوار: مولانا انوار الحق عثمانی، ص۹۳ تا ۹۶، تاج الفحول اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)

شعروسخن: شعرگوئی کی طرف طبعی رجحان تھا درس گاہ میں ادق علمی مضامین پڑھانے کے باوجود ایک نازک خیال اور پُرگو شاعر تھے، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے، واصلؔ تخلص فرماتے تھے، آپ کا بہت سا کلام عرس قادری کی روداد وں بہارِ بےخزانِ ہدایت (۱۲۹۸ھ) گل ریحانِ شریعت (۱۲۹۹ھ) ماہِ تابانِ اوجِ معرفت (۱۳۰۰ھ) اور گنجینۂ اسرارِ مکرمت (۱۳۰۰ھ) وغیرہ میں موجود ہے۔ اردو میں ۶۱ بند پر مشتمل ایک نعتیہ مخمس ''ترانۂ رحمت'' کے نام سے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد۱ رشمارہ ۷، ۸ ذیقعدہ، ذی الحج ۱۳۱۵ھ) میں شائع ہوا تھا، بعد میں رسالے کی شکل میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع کیا گیا۔ سیف اللہ المسلول کی شان میں ۴۵؍اشعار کا ایک فارسی

قصیدہ بھی ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد۳ شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۷ھ) میں نظر سے گزرا۔

اپنے مرشد حضرت سیف اللہ المسلول کا اردو میں ایک خوبصورت سراپا نظم کیا ہے اس کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

دیکھ کر حرف مناقب کی ضیا سرتاسر — ورق سادہ تھا کیا بن گیا زیبا کاغذ
دیکھ کر حسن خدا داد کا جلوہ یکسر — اپنے جامے میں سماتا نہیں پھولا کاغذ
واہ کیا حسن کا عالم ہے کہ دست تحریر — بن گیا نام خدا نور کا پتلا کاغذ
خوب ڈھونڈا کیے لکھنے کو سراپائے حضور — صفحۂ دل کے سوا کوئی نہ پایا کاغذ
دم توصیف تجلیٔ رخ انور سے — سربسر نور کا دکھلاتا ہے جلوہ کاغذ
دیکھ رخسار کی خوبی ونزاکت یکسر — ورق گل کا ہوا رشک سے میلا کاغذ
برگ گل ہوگیا غیرت سے معاً پژمردہ — دیکھ اوصاف لب ِلعل کا تازہ کاغذ
منھ نظر آنے لگا بن گیا آئینۂ حسن — وصفِ دندانِ منور سے یہ چمکا کاغذ
چشم بددور جب اس آنکھ کی کھینچی تصویر — بن گیا ہم نظرِ نرگسِ شہلا کاغذ
آنکھیں دکھلاتا ہے کیا کیا یہ گلِ نرگس کو — پا گیا آپ کی آنکھوں کا اشارا کاغذ
کان وہ کان کہ تھے حسنِ خداداد کے کان — ان کی خوبی کا کرے کیسے احاطہ کاغذ
یہ کرامت ہے زباں کی کہ دم وصفِ بیاں — بولا اٹھتا ہے عجب وصف وثنا کا کاغذ
سینہ گنجینۂ اسرار خدا دانی تھا — اس کی وسعت کا احاطہ کرے کیا کیا کاغذ
کھینچنے کے لیے نقش قدم پاک حضور — پردۂ چشم کا سادہ نظر آیا کاغذ
ہیں اعانت کو شۂ فضل رسول ذی جاہ — خوف اب کیا ہے کہ اعمال کا نکلا کاغذ
لکھتا میں آپ کے اوصاف بہت کچھ واصلؔ — کیجیے کیا کہ مناسب نہیں ملتا کاغذ

(ماہِ تابانِ اوجِ معرفت: مرتبہ محمد اعظم علی قادری، ص۲۱/۲۲، مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء)

تصنیف وتالیف: درس وتدریس آپ کا میدان تھا، لہٰذا تصنیف وتالیف کی طرف خاص توجہ نہیں کی، لیکن دینی ضرورت کے وقت قلم اٹھایا، ابتدائی زمانے میں مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کے متبعین اور آخری زمانے میں آریہ سماجیوں سے قلمی معرکہ آرائیاں رہیں، آپ کی جو تصانیف اب تک ہمارے

مطالعے میں آئیں ہیں ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے، ممکن ہے ان کے علاوہ بھی ہوں۔

(۱) الطوارق الاحمدیہ :سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے ۱۲۶۵ھ میں شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے عقائد ونظریات کے رد میں البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ (اس کا دوسرا نام سوط الرحمن علیٰ قرن الشیطان ہے) تصنیف فرمائی، اس کتاب کی اشاعت کے ۲۳ سال بعد ۱۲۸۸ھ میں مولانا بشیر الدین قنوجی نے الصواعق الالھیہ لطرد الشیاطین اللھابیہ (اس کا دوسرا نام سیف الرحمن علیٰ رأس الشیطان ہے) کے نام سے اس کا رد لکھا، مولانا بشیر الدین قنوجی کی اس کتاب کے جواب میں علامہ محبّ احمد قادری نے قلم اٹھایا اور الطوارق الاحمدیہ لاستیصال بناء دین النجدیہ (اس کا دوسرا نام صارم الدیان علیٰ قرن الشیطان ہے) تصنیف فرمائی جو ۱۲۸۸ھ میں مطبع نول کشور سے شائع ہوئی، یہ کتاب فارسی میں ہے اور ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) صون الایمان عن وساویس قرن الشیطان (اس کا دوسرا نام ''اشتہار ابا طیل طوائف اسماعیلیہ'' بھی ہے) یہ اردو زبان میں ۲۶۲ صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب شاہ اسماعیل دہلوی صاحب اور ان کے ہم خیال علما کے عقائد، اصول اور مسائل کے رد میں اپنے موضوع پر جامع اور مدلل کتاب ہے، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مناظرانہ نہج سے ہٹ کر ناصحانہ اسلوب اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے، کتاب کی جامعیت اور اہمیت کے پیش نظر ہم اس کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل: عقائد کے بیان میں ہے، اس میں آٹھ مباحث ہیں۔ اور ہر بحث میں چند عقائد درج کیے گئے ہیں، مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کا عقیدہ ذکر کیا ہے پھر یہ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کی کس کتاب میں ہے اور اس کی عبارت کیا ہے، پھر اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ درج کیا گیا ہے اور متقدمین ومتاخرین اہل سنت کی کتابوں سے اس عقیدے کے سلسلے میں حوالہ نقل کیا گیا ہے، مباحث کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) پہلی بحث تحقیق ایمان وکفر اور توحید وشرک کے بیان میں، اس میں ۸ عقیدے ذکر کیے ہیں

(۲) دوسری بحث الٰہیات کے بیان میں، اس میں ۹ عقیدے درج ہیں

(۳) تیسری بحث ملائکہ کے باب میں، اس میں ایک عقیدہ ہے

(۴) چوتھی بحث کتب سماویہ کے تعلق سے، اس میں ۶ عقیدے بیان کیے گئے ہیں

(۵) پانچویں بحث نبوت ورسالت کے باب میں، اس میں ۱۶ عقیدے ذکر کیے گئے ہیں

(۶) چھٹی بحث برزخ وقیامت کے سلسلے میں، اس میں ۱۴ عقیدے ذکر کیے ہیں

(۷) ساتویں بحث تعظیم صحابہ کے تعلق سے، اس میں ایک عقیدے کا بیان ہے

(۸) آٹھویں بحث کرامات اولیا کے سلسلے میں، اس میں ۴ عقیدوں کا بیان ہے۔

دوسری فصل: شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے مسلک کے ضروری اصول کے بیان میں، اس میں حوالۂ کتاب کے ساتھ دس اصول ذکر کیے گئے ہیں پھر یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ اصول جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں۔

تیسری فصل: مسائل شرعیہ کے بیان میں، اس میں ۱۴ مسائل ذکر کر کے ان کا اہل سنت کے خلاف ہونا دکھایا گیا ہے۔

چوتھی فصل: مکائد اور مغالطّوں کے بیان میں، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کے شاہ اسماعیل دہلوی کے متبعین نے کس طرح مغالطانہ ڈھنگ اختیار کیا ہے، اس میں **۲۹** مکائد (مغالطے) دکھائے گئے ہیں۔

خاتمہ: حضرات اسماعیلیہ کی خدمت میں چند ضروری معروضات۔

یہ کتاب مطبع جوالا پرکاش میرٹھ سے **۱۲۹۳**ھ میں شائع ہوئی، کتاب کی اہمیت اور جامعیت کے پیش نظر تاج الفحول اکیڈمی نے اس کو اپنے اشاعتی منصوبے میں شامل کیا ہے، ان شاء اللہ جلد ہی تحقیق وتخریج اور جدید ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آنے والی ہے۔

(۳) **هدیۂ احمدیہ رد مبتدعات نجدیہ**: یہ رسالہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' کے رد میں تالیف کیا گیا، **۳۲** صفحات کا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے، ۱۲۸۵ھ میں تالیف کیا گیا اور اسی سال مطبع الٰھی آگرہ سے شائع ہوا۔

(۴) **الحدوث والقدم**: یہ رسالہ آریوں کے عقیدۂ قِدَم عالم کے رد میں ہے، جو شیخ محمد عبد الغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخو پور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، یہ اردو زبان میں **۳۲** صفحات

کا رسالہ ہے جو خالص فلسفیانہ منہج پر لکھا گیا ہے۔ نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ درج نہیں ہے، ہمارے اندازے کے مطابق یہ ۱۳۳۰ھ کے آس پاس کی تصنیف ہے۔

(۵) التناسخ: یہ بھی آریوں کے رد میں ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ آریوں کے خاص عقیدے تناسخ (آواگون) کے رد وابطال پر مشتمل ہے، یہ رسالہ بھی شیخ محمد عبدالغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخوپور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، اردو زبان میں ۲۰ صفحات کا رسالہ ہے، جو نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ طبع درج نہیں ہے، یہ بھی غالباً ۱۳۳۰ھ کے قریب ہی کی تصنیف ہے۔

(۶) الکلام الحق الجلی فی کون اقدام امام الاقطاب علیٰ عنق کل ولی: رسالے کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا تھا ''قدمی ھــذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ'' میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردنوں پر ہے، اس ارشاد کو کثرت سے اولیا وصوفیہ نے اپنی کتابوں اور ملفوظات میں ذکر کیا ہے۔

سلسلۂ قادریہ کے وابستگان کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد آپ نے بحکم الٰہی فرمایا تھا اور اس ارشاد کی رو سے تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین آپ کے زیر قدم اور زیر فرمان ہیں۔ بعض دیگر سلاسل کے صوفیہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد صرف اس مجلس میں حاضر لوگوں کی حد تک تھا، بعض کا کہنا ہے کہ یہ حکم صرف آپ کے معاصر اولیا واقطاب کے لیے تھا، آپ سے پہلے کے یا آپ کے بعد کے اولیا اس میں شامل نہیں ہیں، ایک تیسرا گروہ وہ ہے جس کا خیال ہے کہ یہ ارشاد آپ نے حالت سکر اور غلبۂ حال کے وقت فرمایا تھا حالت صحو میں نہیں، یا پھر جس طرح اور صوفیہ کے بعض شطحیات ہیں اسی طرح یہ قول شیخ جیلانی کے شطحیات سے ہے۔ اس رسالہ میں انہیں سب مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں مصنف کا بنیادی ماخذ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''زبدۃ الاسرار'' ہے، جس میں مختلف اولیا، اقطاب، ابدال اور دیگر اہل اللہ کی روایات، مکاشفات، اور منامات سے اس موقف کے ثبوت میں دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔ رسالہ سرکار مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی، مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی، مولانا فضل مجید قادری فاروقی، اور حضرت مولانا حافظ بخش صاحب آنولوی جیسے اجلۂ علمائے بدایوں کی تصدیقات سے مزین ہے۔ رسالے کا یہ تاریخی نام ہے جس سے رسالے کا سنہ

تالیف ۱۲۹۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پہلی اور آخری بار ۱۳۰۰ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا، اب ۱۳۱ سال کے بعد تاج الفحول اکیڈمی دوبارہ شائع کرنے جارہی ہے۔

(۷) **الابتهاج بذکر معراج صاحب التاج:**

(۸) **رسالہ عظمت اولیاء اللہ:** یہ دونوں رسالے زیر نظر کتاب میں شامل ہیں۔

(۹) **توضیح حق:** مولانا کے سابق الذکر رسالے الحدوث والقدم اور التناسخ کی بعض عبارات پر ایک معاصر سنی عالم نے بعض اعتراضات کیے تھے، اس رسالے میں انہیں کا جواب دیا گیا ہے۔ ایک عالم ربانی کس انداز میں اپنے مخالف اور معترض کو مخاطب کرتا ہے یہ رسالہ اس کی بہترین نظیر ہے، اس رسالے میں مولانا نے جولب ولہجہ اور اسلوب اختیار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا خالص علمی اختلافات کو ذاتی اور شخصی مخاصمت ومخالفت بنانے کے عادی نہیں تھے، اور یہی ایک عالم ربانی کی شان ہے۔ اردو میں یہ رسالہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، جو مطبع قادری بدایوں سے شائع ہوا ہے، سنہ موجود نہیں ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا تھا۔

فتاویٰ اور مضامین: کبھی کبھی مدرسہ قادریہ کے دارالافتا سے آپ نے فتوے بھی صادر کیے، اس کے علاوہ وقتی ضرورت کے پیش نظر اہم موضوعات پر مقالات ومضامین بھی قلم بند فرمائے، آپ کے فتاویٰ اور مضامین ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ اور ماہنامہ شمس العلوم بدایوں میں شائع ہوا کرتے تھے، ان دونوں مجلوں سے آپ کے بعض فتاویٰ اور مضامین کا انتخاب ''نگارشات محبّ احمد'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔

وفات: ۵۷ سال کی عمر میں ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں وفات پائی، درگاہ قادری بدایوں میں سپرد خاک کیے گئے، اور اس شعر کو سچ ثابت کر گئے:

جیتے جی تو کیا چھٹے گی ہم سے میخانے کی خاک
خاک ہوکر بھی رہیں گے ہم غبار میکدہ

☆☆☆

الابتہاج

بذکر معراج صاحب التاج

الابتہاج بذکر معراج صاحب التاج

معراج سے عرفاً مقصود ہے عروج عالم بالا و سیر سماوات علیا و ترقی مقالات ملکوت و جبروت و لاہوت (ثم الی ماشاء اللہ تبارک وتعالیٰ) و رفعت مدارج و مراتب و علوم منزلت و مناصب۔ اس نعمت عظمی و دولت کبریٰ اور علوشان و رفعت مکان و ترقی منزلت و بلندی مرتبت سے حضور اشرف داعی اکرم مظہر تجلیات ذات و صفات رب العزت آئینہ خدا نما قد آدم جناب خاتم رسالت سید الکائنات، افضل الانبیا والمرسلین صاحب التاج والمعراج اکمل الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والتحیہ بحالت بیداری و خواب قبل از بعثت و بعد شرف نبوت و رسالت پیشتر از ہجرت و بعد اقامت مدینۂ مطیبہ دارالرحمۃ بارہا بامر الٰہی و حکم نامتناہی معزز و ممتاز مشرف و سرفراز ہوئے کہ آیات بینات واحادیث وروایات سے ظاہر و باہر مگر باعث شرف خاص و فضل واختصاص بر بنائے شان محبت حضور نوراللہ وحبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم وہ معجزۂ قاہرہ وآیۂ باہرہ ہے کہ ایک سال قبل از ہجرت مع الروح الاطہر والجسد الانور رواقع ہوا اور برطبق قاعدہ مقررہ مسلمہ اصول

المطلق اذا اطلق یرا د بہ الفرد الاکمل

ولفظ معراج کا مفہوم متبادر وہی سفر بیداری روحاً وجسداً ہے نہ دیگر واقعات عالم خواب و سیر روح مجرد، اس سیر میں کیا خاص فضیلت ہے؟ کیا ترقی درجات؟ کیا علو و رفعت اور کیا خصوصیت و افضلیت؟

یہ مبارک سفر سراپا خیر وظفر بجسدہ الاطہر و مع روحہ الانور بحالت بیداری رات کے وقت ہجرت سے پیشتر واسطے مشاہدہ وملاحظہ آیات وقدرت قدیر مطلق ومعائنہ عجائب وغرائب، بدائع و صنائع خلاق برحق (جل شانہٗ وعلا) کے عموماً و بغرض ترقی و رفعت منزلت و علو مرتبت و اظہار عزت

وشوکت وجاہ وحشمت وجلوۂ رحمت حضرت رحمۃ للعلمین ﷺ خصوصاً واقع ہوا اور آن کے آن میں طے اور تمام ہوگیا۔

سبحان اللہ! قدرت قادر نے ایسے سفرطول طویل کے لیے اس زمانۂ قلیل کو وہ وسعت بے حدو بے انتہا عطا فرمادی کہ حضور اقدس محبوب رب العالمین کا بہ طلب الٰہی حرم محترم مکہ مطیبہ سے چل کر بیت المقدس ومسجد اقصیٰ واطباق سموات و بیت المعمور وسدرۃ المنتہیٰ ورفرف معلّٰی وعرش اعلیٰ کا اعزاز واحترام مرتبہ ومقام بلند فرماتے خلوت خانۂ قرب ووصال رب المتعال (جل جلالہ) میں جلوہ فرماتے، ہر منزل میں قدرت کے نئے کرشمے ہر مقام میں صنعت کے نرالے جلوے دیکھتے دکھاتے ہر قدم پر خصوصیات بے غایات وعطیات بے نہایات سے حصہ خاص پاتے بااین ہمہ شوکت وعظمت لمحہ کے لمحہ میں جانا اور آنا وقت معاودت ہنوز گرمیٔ بستر بدستور برقرار پانا جس کا ادنیٰ کرشمہ اور اُس دریائے ذخار ناپیدا کنار کا ایک قطرہ ہے۔

لاریب ان ربنا الحکیم الخبیر السمیع البصیر علی کل شیء قدیر و ان سیدنا و شفیعنا حبیبه الوجیه ورسولهٖ الرؤف الرحیم بکل شرف و عز و فضل جدیر اعجازا و کرامةً

اس سفر کے نظائر عالم شہود میں بکثرت ظاہر و باہر ثابت ومنصوص مگر یہ فضل وشرف خاص بالتخصیص حضور پرنور افضل الاولین والاخرین اکمل الانبیاء والمرسلین مظہر ربوبیت رب کریم شان وقدرت قدیر وعلیم ذی الفضل العظیم حبیب رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم سے مخصوص:

ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء

کیا خوب فرمایا ہے امام علامہ شیخ الاسلام محمد بن سعید بوصیری علیہ الرحمہ صاحب قصیدۂ بردہ نے اپنے مقدس کلام برکات التیام میں: ؎

سریت من حرم لیلا الیٰ حرم	**کما سری البدر فی داج من الظلم**
وبت ترقی الٰی ان نلت منزلةً	**من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم**
وقدمتک جمیع الانبیاء بها	**والرسل تقدیم مخدوم علی خدم**
وانت تخترق السبع الطباق بهم	**فی موکب کنت فیه صاحب العلم**

حتـی اذا لـم تـد ع شـاوا لـمستبق	**مـن الـدنـوولامـرقـیً لـمستـنـم**
خـفـضـت کـل مقـام بـالا ضـافة اذ	**نـو دیـت بـالـرفـع مثل المفرد العلم**
کیـمـا تـفـوز بـوصـل ایّ مستتـر	**عــن الـعیـون وسـرای مـکتتـم**
فـحـزت کـل فـخـار غیر مشترک	**وجـزت کـل مـقـام غیـر مـزدحـم**
وجـل مـقـدار مـاولیـت من ربـت	**وعـز ادراک مـا اولیـت مـن نعم**
بشـریٰ لـنـا معشـر الاسلام ان لنـا	**مـن الـعـنـایة رکـنـا غیـر مـنهـدم**

اس عز و اعتلا مجد و علا میں آپ یکتا، نہ کوئی شریک نہ کوئی ہمتا:

منزہ عن شریک فی محاسنہ — **فجوهر الحسن غیر منقسم**

اس فضل و کمال میں قال و مقال ایمان کا زوال عین ضلال و اضلال قرآن مجید میں اس کی توضیح و تصریح، احادیث شریفہ و روایات معتمدہ وصحیحہ میں اس کی تفصیل و تشریح موجود۔

بعالم رویا و حالت خواب بھی ہر چند روح مطہر فضل و شرف عروج و ترقی سے بار ہا باریاب و مفتخر مگر خصائص کریمہ و فضائل شریفہ حضور نور النور میں بھی واقعہ مخصوص بیداری کا معتقد علیہ و متفق علیہ جماہیر مشاہیر حضرات مفسرین و محدثین اہل سیر۔

نصوص بینہ ومحکمہ و آیات و احادیث و روایات مستندہ سے یہی سفر خاص بالا سراء والعروج جسداً اور روحاً مقصود و مراد اسراء سے (مراد) سفر شب مع روح و جسد بہت تھوڑے وقت میں بیت اللہ شریف سے تا مسجد اقصیٰ، عروج سے (مراد) سیر فلکی و ترقیات عالم علوی و مشاہدہ تجلیات جلالیہ و جمالیہ الٰہیہ ظاہر و مستفاد، آیۂ کریمہ:

سبحن الذی اسریٰ بعبدہ الایة

سے تصریحاً و تشریحاً اسراء عیاں، عروج کا اشارتاً سورۂ نجم میں (اور) صراحۃً روایات مستندہ و معتمدہ وصحیحہ میں تفصیلاً و توضیحاً بیان ''**الـذی مـن آیـاتنا** '' میں علت نمائی کی جانب ''اشارہ **انه هـو الـسـمیـع البصیر** ''میں اقوال پر اختلال و تخیلات و توہمات اہل زیغ و فساد ارباب طغیان و عناد کا بھی اظہار بطور اخبار و کنایہ۔

بالجملہ اول (اسرا) کا انکار اس میں چون و چرا قطعاً کفر صریح ثانی (عروج) میں قیل و قال

بدعت و اعتزال، قبیح ضلال و اضلال، ہر چند کہ حضرات اہل حق و یقین نے خیالات باطلہ و توہمات واہیہ منکرین بے دین کا کما ینبغی ابطال و استیصال فرما دیا محققین دین متین نے شبہات سخیفہ ارباب زیغ وفلاسفہ ومعتزلہ لیام واشقیاء وملاحدۂ ضلالت انجام کو پورا پورا خاک میں ملا کر اس گروہ ضلالت پژدہ کو جیسا چاہیے نیچا دکھا کر اوندھا ڈال دیا اور اس معجزۂ قاہرہ اور آیۂ باہرہ کو بخصوصیت خاصہ براہین قاطعہ وساطعہ وحجج زاہرہ ولامعہ کے مثل آفتاب نیم روز ثابت فرما کر اس کے انوار سے تمام عالم کو چمکا دیا لیکن تاہم اہل ہوا اُسی خیال میں مبتلا و اذناب واتباع ملاحدہ و فلاسفہ ومعتزلہ اُسی توہم میں گرفتار۔ بلا سچ ہے:

ان الشیطان للانسان عدو مبین

ہم اس مقام پر تاویلات رکیکہ وخیالات باطلہ اہل زیغ وہوا سے قطع نظر کر کے ناظرین با تمکین حق گزین کو جلوہ حق دکھاتے، اس عالم کا سیر کراتے ہیں **واللّٰہ الھادی ومنہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔**

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

قال اللّٰہ تبارک و تعالی سبحٰن الذ اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی.

اہل اسلام اس آیۂ کریمہ میں پروردگار عالم اپنے حبیب مکرم رسول معظم نبی الانبیاء سید الاولین والآخرین خاتم النبیین ﷺ کی ترقی درجات ومراتب علیات مخصوصہ حضور اشرف البریات سے اپنی تعریف وتوصیف وعظمت وجلالت کے پیرایہ میں جملہ کائنات وتمامی مخلوقات کو مطلع فرماتا ہے کہ ہماری قدرت نے شب معراج میں اپنے حبیب خاص کو وہ خلعت خصوصیت مرحمت فرمایا کہ عقول کے ادراک کی حقیقت اُس کے پرے ہے۔ کیفیت اس واقعہ مخصوصہ کی یہ ہے کہ رجب المرجب کے مہینے رضوان الٰہی کے خزینے جاہ جلال محبوب کبریائی کے آئینے برکات نامتناہی کے دفینے کی علی اشہر الاقوال ستائیسویں رات تھی، کیسی رات؟ مطلع انوار قدرت منبع تجلیات رب العزت مظہر ترقیات بے حد مصدر برکات خارج از عدّ، کیسی رات؟ رحمت کی رات، امن وامان کی رات، مرتبہ ودرجات کی رات، کیسی رات؟ جس میں ہر ہر ذرہ عالم کو دعویٰ انا النور، کیسی رات؟ مظہر تجلی طور، کیسی رات؟ جس کی بدولت ماہ رجب رفیع الشان جلیل القدر بلند مکان، جس کے صدقہ پورا مہینہ راحت روح جان مسرت برکت کی کان، کیسی رات؟ جس کی جزویت سے کل کو وہ شرف خاص اور عزت تمام کہ حضور پرنور کا ارشاد ہے:

فضل رجب علیٰ سائر الشھور کفضل القرآن علیٰ سائر الکلام

کیسی رات؟ جس کی رفعت سے ماہ رجب المرجب زبان وحی ترجمان جناب مقدس سے بہ لقب ''شھر الله'' ملقب، کیسی رات؟ جس کے طفیل رجب کے روزہ داروں کو بشارت وثواب و رضوان رب رحیم ورحمان، کیسی رات؟ جس کے تصدق اس ماہ مبارک میں طالب مغفرت وتائب ازمعصیت کو خصوصاً نوید اجابت توبہ ومژدہ عفو وغفران۔

حضرت روح الامین کا مع جماعت ملائکہ مقربین سدرہ سے دربار رسالت میں بحکم رب العزت آنا، جنت سے سواری حضور کو براق برق رفتار ساز وسامان قدرت سے آراستہ وپیراستہ ہمراہ لانا، حضور اشرف واعلیٰ محبوب ومطلوب حق تعالیٰ کو بکمال ادب وتعظیم وآداب وتکریم خواب ناز سے چونکانا، مژدۂ وصل ونوید وصال پیغام طلب پہنچانا، بعدۂ صدر مطہر کو چاک کرنا، انوار ایمان

وایقان اسرار حکمت ومعرفت سے پرنور ومعمور کرنا، آپ کا بیت اللہ شریف میں تشریف لانا، آب زمزم شریف سے وضوفرما کر دوگانہ بجالانا، من بعد براق کا شرف سواری سے اعزاز وامتیاز پانا اور حضور کا مکہ مطیبہ سے روانہ ہونا، ملائکہ کرام کا جلو خاص میں شان الٰہی کا جلوہ دکھانا، اثنائے راہ میں عجائب وغرائب قدرت کا پیش آنا، دم کے دم میں باہزاراں ہزار جلوس شانہ وحشم وخدم خسروانہ عجیب دھوم، نرالے جلوے، نئی شان سے مسجد اقصیٰ میں پہنچ جانا، اُس کا عز وشرف بڑھانا، براق سے اُتر کر مسجد اقصیٰ میں بصد جاہ وجلال شوکت واجلال داخل ہونا، تمامی انبیائے عظام ورسل کرام کا باقتداء افضل النبیین والمرسلین دوگانہ ادافرما کر مقتدیان ومتبعان نبی الانبیا میں شامل ہو جانا، صف اول میں پس پشت حضرت خلیل جلیل وجانب یمین سیدنا اسمٰعیل وجانب یسار سیدنا اسحاق نبیل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا جگہ پانا، بعدہ برسر منبر ہر ایک پیغمبر کا اپنے اپنے مناقب عظیمہ وفضائل کریمہ بیان کرنا، بالآخر حضور خاتم الانبیا کا اپنے خصائص جلیلہ وحمائد جزیلہ سنانا اور حضرت خلیل بارگاہ جلیل کا تصدیقاً وتکریماً توقیراً وتعظیماً ''بھذا فضّلکم محمد'' فرمانا، دوسرے انبیائے کرام کا حضور کا شرف وفضل عام وتام تصدیق وتسلیم کرنا وسر جھکانا، پھر حضور ﷺ کا بیت المقدس سے باہر آنا، جبریل امین کا بامر الٰہی دو پیالے شراب ودودھ سے بھرے ہوئے سامنے لانا حضور کا دودھ کو پسند کرنا، حضرت امین وحی کا ''اصبت الفطرۃ'' عرض کرنا اور ایک قدرتی سیڑھی چاندی وسونے کے موتیوں سے جڑی ہوئی جس کو زبان عرب میں ''معراج'' کہتے ہیں صخرہ سے آسمان تک بلند کھڑی ہوئی دکھا کر واسطے عروج کے درخواست کرنا اور اس زینہ کی راہ سے مع جبریل امین حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جا کر ہر ایک آسمان کی رفعت وعزت اپنے قدموں سے بڑھانا، عجیب وغریب بدائع وصنائع قدرت رب قدیر کا ہر ہر مقام پر دیکھنا دکھانا، حضرات انبیائے سابقین سے افلاک پر اپنے اپنے مقامات پر ملنا ملانا، بہشت ودوزخ کا معائنہ وملاحظہ فرمانا، اندرون جنت حضرت عاشق جانباز ومحرم راز حضور محبوب ذوالجلال حضرت سیدنا بلال کے قدم کی آواز سننا، مکان عالیشان حضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بالتخصیص مشاہدہ اور اندر تشریف نہ لے جانا، رضوان ومالک کا جلوۂ دیدار پر انوار ولقائے برکات انتما سے اپنی اپنی دلی مرادیں پانا پھر بیت المعمور کا مرتبہ اپنے قدم عزت توام سے دوبالا کرنا، وہاں ملائکہ مقربین کو نماز

بڑھانا من بعد سدرۃ المنتہٰی تک پہنچنا، مقام خلت انجام رفیق با احتشام روح الامین کو اعلیٰ سے اعلیٰ بالا سے بالا اپنے قدموں سے مرتبہ عطا کرنا، بلکہ اُس کا عز و علا بے حد و انتہا بڑھانا، چلتے وقت جبریل امین جیسے خلیل و رفیق با تمکین کا ہمراہی سے رہ جانا، **لو دنوت انملة لا حترقت** سنانا، حضور معلیٰ کا مقامات عالیہ و منازل قدس وحجابات عظمت و جلال و سرا پردہائے انوار و اسرار ترقیات سے نامتناہیہ فرماتے حتی کہ عرش معلیٰ کا علو کرسی کا پایہ بڑھاتے کہیں خلیل جلیل، رفیق عتیق، محرم اسرار، یار نامدار صدیق بالتحقیق کی آواز میں مژدۂ ''**قف یا محمد ان ربک یصلی**'' سنتے، کسی مقام پر نوید ''**اُدن منــی یا جیبی**'' سے تسکین خاطر خطیر فرماتے، انواع انواع ترقیات و اقسام اقسام تجلیات سے فائز المرام، طرح طرح کے انعامات و اکرام سے شاد کام ہوتے، خلوت خانۂ قرب و اختصاص میں جلوہ خاص دکھانا، کیسی بارگاہ عظمت پناہ رفعت دست گاہ جس کی شان ہر شان سے جدا جس کا ہر جلوہ ہر جلوہ سے نرالا، جہاں جہت کا پتہ نہیں، مکان کا نشان نہیں، غیر طالب و مطلوب، عبد و معبود، محبّ و محبوب دوسرے کا وہم تیسرے کا گمان نہیں، جس کے بیان سے بیان قاصر، شرح عاجز تصریح معذور توضیح مجبور، ادھر سے ''**التحیات لله و الصلوٰات و الطیبات**'' کا ہدیہ و تحفہ، اُدھر سے ''**السلام علیک ایها النبی و رحمة اللّٰه و بر کاته**'' کا زمزمہ و نغمہ، یہاں بجواب سلام ''**السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین**'' کا ترانہ، وہاں ''**انا و انت و ما سواک خلقت لاجلک**'' کا پروانہ، اب آپس کے کچھ بھید ہیں، باہمی اسرار ہیں، راز ہیں نیاز ہیں، لقائے بے کیف و کم کا جلوہ ہے، وصال بے چون و چگون کا پرتوہ ہے، احمد ہیں اور احد حمید ہے، محمود شاہد ہیں اور مشہود، شرف دیدار سے آنکھیں ہیں کہ نور النور، دل ہے کہ عین السرور، **لا یعلم حقیقة الحال الا اللہ العلی المتعال و هو علام الغیوب** وقت رخصت کا سامان بے حد و بے پایان ہے، انعام پر انعام ہے، اکرام پر اکرام، نعمت پر نعمت ہے، رحمت پہ رحمت، شفاعت جدا، حلۂ رضوان و مغفرت جدا، خلعت بخشش امت جدا، غرض مالک ارض و سما منعم ذوالعطا دینے والا حبیب اولوالمجد و العلامختار کارخانۂ کبریا لینے والا، کوئی کیا جانے کیا دیا کیا لیا؟ بیان تو وہ ہو جس کی حد ہو یا انتہا، شمار میں تو وہ آئے جس کا حصر ہو یا احصار۔

فان فضل رسول اللّٰه لیس له — حد فیعرب عنهم ناطق بفم

بعد رخصت و ہنگام معاودت امتِ حبیب کوبھی اس نعمت کبریٰ و دولت عظمیٰ سے حصہَ لائق عطا فرمانا، رات و دن میں پچاس وقت عبادت معبود برحق کی بحالت قیام وقعود رکوع وسجود جوتمامی کیفیت معراج کوشامل جس کا نام ہے نماز، جس کا لقب معراج المومنین، جس کی شان ہے ستون دین، جس کا سب سے پہلے دربارالٰہی میں حساب و کتاب، جس کے ادا سے بندہ مولیٰ کی حضور سے باریاب، جو برزخ ومحشر و پل صراط ومیدان قیامت میں مشعل نور سواری ودلیل وحجت، جس سے دوزخ کی آگ سرد، حضور کی سفارش سے گھٹتے گھٹتے پانچ رہ جانا اوراس شان رحیمی سے اللہ پاک کا خفّت وامضیت فرمانا من بعد جیسے آناً فاناً جانا تھا یوں ہی لمحہ کے لمحہ میں لوٹ آنا، صبح ہوتے ہی تفصیلاً رات کا تمام واقعہ مجمع عام میں سنانا، حضور معلیٰ، اکرم واتقی، خیر وافضل امت، ثانی اثنین اذ ہما فی الغار، صاحب البرذی العز والوقار، یارغمگسار، محرم اسرار، رفیق بالتحقیق، صدیق عتیق، افضل الخلفاء، خیر الاصحاب، اکمل الاتقیاء، امیر المومنین، سید الصدیقین، روحنا فداہ رضی اللہ عنہ و ارضاہ کا سب سے پہلے سننے کے ساتھ بلا تامل وتوقف تصدیق کرنا، فرعون امت اشقی الاشقیاء ابو جہل مردود ومطرود ملعون ومخذول کا اولاً دوسرے کفار کا تبعاًلہ تکذیب کرنا جھٹلا، بغرض امتحان بیت المقدس کی کیفیت، راہ کے بعض واقعات وحالات کا پوچھنا، علی الفور ملائکہ کرام کا بیت المقدس کو پروں پر اٹھا کر روبرو لے آنا، قوافل کا راہ میں ملنا، براق کی چمک نور و جھلک سے اونٹوں کا بھڑکنا، ایک شخص کا اونٹ سے گرنا، پاؤں ٹوٹ جانا، عرب شریف کے قافلہ کا تا وقت صبح باوجود مسافت بعیدہ صبح تک مکہ محترمہ میں پہنچنا اور حسب اخبار حضور اقدس معجزہ طے ارض وحبس آفتاب کا ظہور پانا، مسافت وور دراز کا ذرے سے دیر میں طے ہوجانا اور آفتاب کا چمکنا، اُدھر قافلہ کا آجانا **وغیر ذلک من الوقایع والآثار والعلامات والاخبار تفصیلاً و توضیحاً تصریحاً و تشریحاً** . آیات صریحہ واحادیث صحیحہ روایات سیر سے کالشمس فی الظہیرہ، ابین واظہر روشن وتاباں، عیاں درخشاں ہے اس میں قیل وقال گفت وشنود وچون وچرا تخیلات بے جا تاویلات، بےسود افساد فی الدین اضلال مسلمین بے دینی وگمرہی نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن کریم میں صاف صاف **اسریٰ بعبدہ لیلاً** مذکور احادیث وسیر میں عروج وصعود و سیر روح وجسد موجود ومسطور پھر بھی گمراہ خیالات بنادیں، تاویلات رکیکہ بنادیں، روح کا سیر،

خواب کا قصہ کہیں آہ صد آہ یہ عقل کے دشمن، اوہام میں گرفتار، خیالات میں مبتلا، اتنا نہیں سوچتے، اس قدر نہیں سمجھتے (کہ) اگر یہ خواب کا واقعہ روح سیر سونے کا معرکہ ہوتا، قرآن میں بعد اسری لفظ **بعبدہ** نہ فرمایا جاتا۔

احادیث میں جبریل امین کا مع لشکر ملائکہ مقربین زمین پر آنا سوتے سے چونکانا، براق جنت واسطے سواری کے پیش کرنا وغیرہ وغیرہ ارشاد نہ ہوتا، کفار قریش و دیگر اشقیاء ناہنجار کو عموماً و خصوصاً ایسا استعجاب و استبعاد نہ ہوتا، ایسے ایسے توہمات و خیالات فاسدہ و بے بنیاد دل میں نہ لاتے، یوں غل نہ کرتے، شور وشغب نہ مچاتے، یوں عقل سے دور عادت سے خلاف سمجھ کر بے محابانہ جھٹلاتے، راہ کے واقعات مسجد اقصیٰ کے حالات یوں نہ پوچھتے، بعضے ضعفائے اسلام یوں مرتد و بے دین نہ ہو جاتے، خواب کا تو عموماً ایسا ہی حال ہے وہاں استبعاد کو کیا دخل؟ استعجاب کی کیا گنجائش؟ چون و چرا کی کیا مجال ہے؟ اور خواب بھی کیسا؟ خواب اخص الخواص کا خواب، وحی کا ہمرکاب، حضور انور محرم راز واقف اسرار یار غار افضل الاصحاب الاخیار اکمل الخلفاء الاطہار امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو بر بنائے تصدیق ایسا عالی مرتبہ بلند رتبہ نہ ملتا، ''خیر الناس بعد الانبیا وسید الصدیقین'' نہ قرار پاتے، بوجہل لعین دشمن بے دین بوجہ تکذیب فرعون امت قہر الٰہی میں گرفتار دارین میں ذلیل وخوار مخلد فی النار نہ ہوتا۔

عقل کے بندے نئی روشنی کے غلام قدرت کے منکر، فطرت کے قائل، محض ناعاقل، حقیقت ایمان سے غافل، پورے جاہل، ہیئت اعجاز سے بے خبر، حقیقت تصرف سے ناآشنا، سراسر پابند ہوا، تاویلات کا خطرہ، محالات کا خدشہ، بھی دل میں نہ لاتے، بلا تامل وتردد تسلیم کر لیتے، تصدیق کی ٹھہراتے، فلسفی خیالات کے متبع ملاحدہ لیام، خرق والیتام کا ڈھکوسلہ اس پردہ میں گمراہی و بے دینی کا جال نہ پھیلاتے، ہواپرست اپنے اپنے اذناب کالانعام کو یوں نہ بہکاتے، امکان وامتناع کے راہ پر نہ ڈالتے، اس پیرایہ میں اپنے ایمان کو خیرباد نہ کہتے، اسلام پر قائم رہتے، بے سوچ بچار تسلیم کی ٹھہراتے وغیرہ وغیرہ۔

اگرچہ اب قرآن مجید کے ماننے والے حدیث شریف کے پہچاننے والے پکے مسلمان، سچے باایمان کے سامنے بیان حدیث وآیت، نقل روایت کی ضرورت وحاجت نہیں ہے مگر ذکر

ایک روایت کا جو ابونعیم نے دلائل میں، صاحب روح البیان نے اپنی تفسیر میں بطریق ایلیا سے متعلق معراج شریف حضرت ابوسفیان سے قبل اسلام و ایمان نقل کی ہے، مناسب حال و مقتضائے مقام سمجھتے ہیں:

وفی حدیث ابی سفیان قبل اسلامه انه قال لقیصر یحط من قدره ﷺ الاخبرک ایها الملک عنه خبرا تعلم منه انه یکذب فقال وما هو قال انه یزعم انه خرج من ارضنا ارض الحرم فجاء مسجد کم هذا ورجع الینا فی لیلة واحدة فقال بطریق انا اعرف تلک اللیلة فقال له قیصر ما علمک بها قال انی کنت لا ابیت لیلة حتی اغلق ابواب المسجد فلما کانت تلک اللیلة اغلقت الابواب کلها غیر باب واحد وهو الباب الفلانی فعلنی فاستعنت علیه بعمالی ومن یحضرنی فلم نقدر وقالوا ان البناء نزل علیه فاترکوه الی غد حتی ناتی بعض النجارین فنصلحه فترکت مفتوحا فلما اصبحت غدوت فاذا الحجر الذی من زاویة الباب مثقوب واذاً فیه اثر مربط الدابة ولم اجد بالباب مایمنعه من الاغلاق فعلمت انه انما امتنع لا جد ماکنت اجده فی العلم القدیم ان نبیا یصعد من بیت المقدس الی السماء و عند ذٰلک قلت لاصحابی ما حبس هذاالباب اللیلة الا علی شیء وقد صلی اللیلة فی مسجدنا

اس روایت سے اسراء وعروج وصعود سما کا بجسد الشریف و بروحہ اللطیف رات کے وقت ہونا اور رونق افروزی بیت الاقصیٰ واداۓ نماز اور صخرہ میں موجود ہونا، اثر باندھنے براق کا اور پھر صعود الی السماء بخوبی ثابت وہویدا۔

ان امور کو خواب سے کیا علاقہ؟ روحی سیر کو ان اشیاء سے کیا واسطہ؟ اگلی کتب مقدسہ وصحف

مطہرہ میں یہ واقعہ مبارکہ مسطور اہل کتاب میں یہ خبر مشہور ہر فریق وگروہ میں اس کا چرچا باہم مذکور اللہ اللہ بطارقہ اہل کتاب کا تو یہ حال اور اہل ہوا وضلال فضلہ خوار ان فلاسفہ وکفش بردار ان اعتزال وملاحدہ وزنادقہ کا یہ محال خیال **لاریب ان اللہ یھدی من یشاء الی سبل السلام** کارخانۂ قدرت کی عجیب نیرنگی وغریب بوالعجبی ہے۔

حسن ز بصرہ بلال اش حبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبی است

گہ آرے خلیلے ز بتخانۂ
کنی آشنائے ز بیگانۂ
گہے باچنیں گوہر خانہ خیز
چو بو طالبے را کنی سنگریز

برعایت مقتضائے مقام اس واقعہ کے شروع میں ''**سبحن الذی**'' پکار پکار کر جتا رہا ہے، واقعہ اسرا خواب سے محض بے تعلق ہے بلکہ ایک امر عجیب وغریب، مہتم بالشان عظیم المرتبہ رفیق القدر اعلیٰ مرتبہ جلیل المکان ہے نہ خواب کا بیان اور بعدہ ''**اسـری بـعـبـده**'' بہ ندائے بلند وصدائے ارجمند عالم کو خواب سے جگا رہا ہے کہ مقصود بالاسریٰ ومطلوب ومحبوب خالق ارض وسما جل شانہٗ وعلا عبد ہے، کیسا عبد؟ مظہر ربوبیت، مبدء خلقت، تجلی ذاتی کا جلوۂ اول، ساری خدائی سے اعلیٰ بالا افضل واکمل ﷺ.

''لیلا''، اس سے روشن ومبرہن کہ سفر تو اتنا بڑا اطول طویل مدت سفر اقل قلیل غرض طرز بیان سے استعجاب کی شان عیان سابق ولاحق دونوں خواب سے غیر متعلق علیٰ ہذا القیاس۔ احادیث متعلقہ سے صاف صاف واضح ولائح کہ یہاں سے وہاں، وہاں سے یہاں آئے گئے، یہ دیکھا وہ دیکھا الیٰ آخرہ۔ اب سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے اپنی قدرت کا تماشا، صنعت کا جلوہ، بے چونی وبے چگونی کی شان عالم امکان وقدم کا تمامی ساز وسامان دکھانے کو اپنے حبیب کو بلایا اور نیرنگی قدرت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ آن کے آن میں جو کچھ منظور رب قدیر صانع خبیر وبصیر تھا قوت سے فعل میں آ گیا **وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر**.

اب اگر یہ خیال ہے کہ تھوڑا ساوقت اور اتنا بڑا سفر ایسی حرکت اتنی مسافت اور یہ زمانہ مختصر، یہ امر عقل کے پرے قیاس سے ورے ہے۔ حضرات ذرا یہ تو بتایئے کہ آپ کیا اور آپ کی عقل کیا دیگر کارخانجات قدرت میں کہاں کہاں قیاس کا دخل عقل کی رسائی ہے، قدرت کی تو یہی خاص شان ہے قیاس سے باہر خیال سے برتر، عقل سے زیادہ، خارج از وہم وگمان ہے، سبحان اللہ کیا خوب ترانہ ونغمہ ہے حضرت شیخ علیہ الرحمہ بلبل شیراز کا۔

اے برتر از قیاس و خیال وگمان و وہم — و زہر چہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

جس طرف عالم میں آنکھ اُٹھا کر دیکھئے نرالا جلوہ نیا رنگ، غریب طرز عجیب ڈھنگ ہے کہ بصیرت والوں پر ظاہر وعیاں ہے **وان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار** اور اگر عقل ہی پر آپ کا سارادارومدار ہے اور امکان پر ہی آپ کی ملت کا قرار ہے تو پھر بمقتضائے اصول ہند سے وفلسفے بھی نظائر اس کے بکثرت واقع وآشکار خیال فرمایئے۔

سیر نیر اعظم وحرکت فلک الافلاک کا کیا حال ہے؟ باقی رہا خلش خرق والتیام ودیگر خدشات فلاسفہ وملاحدہ لیام سو اس کا ردّ بلیغ کتب واسفار کلام میں موجود اس مقام پر اتنا ہی بس ہے کہ:

المحال عندهم بناءً علی اصولهم هی الخروق الطارية دون الفطرية وهنا هو الخرق الفطری لا الطاری ولا استبعاد بذلک ويمكن ان يراد بها ابواب السماء كما هو الظاهر من النصوص ولا استحالة فيه عند العقلاء

ہاں البتہ فحاوی بعض آیات ومضامین بعضے احادیث وروایات سے جو بظاہر واقعۂ رویا اور مجرد صعود وعروج روح بلا جسد سمجھا جاتا ہے سو حضرات اکابر واعاظم مفسرین ومحدثین ومعتمدین ومستندین ارباب حق مبین، اصحاب صدق ویقین، اساطین دین متین وجماہیر محققین ومشاہیر معظمین بالاتفاق فرمارہے ہیں کہ یہ دوسرے اوقات کے واقعات ہیں، ثانیاً بمقابلۂ دیگر منصوصات ومحکمات واجب التاویل، ثالثاً وہ احادیث متکلم فیہ رواۃ میں قال وقیل وبھذا **کفاية لمن له**

علاوہ بریں اگر عقل سے ہی کام لیا جائے تو خود ظاہر ظہور دکھا رہی ہے علی الاعلان سمجھا رہی ہے کہ یہ واقعہ خاص بے داری کا ہے، جسم و روح دونوں شریک وہ اس سے جدا یہ اُس سے کسی طرح علاحدہ نہیں، عبد کو روح، روح کو عبد نہیں کہتے، روح کی سواری کو براق کی ضرورت نہیں، روح کے بلانے کو خیل وحشم جاہ وخدم جبریل کے آنے، سوتے سے جگانے، ملائکہ مقربین کی ہمراہ لانے کی حاجت نہیں، مقصود اصلی معراج سے کیا ہے محبوب ومطلوب، حسین وجمیل وجیہہ وشکیل کو خلوت خانۂ قدرت کا شانۂ اقدس میں بلانا، عجائب وغرائب قدرت بدائع وصنائع حکمت کا ظاہر ظہور تفصیلاً تصریحاً توضیحاً تشریحاً دکھانا اسرار قدرت کا راز دار، کارخانۂ خدائی کا عام وخاص مختار بنانا، تجلیات جلال وانوار جمال کا بے پردہ بے حجاب بلا نقاب معائنہ کرانا۔ نہ سوتے میں خواب کا دکھانا علت غائی اس سفر سراپا ظفر کی کیا تھی؟ حبیب وجیہہ مظہر ذات وصفات آئینہ جمال وجلال خلاق کائنات علیہ اکمل التحیات والتسلیمات وافضل الصلوٰت الزاکیات کی تمامی مخلوقات سے عموماً دیگر مقربین ومخصوصین بارگاہ یعنی حضرات انبیائے کرام و رسل عظام علیٰ سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے خصوصاً خصوصیت خاص بڑھانا فضل وشرف مخصوص عطا فرمانا ہے جو مراتب کمالات و مدارج ومناصب عالیات ترقیات دوسروں کو نہ ملیں اور مناسب منزلت ومقتضائے حال محبوب ذی الجلال میں مکرمت ومرحمت فرمائے جائیں بلکہ قسام ازل نے وقت تقسیم حصص مخصوصہ اور عطائے مناصب ومراتب علیہ جو کچھ جس کو دیا اسی خوان نعمت سے دیا اسی نور کی جھلک اسی آفتاب قدرت کی ایک چمک تھی:

وکل آی اتی الرسل الکرام بھا	فانما اتصلت من نورہ بھم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا	یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

اور یہی وجہ وجیہہ ہے کہ اس مقام عالی ومتعالی میں دیگر فضائل وخصائص سے رب کریم نے یاد و شان نہ فرمایا جیسا کہ بالخصوص حضور سے طریقہ مخصوصہ وعادت الٰہی کا مقتضا تھا بلکہ بہ لفظ عبدہ ارشاد ہوا تاکہ سب عالم جان لے، ہر عالی منصب پہچان لے کہ مقام عبدیت اعلیٰ المقامات واسنی الکمالات سے ہے۔ اُس سے بالا مرتبہ معبودیت کے سوا دوسرا نہیں ہوسکتا اور جیسے ذاتاً وصفاتاً وہ

معبود برحق مالک الملک خلاق ارض وسما واحد واحد وحدہ لاشریک لہ یگانہ ویکتا ہے یہ عبد مطلق باعث آفرینش ماورا دُرّ یتیم بحر قدرت، جو ہر فرد کان صنعت لاسہیم لہ ولانظیر لا مثال لہ ولا میثل مقام عبدیت میں یکہ ونرالا ہے، نہ وہاں کوئی ہمسر نہ یاں دوسرا شریک، دولت برابر والا متصور وہ ممتنع یہ بھی محال کیا خوب فرمایا ہے ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فمبلغ العلم فيه انه بشر... وانه خير خلق الله كلهم

وكيف يدرك في الدنيا حقيقته... قوم نيام تسلوا عنه بالحلم

اب مقام غور ہے کہ خواب سے کیا فضل خاص متصور اور کون سا شرف واختصاص جلوہ گر؟ خصوصیت خاصہ اسی کی مقتضی افضلیت تامہ وعامہ یہی متدعی کہ جو مرتبۂ رفعت وعظمت وترقی منزلت اجساد وارواح دیگر انبیا ورسل کو علی سیدہم علیہم الصلوٰۃ والسلام بکل مساء وصباح بحالت بیداری وعالم رویا مرحمت نہ ہوا بالخصوص حضور مقدس افضل واکمل اشرف واجل اکرم الاولین والآخرین سید النبیین والمرسلین ختم الرسل صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو مکرمت ہو جیسا دیگر فضائل وکمالات وخصائص ومعجزات کا حال ہے کس نبی کو ارشاد ہوا ''**لولاک لما اظهرت الربوبيه** '' کس رسول کے حق میں فرمایا ''**ورفعنا لک ذکرک. ان الله وملائكته يصلون على النبي**'' کس سے خطاب ہوا ''**انا اعطيناک الكوثر**'' کس سے حکم ہوا ''**ولسوف يعطيک ربک فترضٰى** '' کون ہے محرم اسرار ''**فما اوحى الٰى عبده مااوحى**'' کون ہے تاجدار ''**فكان قاب قوسين او ادنٰى** '' کون ہے مسند نشین ''**دنٰى فتدلّٰى** '' وغیر ذلک من المقامات العلی۔

مقام رفعت حضرت ادریس علیہ السلام میں ''**ورفعناه مكانا عليا**''، محل عظمت حضرت روح اللہ '' **بل رفعه الله** '' ارشاد ہوا حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو معراج جسمانی کا شرف طور پر بلا کر دیا، وادی مقدس طویٰ میں ٹھہرا کر خلعت ''**فاخلع نعليک انک بالواد المقدس طوىٰ** '' عطا ہوا اور جب حبیب اکرم محبوب معظم ومحترم کا دورہ آیا تو قدرتی بیان نے کچھ اور ہی جلوہ دکھایا نیا رنگ ہے نرالا ڈھنگ عجیب طرز ہے غریب انداز کہ ''**سبحٰن الذى اسرىٰ بعبده ليلاً** '' سبحان اللہ کیا شان ہے، کیا عزت ہے، کیا توقیر، کیا حشمت، کیا جلال، کیا رفعت، کیا

عظمت کہ مقصود تو بیان رفعت حبیب کریم اور سراپا اپنی ذات مقدس کو، اللہ اللہ کیا پاکیزہ ارشاد ہے کہ ہم ہی تو ایسے ہیں کہ اپنے بندۂ خاص کو یہاں لے گئے، وہاں لے گئے، یہ دکھایا وہ دکھایا اُس کی بڑائی چاہنے والا ہمارے سوا کون ہے اور کلام بھی کیا تعجب آمیز حیرت انگیز کہ خود ہی بکلمۂ تعجب شروع فرمایا جائے سبحان اللہ سبحان اللہ بحمدہ، یہ وہی مقام ہے کہ ''میان عاشق ومعشوق رمزیست'' عروج ہو تو ایسا ہو جہاں وہم وگمان کا پہنچنا محال، اقرار نارسائی کا اعتراف، عجز وقصور ادراک سے عقل کا عین کمال جہاں عقل کل کے پر جلتے ہیں وہاں دوسرے کی عقول کی کیا مجال: **فاق النبیین فی خلق وفی خلق، ولم یدانوہ فی علم ولا کرم، وذلک من فضل اللّٰہ الکبیر المتعال العلی الکبیر ذی العزۃ والجلالہ.**

اس سفر کو محدود جاننا دائرۂ رب قدیر کو متناہی ماننا ہے اور اگر آیۂ کریمہ **انہ ھو السمیع البصیر** میں ضمیر کا مرجع محبوب کا جلوہ ہے تو یہ حسن ملیح وصبیح ہر طالب دیدار کی آنکھ میں دن دونا رات سوایا ہے، دیکھنے کو آنکھ سننے کو کان خبر کو دل درکار ہے۔

اے حضرات! اگر تخصص وتعین شب سے آپ کو خواب کا خیال ہے تو ذرا سوتے سے جاگئے، آنکھیں کھولئے ہوش سنبھالئے حواس کو متوجہ کیجئے، کان ادھر لگایئے ذرا ہم سے آنکھیں لڑایئے یہ ہم کیا کہیں کہ رات پردہ دار ہے، مخزن اسرار ہے، اس تخصیص میں علاوہ دیگر حکمتوں، نامتناہیہ الٰہیہ کی ایک حکمت خاص اس وقت خاص کی خصوصیت کی تفرقۂ کلی وامتیاز تام باہم مصدق باایمان سراپا کمال ومکذب بے دین مبتلائے خواب وخیال منکر گرفتار وبال ونکال ہے وبس۔ اس سفر مبارک عظیم الشان کو خواب بتانا، خیال ٹھہرانا، دوسری تاویلات رکیکہ وواہیہ ضعیفہ پیش کرنا خود فی نفسہ جھوٹی خواب پریشان خیال ہے، بدعت ہے، اعتزال ہے، گمراہی ہے ضلال ہے، دین کا نقصان ہے، ایمان کا زوال ہے، ان کا انکار اس میں قال ومقال بے شبہ کفر ہے، ضلال ہے اگر غور کرو تو یہ خیال ہی محال ہے قدرت کا میدان تنگ نہیں، اس میں بہت گنجائش بڑی وسعت ہے، تصرف الٰہی بے حد وبے انتہا ہے اس کو محدود سمجھنا، غلطی فاش بڑی خطا ہے توبہ کرو شرماؤ، باز آؤ، ابھی بات اجابت وا ہے، وسوسۂ شیطانی کو حجت و برہان ایمانی سمجھنا استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ، حضرات! جسم منور واطہر حضور مقدس ومطہر کو قادر مطلق خالق اکبر نے نور محض قدرتی

آئینہ قد آدم خدا نما بنایا تھا قد جاء کم من اللّٰہ نور کلام قدیم میں موجود ہے سایہ کا نہ ہونا اسی کی دلیل آفتاب کہ اُس نور کی چمک ماہتاب کہ اُس مشعل کی ایک جھلک ہے پھر اُس نور النور کا عالم اجسام میں خیال واہ سبحان اللہ یہ آپ کے فضل کا کمال ہے فحاشا ثم حاشا:

وانکہ سرشت تپش از جان بود　　　سیر و عروجش بہ تن آسان بود

ابتلائے اجسام خاکی سرشت عنصری پیدائش سے کیا مناسبت، کیا مشابہت۔

تن او کہ صافی زار جان ما است　　　اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

وھذا آخر الکلام وبہ تم المرام واخر دعوائ. ان الحمد للّٰہ رب العلمین والصّلوٰۃ والسّلام علی رحمۃ اللعٰلمین وسائر اخوانہ من الانبیاء والمرسلین و علی اٰلہ وصحبہ ووارث حالہ سیدنا غوث الثقلین عبدالقادر الحنفی المکین الامین و جمیع اولیاء اللّٰہ من الاولین والاٰخرین فیا اللّٰہ یا رحمن یا رحیم ارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین. اٰمین اٰمین اٰمین بجاھھم اجمعین.

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ، ج ۳/شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۷ھ)

عظمت اولیاء اللہ

عظمت اولیاء اللہ

قال اللّٰہ جل جلالہ:

ان اولیاء ہ الا المتقون.

الاان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.

اے حضرات! اہل انصاف آفتاب عالم تاب ولایت وعرفان تمام اطراف عالم میں یقیناً تاباں و فروزاں ہے گوع ۔ نہ بیند بروزشپرہ چشم   چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یوں ہی بحر محیط کرامت وفیضان تا قیام زمین وزمان دنیا میں چارسو قطعاً جاری ہے اور رواں ۔ مگر کیا

خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

عرفان وکرامت، فیضان ولایت کے متعلق کچھ بات چیت کرنا دریا کوزہ میں بھرنا ہوا، مٹھی میں قید کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ وجود سراپا مسعود حضرات اولیائے خدا بلا شبہ ذریعہ قضائے حاجات وسیلۂ نصرت و دفع بلا و آفت باعث قیام و نظام ارض وسما ہے، تصرف و فیضان مقربان ومحبوبان کبریا وقت حاجت وعندالضرورت بیشک طرح طرح سے جلوہ فرما ورونما مگر بقول قائل:

ای خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یا یوں سمجھئے کہ ع ۔ تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

افسوس صد افسوس وہ وقت آ گیا ہے کہ بلائے بد مذہبی و جہالت محیط، وبائے آزادی وسفاہت عالمگیر ہے، ہر ہر فرد بشر اپنے اپنے خیال میں ہمہ داں ہے، عقول عوام پر مدار دین وایمان ہے، عقل ہی فرماں روا ہے، وہی حکمران ہے، جو امر عقل قبول کرے قرآن مجید کا وہی مفہوم، حدیث شریف کا وہی منشا، اخبار صحیحہ کا وہی مدعا، آثار شریفہ کا وہی مقصود، مخالف عقل تفسیر وحدیث خبر واثر

جو کچھ ہو غیر مقبول و مردود، تقلید سلف صالحین ائمہ و مجتہدین حماۃ دین و ہداۃ یقین فضول، تحقیق و تنقید احادیث خطاء بشری پر محمول، عقیدت وارادت اصفیاء کاملین، محبوبان و مقربان رب العالمین خلاف خدا و رسول ہے۔

کسی کا خیال ہے کہ مجتہدین سابقین اپنی ہی رائے کے بندے تھے، ان کا اختلاف باہمی بابت تحلیل و تحریم مستلزم کفری ہے۔

مفسرین قرآن شریف اپنے اپنے خیالات ہی کے پابند تھے، شراح احادیث ڈھکوسلوں ہی کے تابعدار تھے، خدا کا منشا رسول مقبول کا مدعا ہمارے سوا نہ مفسرین سمجھے نہ محدثین نے جانا، جانا ہے تو ہم نے جانا اور پہچانا، مصلحت وقت ضرورت لاحقہ کا لحاظ ہر وقت مقدم تھا، اسی پر نصوص کا مناط و احادیث کا مدار ہے۔

تحقیق سابقین اولین علمائے کاملین محض طبع آزمائی، کشف و الہام اولیائے کرام مجرد خیال و اوہام و مراق کی کاروائی ہے، فقہ لغو، فقہا بے اعتبار، اصول سراسر فضول و بے کار۔

کسی کو ذات و صفات واجب الوجود میں کلام، مناظرہ کو تیار، کسی کو رسالت و نبوت میں قیل وقال آمادۂ بحث و تکرار، کوئی قرآن مجید میں تصرف بشری کا قائل، کوئی منصوصات کا منکر، محکمات کا بلا ضرورت شرعیہ محض باتباع رائے خود ماٗول، کسی کے نزدیک اسلام قدیم پارینہ تقویم دائرہ اسلام نہایت وسیع و نامحدود، کوئی قائل ہے کہ اسلام کا صرف اقرار کلمۂ توحید پر دار و مدار ہے، عقیدہ و عمل خواہ کچھ ہی ہو، کوئی اس طرف مائل کہ صرف قبلہ کی طرف سجدہ کر لینا دین کے لیے کافی ہے باقی تو تو مَیں مَیں میں داخل، کوئی کہتا ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی سمجھ پر مکلّف ہے اور اس بنا پر جو فعل و عمل اُس کا مختار و معمول بہ ہے وہی مرضی و پسندیدۂ رب غفار ہے اور یہ شخص ماجور و مصیب، کوئی منکر معجزات و خوارق عادات انبیائے کرام علی نبینا و علیہم السلام ہے، کوئی مبطل تصرفات و کرامات اولیائے عظام رحمہم اللہ و رضی اللہ عنہم وارضاہم عنّا ہے۔

کسی زبان پر بلا سمجھے بوجھے سابق و لاحق و بغیر جانے پہچانے شان نزول اس آیۂ **لا تبدیل لخلق اللہ** کی بغرض ابطال خارق عادت معجزہ ہو خواہ کرامت تکرار، کسی کے بیان سے بمقابلۂ مفسرین آیات اعجاز و رواۃ احادیث و تصرفات و کرامات خوش عقیدتی اصحاب الحاد و بدع کا

اظہار ہے۔

بہر حال جدھر دیکھو جہالت کا ہنگامہ گرم ہے عجب نیرنگی عیاں ہے۔غضب ہے کیسا ستارہ چمکتا ہوا علوم کا ابر جہالت میں پنہاں ہے **الامان الامان الامان یا ربنا الحنان المنان.**

غرض کوئی فلاسفہ کا کفش بردار ہے، کوئی اہل بدع واصحاب ہوا کا فضلہ خوار، بہر حال حق سے بر کنار ہے زیادہ تر مصیبت یہ ہے کہ منجملہ اساطین دین متین کسی کو اہل بیت اطہار سے عداوت، کسی کو اصحاب اخیار سے دشمنی، کسی کو شان ائمہ کرام میں کلام، کسی کو اولیائے عظام کے قرب و تقرب میں گفتگو، پس ناچار یہی کہنا پڑا کہ علوم شریعت ظاہری کا صرف اسے اپنے سمجھ وآرا پر مدار ہے اور یہ ہی ٹھہرایا گیا کہ علوم باطنی سراسر بے وقعت و بے اعتبار، سلف صالحین کے احوال و عادات کا نام افسانہ، اکابر دین اعاظم حق و یقین کے وقائع کا لقب داستان کلیلہ ودمنہ رکھا گیا۔ **اعاذنا اللہ جمیعاً من ھٰذہ الشناعات والمخترعات ووفقنا لرضائہٖ ومرضاۃ سیدالکائنات وآلہٖ واصحابہ واولیاء امتہ واحبابہٖ وحشرنا مع ھولاء السادات علیہ افضل صلوات واکمل تسلیمات.**

اے اہل حق مقام غور ہے کہ منشا ان اختراعات کا کیا ہے آفتاب عالم تاب پر خاک ڈالنا اس کا نتیجہ جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے اور ہویدا۔

حضرات! یہ تو ظاہر ہے کہ خدائے رحیم وکریم جل شانہ نے اپنے مقربین ومحبوبین کو جو جو مراتب رفیعہ ومناصب منیعہ وتصرفات عامہ وخصوصیات خاصہ اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے عطا فرمائے اُن کا انحصار دشوار، فیوض و برکات وخوارق وکرامات جو قیامت تک دنیا میں نمونۂ معجزات ببرکات اتباع حضور پرنور محبوب رب العالمین ﷺ قائم وباقی رہنے والے ہیں، ہر دم اُن کا طرح طرح سے اظہار ہے لیکن دل عقیدت منزل وچشم حق بیں درکار۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار. وابتغوا الیہ الوسیلۃ بھٰولاء الا برار الاخیار.**

دیکھو ولایت کے معنی ہیں سرپرستی، محبت، دوستی، تصرف، حکومت تقریب الی اللہ کے، ولی کہتے ہیں مربی، سرپرست، دوست، محبّ، متصرف، حاکم اور متقرب الی اللہ کو، عرفاً مفہوم ولایت ہے قرب خدا ترقی اسفل سے جانب اعلیٰ اور غلبۂ شوق ووفور محبت بذات پاک پروردگار تبارک و

تعالیٰ اس طرح کہ سوائے مولیٰ ہر شئے کو مستہلک و فانی جان لیا جاوے یا یوں سمجھو کہ حاضر باشی بندۂ مشتاق دربار پروردگار غفار میں تا وقتیکہ رب معبود متولی و مربی، حافظ و ناصر، معین و حامی ہو کر مقام قرب و تمکین کا مسند نشین بنادے اور عند البعض ولایت اس معنی میں بھی مستعمل ہے کہ انسان عداوت کفر و محبت ایمان پر قائم ہو اور یہ رتبۂ ولایت عموماً اہل اسلام کو حاصل ہے جیسا کہ منشا ہے آیۂ کریمہ **اللّٰہ ولی الذین آمنو** الآیہ کا کہ خدا محبوب و معین و مددگار، منعم و غمخوار ہے ایمان والوں کا۔

اہل حق و یقین واقف اسرار و حقائق کاشف رموز و دقائق و علمائے ظاہر و باطن رکن رکین دین متین متفق ہیں کہ ولایت منقسم ہے دو قسم پر ایک عام بمعنی محبت الٰہی دوسری خاص کہ عبارت فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے ہے یعنی بندۂ فانی کا ذات باقی پروردگار مطلق خالق برحق میں فنائے محض ہو جا کر بقائے مطلق پر فائز ہو جانا۔

ولی نام ہے اُس نائب و تابع نبی کریم کا احکام الٰہیہ میں جس پر ہر دم فائز ہوں اسرار عرفان خدائے رحیم و رحمان سے، یعنی وہ عارف کامل کہ ذات و صفات الٰہی کو بقدر امکان بشری جانتا اور پہچانتا ہو، ہر دم یہی دھن ہو ہر لحظہ یہی دھیان، ہر دم قدم طالب و راغب ترقی اور متمنی و ملتجی عرفان ہو، بجا آوری اوامر الٰہی و ترک نواہی و مناہی پر جان و دل سے کمر بستہ، اطاعت و اتباع رسالت پناہی میں چاکرانہ مستعد و آمادہ، زہد و تقویٰ اُس کا شعار ریاضت سے سروکار غیر جلوۂ یار سب ہیچ و بیکار ہو، لذات و شہوات فانیہ دنیائے دنی سے نفور، خواہش نفس و پیروی ہوا و ہوس سے منزلوں دور ہو بس۔ **کما قال ارباب الصدق والصفا واشار الیہ اصحاب الحق والوفا:**

> **الولی ھو الفانی فی اللّٰہ والباقی بہٖ والفناء عبارۃ عن نھایۃ السیر الی اللّٰہ والبقاء عبارۃ عن بدایۃ السیر فی اللّٰہ.**

حضرت علامہ جرجانی کا ارشاد ہے:

> **الولی ھو الفانی من حالہ الباقی فی مشاھدۃ الحق لم یکن لہ عن نفسہٖ اخبار ولا مع غیر اللّٰہ قرار.**

جناب علامہ سعد الملۃ والدین تفتازانی فرماتے ہیں:

الـولـی هـوالـعـارف بـالـلّٰـه تـعالی وصفاته حسب ما یـمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات.

بعض اکابر دین نے فرمایا ہے:

الـولـی هـوالتابع للنبی ﷺ فی الاحکام الفایض علیه اسرار المعرفة من اللّٰه ذی الجلال والاکرام.

اس تحقیق حضرات ظاہر و باطن سے بخوبی آشکار کہ ولی نائب و تابع نبی، متبع شریعت، خدا کے دوست اُس کی رضا کے طالب، مخالف و مجانب سے دور، لذات وشہوات نفسانی سے نفور کا نام ہے۔

امام قشیری علیہ الرحمۃ کی تحقیق سے مصرح ہے کہ ولی دو معنی میں بولا جاتا ہے اس صیغہ میں دو احتمال ہیں اول فعیل بمعنی مفعول بدیں لحاظ ولی وہ عارف کامل ہے کہ خدائے قدیر سمیع وبصیر نے اُس کا ہر معاملہ اپنے ذمہ لے لیا اور اُس کا متولی و مربی وسر پرست بن گیا ہو جیسا آیۂ کریمہ **وهـو یتـولـی الـصـالحین** سے عیاں ہے اور اُس کو ایک لمحہ اُس کے حال پر نہیں چھوڑتا ہر لحظہ حمایت و حفاظت، رافت وعنایت الٰہی اُس کی نگراں ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ فعیل بمعنی فاعل ہو اس اعتبار سے ولی وہ عابد و مرتاض ہے جس نے بلا تخلل معصیت و خیال آسائش و راحت و اتباع خواہش نفس رضائے خدا و رسول، طاعت و عبادت و ریاضت، شبانہ روزی کو اپنے ذمہ لازم کر لیا ہو کہ سوائے طاعت و ریاضت عبادت و مجاہدہ ماوراسے کچھ سروکار نہ ہو، ہر دم مشغول بحق و متنفر عن الغیر وطالب ترقی منتظر تجلی ہو۔

علامہ رازی بھی تفسیر کبیر میں مطابق اسی تحقیق و تدقیق کے ارشاد فرماتے ہیں:

فـنقول هٰهنا و جهان الاول ان یـکـون فعیلاً مبالغة من الفاعل کالعلیم والقدیر فیکون معناه من توالت طاعاة من غیر تـحلل مـعـصیة الٰـی آخـره والثـانـی ان یـکـون فعیلا بمعنی مفعول کـقتیـل و جـریـح بـمعنی مقتول ومجروح وهوالذی یتولی الـحـق سبـحٰـنه حفظه و حراسته علی التوالی بین کل انواع

المعاصی ویدیم توفیقه علی الطاعات.

یہاں سے بھی ظاہر ہے کہ جیسے علیم وقدیر بمعنی فاعل اور قتیل وجریح بمعنی مجروح مستعمل ہے ولی بھی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اول بایں معنی کہ جس شخص صاحب منصب رفیع کے طاعات و عبادات بلاخلل اندازی معصیت واتباع لذات وشہوات متصل ومتوالی ہوں یعنی ہر دم خدا سے لو لگانے والا، دوسرے یہ کہ وہ مسند نشین مقام تمکین کہ خدا اُس کا متولی ہو سرپرستی اُس کی حفاظت و حراست اُس کی ہر دم انواع معاصی سے اپنے ذمہ لے کر توفیق مواظبت طاعات وعبادات و ریاضات اُس کو عطا فرمادے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے جسے پی چاہیں وہی سہاگن اور فنا فی المحبت اور یوں ہی مقام ولایت وہ عالی مقام ہے کہ جس کی تفسیر الاجتباء والا صطفا من اللّٰہ والتنزہ عما وراہ. اور ولایت ایسا امر مشترک ہے کہ نبی وولی دونوں میں پایا جاتا ہے۔ الا ان ولایۃ النبی افضل و اتم واکمل کوئی ولی درجۂ نبی کو نہیں پہنچتا اور نہ کسی وقت تکلیف شرعی اُس سے ساقط ہو، طریقت عین شریعت ہے، شریعت عین طریقت:

کل طریقه ردّته الشریعة فهو زندقة والحاد.

محال است سعدی کہ راہ صفا   تو اں رفت جز در پئے مصطفیٰ
آں کس کہ نہ از شرع نبی آگاہ است   گر پا بہ سر چرخ نہد گمراہ است

اظہار اسرار وحقائق خاصۂ ولایت، تبلیغ احکام لازمۂ رسالت ونبوت ہے، ولی مظہر اسم پاک ولیٌّ ہے انه هو الولی الحمید سے یہ جلوہ عیاں ہے۔

شان تخلقوا باخلاق اللّٰہ صورت وسیرت اولیائے خدا سے نمایاں ہے۔ ولایت اولیا تابع نبوت انبیا علی نبینا وعلیہم السلام ہے اور جیسے بفحوای تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض مراتب انبیا ورسل میں تفاضل ہے یوں ہی مناصب اولیا میں باہم تقابل ہے جیسے پیغمبران عظام بالقاب حبیبؐ وصفیؑ ونجیؑ وخلیلؑ وکلیمؑ ومسیحؑ وغیرہ وغیرہ مشرف ومفتخر معزز وممتاز ہیں اسی طرح محبوبان ومقربان کرام باوصاف اغواث، افراد واقطاب وابدال واوتاد مکرم وسرفراز۔

آیات بینات:

اللّٰہ ولی الذین آمنو.

اور:

وھو یتولی الصالحین

اورآیت:

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ

اورآیت:

انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

اورآیت:

ذلک بان اللّٰہ مولی الذین آمنو

اورآیت:

ان اولیاء ہ الا المتقون

اورآیت:

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

سے عظمت وشوکت، قدرومنزلت اولیاءاللہ آشکار مگر چشم حق بیں درکار۔

احادیث شریفہ:

من کان اللّٰہ لہ وقول النبی حکایۃ عن رب العزۃ لایزال عبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ فبی یسمع ولی یبصر ولی یبطش ولی یمشی وبی ینطق.

اورحدیث پاک:

من اذیٰ لی ولیاّ فقد بازرنی.

اورحدیث:

ان اللّٰہ اوحی الٰی نبی من انبیاء بنی اسرائیل ان لی عبادا یحبونی واحبھم ویشتاقون الی واشتاق الیھم ویذکرونی

واذکرھم وینظرون الی وانظر الیھم حتی قال اول ما اعطیھم

ان اقذف فی قلوبھم من نوری فتخبرون عنی کما اخبر عنھم

سے عزت وجلالت رفعت ووقعت اہل اللہ کا پورا پورا اظہار۔

بالجملہ جب بندۂ مقبول ومقرب کو بسبب سر پرستی وترتیب مربی عالم رب العزت جل جلالہ و کثرت ریاضت ونفس کشی ومشغولی عبادت و بجا آوری اطاعت وخدمت حضور خاتم رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت وترک لذت وشہوت وتنفر معصیت قرب خاص بارگاہ جلالت وکبریائی وعظمت میں حاصل ہوا، ضرور ہے کہ انعام الٰہی واکرام نامتناہی ورحمت خاص وتوجہ بالاختصاص متوجہ حال اُس برگزیدۂ پروردگار ذی الجلال کے ہو کر اُس کو اپنا محبوب ومطلوب مخصوص ومقبول بمقتضائے **فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** وفحوائے **ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما** بنالے اور تصرفات گوناگوں باقتضائے **یا ابن آدم اطعنی** عطا فرما کر بطور خرق عادت اُس کی آنکھ کان قلب و زبان دست وپا، دل وجان سے وہ کام لے کہ وہ عقل بشری اُس کو دیکھ کر دنگ رہ جائے۔ سراسیمہ ومتحیر معترف عجز وقصور ہو، اور یہ بندۂ برگزیدہ جب اس منصب خاص پر فائز ہو جاتا ہے خواہ وہ اہل بیت نبوت سے ہو، خواہ وہ اصحاب کبار وتابعین اخیار سے، بسبب اس شرف خاص وقرب و اختصاص کے جمیع اقران سے ممتاز اہل عصر سے مفتخر وصاحب اعزاز شمار کیا جاتا ہے اور خدائے رحیم وقدیر وقیوم محی وممیت شافی امراض، قاضی حاجات، دافع بلیات، بتصدق اتباع شریعت غرا محض نہ نیابت حقۂ سیدالانبیاء ﷺ دائماً ابداً جس طرح بغرض تائید رسالت ونبوت آیات قاہرہ و معجزات باہرہ دست حق پرست نبی وقت پر ظاہر فرماتا ہے یوں ہی اپنے تصرف کاملہ وقدرت مطلقہ کا جلوۂ جمال اولیائے باکمال سے بغرض علوشان عالم کو دکھاتا ہے، اسی کو شرعاً کرامت وخرق عادت وتصرف اولیائے امت کہا جاتا ہے۔

حقیقتاً یہ سارے تصرفات اُسی مشعل رسالت کی چمک، اُسی آفتاب عالمتاب نبوت کی جھلک ہیں، یہی وجہ موجہ ہے کہ **کرامات الاولیاء حق** پر اعتقاد علمائے ظاہر وباطن ہے اور کتب عقائد حقۂ اہل سنت و جماعت میں یہ عقیدہ مذکور، اہل حق ویقین نے باتفاق واجماع اصحاب شریعت وطریقت کتاب وسنت وتواتر اخبار وآثار وبتواتر معنوی عقیدۂ کرامت ثابت

فرمایااور بدلائل عقلیہ ونقلیہ کماینبغی اس مسئلہ کوعرش تحقیق تک پہنچایا ہے۔

اس مقام پر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خارق عادات بعد دعوی نبوت اگر مطابق دعویٰ دست حق پرست مدعی رسالت پر ظاہر ہو وہ معجزہ قاہرہ ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں شان اعجاز کا جلوہ عموماً وخصوصاً عیاں ہے۔منصوصات شرعیہ سے بلا حاجت تاویل تصریحاً یہ مدّ عا عیاں ہے اور اگر کسی مدعی کے ہاتھ پر مخالف دعویٰ عیاں ہو جیسے وقائع مسیلمۂ کذاب علیہ اللعنۃ والعذاب تو یہ اہانت ہے اور اگر کسی بندۂ خاص عابد وزاہد متقی ومتورع محبوب ومطلوب مقرب ومقبول غیر مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خارق عادت نمایاں ہو یہ تصرف الٰہی وکرامت ہے،اس کی چمک بھی انوار آیات فرقانی واحادیث حبیب رحمانی واخبار وآثار مقربان ربّانی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے عالم میں فروزاں ہے اگر کسی وقت کے عام متبع اسلام کے واسطہ سے بغرض دفع محن ومصیبت کوئی خارق ظاہر ہوتو معونت اور اگر کسی کافر کے دست خباثت پرست سے کوئی کرشمہ نظر آجائے تو سحر واستدراج ہے قال العلامة الرازی فی تفسیرہ:

اذا اظهر فعل خارق للعادة علی الانسان فذاک اما ان یکون مقرونا بالدعویٰ اولا مع الدعویٰ حتی قال القسم الثانی وهوان تظهر خوارق العادات علی ید انسان من غیر شئ من الدعای وفذٰلک الانسان اما ان یکون صالحاً عنداللّٰه مرضیا واما ان یکون خبیثا مذنبا والاول هوالقول بکرامات الاولیاء وقد اتفق اصحابنا علٰی جوازہ وانکرها المعتزلة الا ابا الحسین البصری وصاحبه محمودا الخوارزمی

اورشرح عقائد میں ہے:

والکرامة ظهور امرخارق للعادة من قبله غیر مقارن لدعوی النبوة فما لا یکون مقرونا بالایمان والعمل الصالح یکون استدراجاً .

علامہ خیالی فرماتے ہیں:

قولہ یکون استدراجاً ان وافق غرضہ والا تسمٰی اھانۃ کما روی ان مسیلمۃ الکذاب دعی الاعوران یصیر عینہ العوراء صحیحۃ فصارت عینہ الصحیحۃ عوراء وقد تظھر الخوارق من قبل عوام المسلمین تخلیصاً لھم عن المحن والمکارہ تسمٰی معونۃ.

اوربھی تفسیر کبیر میں ہے:

فنقول الذی یدل علی جواز کرامات الاولیاء القرآن والاخبار والآثاروالمعقول

مختصر العقائد میں ہے:

وکرامات الاولیاء حق قال المحشی ملخصاًعن شرح العلی القاری علی الفقہ الاکبر حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ ولا عبرۃ بمخالفۃ المعتزلۃ واھل البدعۃ فی انکار الکرامۃ وایضاً فیہ الکرامۃ خارقۃ للعادۃ الا انھا غیر مقرونۃ بالتحدی وھو کرامۃ للولی وعلامۃ لصدق النبی فان کرامۃ التابع کرامۃ المبتوع وخالفھم المعتزلۃ حیث لم یشاھدوا فیما بینھم ھٰذہ المنزلۃ الٰی آخرہ ملخصاً.

شرح عقائد میں ہے:

والدلیل علی حقیقۃ الکرامۃ ماتواترمن کثیر من الصحابۃ ومن بعدھم بحیث لا یمکن انکارہ خصوصاً الامر المشترک وان کانت التفاصیل احاداً وایضاً الکتاب ناطق بظھورھا من مریم علیھا السلام ومن صاحب سلیمان علیہ السلام علی الاشھر

اوربھی مختصر العقائد میں ہے:

فتظهر الکرامة علٰی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظهور الطعام والشراب واللباس عندالحاجة والمشی علی الماء والطیران فی الهواء و کلام الجماد والعجماء وان دفاع المتوجه من البلاء وکفایة المهم عن الا عداء وغیر ذٰلک من الاشیاء ویکون ذٰلک معجزة للرسول الذی ظهرت هذه الکرامة لواحد من امته لانه یظهر بها انه ولی

شارح علیہ الرحمۃ نے مثالیں ہر واقعہ کی تحقیق تام وروایات صحیحہ کتاب وسنت واخبار وآثار سے شرح میں تفصیلاً تحریر فرمائی ہیں من شاء فلیرجع الیه.

یقیناً وجود سراپا مسعودان باریابان بارگاہ رب ودود کا باعث نظام عالم امکان وشہود وسیلۂ برکات دنیا ودین واسطۂ قضائے حاجات وحصول مقاصد معتقدین، سبب امن وامان اہل ایمان باعث نصرت علی الاعدا ذریعہ دفع بلا وبا ہے۔

انھیں محبوبان الٰہی کی شان میں حضور سید المرسلین ﷺ کا ارشاد واجب الانقیاد ہے:

یسقی بهم الغیث وینصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب

یہ حدیث مفصلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مفسرین حدیث کا اتفاق ہے کہ تخصیص اہل شام بمقتضائے مقام وبسبب قرب وجوار ہے ورنہ برکت ونصرت ان محبوبان رب العزت کی ہمیشہ اور تمام عالم کو شامل ہے کہ خود دیگر روایات سے جو حضور ابوالاولیا شیر خدا کرم اللہ وجہہ وجناب ابن عمر رضی اللہ عنہما وحضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اور ترمذی شریف ودلائل النبوت ومصنفات علامہ ابن حجر میں مذکور ہیں بلاتخصیص وتعیین مقام پانچ سو خیار امت کا تمام عالم میں موجود ہونا، جس میں چالیس ابدال ہیں اور اس عدد میں کبھی کمی نہ ہونا اور بعد وفات دوسرے کا اُس کے منصب پر سرفراز ہونا ثابت وعیاں ہے، دیکھو تصنیفات حضرت شیخ المحدثین سند المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔

اب یہاں سے ترتیباً چند آیات بینات واحادیث شریفہ واخبار وآثار صحیحہ ودلائل عقلیہ حسب تحقیقات وتصریحات حضرات مفسرین ومحدثین وعلمائے ظاہر و باطن ورثۂ سید المرسلین محبوبان ومقربان رب العالمین علیہم الرحمۃ ہدیۂ ناظرین ہیں۔

پہلی دلیل آیت قرآنی **کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقاً** آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ نبیہ نہ تھیں، قصۂ کفالت حضرت زکریا علیہ السلام بعد ولادت حضرت مریم خود قرآن سے ثابت ہے، یہاں اسی قدر دکھلانا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے رزق غیبی یعنی میوہ جات گرما وسرما خلاف وقت وموسم اور شراب وطعام ولباس عندالحاجۃ حضرت مریم علیہا السلام پاس باوجود مقفل ہونے مقام سکونت اور نہ داخل ہونے کسی دوسرے شخص کے اُن کی خدمت میں موجود پایا متعجبانہ دریافت فرمایا **یا مریم انی لک هٰذا** یعنی اے عفیفہ وقت یہ رزق وسامان کہاں سے آتا کون لاتا کس طرح پہنچا تا ہے؟ اُس وقت حضرت سیدہ نے فرمایا **من عند اللّٰه** یعنی یہ مائدہ نعمت رزاق مطلق خزانۂ غیب سے مرحمت وکرامت فرماتا ہے، مقام غور ہے کہ کیسی بین کرامت کھلا ہوا خارق عادت ہے، عقل سلیم پکار پکار کہتی ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت مریم کی عزت ووقعت رفعت وعظمت علوشان وشرف مکان پر جس سے وہ اُس وقت کے موجودین میں سے ممتاز اور بسبب اس نعمت عظمیٰ وعطیۂ کبریٰ کے ایسی سرفراز کہ نبی وقت کو جو اُن سے افضل تھے اُن کے حال سے تعجب تھا اگر یہ خارق عادت نہیں تو کیا ہے؟ اگر اس کو خارق نہ مانا جاوے تو سابق ولاحق آیۂ کریمہ باہم مرتبط نہیں رہتی کیونکہ خداوند کریم بعد اس آیت کے ارشاد فرماتا ہے **هنالک دعا زکریا ربه قال رب هب لی من لدنک ذریة طیبة** الآیۃ یعنی بعد انکشاف حقیقت حال ودریافت صورت واقعہ جب العلم الیقین معلوم ہوا کہ قدرت رب قدیر وتصرف خدا سمیع وبصیر وحکمت، لطیف وخبیر کے ایسے ایسے جلوے بندگان خاص پر بالاختصاص ظاہر ہوتے اور خلاف وقت وموسم طرح طرح کے میوے غیبی پہنچتے ہیں اپنی اور اہلیہ مطہرہ کی حالت موجودہ دیکھ کر کہ گو عادتاً وقت ناامیدی از جانب اولاد ہے کہ آپ کی عمر ننانوے (۹۹) سالہ زوجہ اٹھانوے (۹۸) برس کی تھیں مگر بمقابلۂ قدرت قادر مطلق جس کا ادنیٰ کرشمہ اس وقت پیش نظر ہے عطائے فرزند بڑی بات کیا ہے اور بلاتوقف پکار

اُٹھے رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبہ اورفوراًمژدۂ ولادت حضرت یحیٰی علیہ السلام سے شادکام ہوئے اور حضرت یحیٰی سا بیٹا عطا ہوا سبحان اللہ جلّ جلالہ ما اعظم شانہ دیکھو اگر واقعہ سابقہ خارق نہ سمجھا جاوے واقعہ لاحقہ سراسر غیر مرتبط ہوا جاتا ہے اور ھنالک کا استعمال اسی پر دال ہے علاوہ بریں باعتبار قواعد نحویہ تنوین رزقاً خود قرینۂ خرق عادت ہے کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے قطع نظر اس سے مفہوم آیۂ کریمہ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعٰلمین خود تصریحاً بتا رہا ہے کہ بحق حضرت مریم وہی خارق عادت آیت عظمت ورفعت اور عین کرامت ہے۔ نہ ولادت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بلا ابوّت کہ مقصود آیت تصدیق قول و بیان طہارت سیدتنا مریم علیہا السلام ہے اور یہ پوری دلیل خرق عادت ہے جیسا ثابت ہے صادق وطاہر ہونا، شہادت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بعد ولادت اور اس کرامت وخارق عادت کو معجزہ کسی نبی وقت کا نہیں کہہ سکتے کہ بجز حضرت زکریا علیہ السلام کوئی دوسرا نبی موجود نہیں اور سوال حضرت کا جناب سیدتنا مریم علیہا السلام سے بعد دیکھنے تصرف بین کے خود منافی اعجاز ورنہ ضرور علم حاصل ہوتا اور سوال کی حاجت نہ پڑتی اور امر رزق مختفی ومشتبہ نہ ہوتا اور دعا ولد کی خواہش اُس سے زیادہ بالبداہت مشعر خارق عادت حضرت مریم ہے ہاں ایک احتمال یہ ہے کہ ارہاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو، سواس کا مآل بھی کرامت ہے جیسا عبارات ذیل سے معلوم ہوگا۔

دوسری دلیل قرآنی آیۂ کریمہ وترالشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین ہے، الی قولہ و یحسبھم ایقاظاً وھم رقود الآیۃ کہ اس آیت سے مدت دراز تک جس کی تعداد بعض کے نزدیک تین سونو (۳۰۹) برس ہے، اصحاب کہف کا باطمینان تمام وآسائش تام ہر آفت سے محفوظ و مامون حرارت وحدت آفتاب سے بامن وامان صحیح وسالم سوتے رہنا ثابت ہے یہ بھی ان حضرات کی کرامت وخرق عادت ہے کہ زندہ موجود ہیں اس آیت میں یہ احتمال کہ یہ معجزہ علمی کسی پیغمبر وقت کا ہے اور بیان حال اعجاز پر دال محض بے بنیاد ومنافی استدلال ہے عقل بداہتاً حاکم ہے کہ یہ ہونا اور زندہ رہنا اصحاب کہف کا اس مدت تک ضرور خارق عادت ہے اور اس جماعت کی بین کرامت کو اعجاز نبی سے کچھ علاقہ نہیں، معجزہ وقت تحدی وانکار یا اصرار امت کے ظاہر ہوتا ہے بغرض عاجز کر دینے دوسرے شخص کے اظہار تصرف وقدرت نبی علیہ

السلام کے، یہاں مجرد بیان علم حالات اصحاب کہف سے کہ مدت سے ان کا سونا معلوم ہے کیا باعث تصدیق رسالت ہے اوراس سے کیا تائید نبوت ہوسکتی ہے بلکہ بغیراس امر کے کہ ابتدائی سونے سے آخر وقت بے داری تک گوکتنی ہی مدت وہ جب تک پورا پورا واقف حال نہ ہواور اپنی آنکھ سے ہر وقت سوتا نہ دیکھے اور جاگنے پر یہ نہ معلوم ہو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے سونے کی ابتدا اور سوتا دیکھے ہوئے ہیں اوراب اُٹھے ہیں، دوسرے کا مجرد بیان کیسے باعث افتخار ہوسکتا ہے بس اب سوائے کرامت دوسرا احتمال نہیں رہا۔

تیسری دلیل قرآنی آیۂ کریمہ **قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ الآیہ** ہے کہ بروایت اشہر بحسب تحقیق محققین ومعتمدین ارباب صدق ویقین اس آیت سے واقعہ تخت بلقیس مراد ہے کہ دربار جناب سیدنا سلیمان علیہ السلام میں بتصرف صاحب کتاب یعنی آصف ابن برخیا بیک چشمک زدن موجود ہوگیا جیسا کتب عقائد میں مصرح ہے ہر چند یہ واقعہ بھی عندالبعض اعجاز حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سے خیال کیا گیا ہے مگر ہمارے مضر مقصود کیا ہے صرف نسبت اضافی ہے کہ فعل تابع تصرف متبوع کہلاتا ہے دیکھوعلامہ ملاعلی قاری فرماتے ہیں:

الکتاب ینطق بظھور الکرامۃ من مریم ومن صاحب سلیمان واماما قیل من ان الاول ارھاص لنبوۃ عیسٰی معجزۃ لزکریا والثانی معجزۃ لسلیمان فمد فوع بانا لانہ عی الاجواز الخارق لبعض الصٰلحین غیر مقرون بدعوی النبوۃ ولا یضرنا تسمیۃ ارھاصااومعجزۃ للنبی ھو من امتہ وسیاق القصص یدل علٰی انہ لم یکن ھنالک دعوی النبوۃ ولم یکن لزکریا علیہ السلام علماً بتلک القصۃ والالما سئل عن الکیفیۃ والخارق للعادۃ فھو بالنسبۃ الی النبی معجزۃ سواء ظھر من قبل امتہ لدلالتہ علی صدق نبوتہٖ وحقۃ رسالتہٖ فبھٰذاالاعتبار جعل معجزۃ لہ.

اب اخبار متعلقہ کرامات کی ذراسیر فرمائیں۔

حدیث اول:

لم یتکلم فی المهد الاثلاثة عیسٰی ابن مریم علیه السلام وصبی فی زمن جریح الناسک وصبی آخر الحدیث

ہے جو صحیحین شریفین میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، بیان تکلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود قرآن مجید میں بتصریح مذکور ہے۔ قصہ جریح یہ ہے کہ وہ ایک شخص عابد تھے زمانۂ بنی اسرائیل میں مادر اُن کی بقید حیات تھیں ایک روز وہ اپنے صومعہ میں مشغول عبادت تھے کہ مادر اُن کی مشتاقانہ صومعہ میں حاضر ہوئیں اور جریح کو آواز دی اس آواز سے اُن کو فوراً یہ خیال ہوا کہ عبادت بہتر ہے والدہ کے زیارت سے اور مصروف و مشغول عبادت رہے پھر دوبارہ والدہ نے بغلبۂ محبت وشوق دیدار بے تابانہ پکارا اُس پر بھی اُنھوں نے عبادت کو مقدم سمجھا، والدہ کی جانب التفات نہ فرمایا آخر تیسری بار بے قرار ہو کر پھر مادر مضطر نے آواز دی یا جریح اس پر پھر وہ متوجہ نہ ہوئے والدہ نے تنگ آ کر بد دعا کی الٰہی جریح کو موت نہ آوے جب تک وہ عورت لا بہ کار ودلالہ کا منھ نہ دیکھ لے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس زمانہ میں ایک عورت بدکار فاجرہ ودلّالہ تھی محتالہ ومکارہ شہیرہ آفاق اپنے فن میں طاق اُس نے یہ حال سن کر بیڑہ اُٹھایا کہ وہ جریح کو اپنے دام بلا میں مبتلا گرفتار زنا کرتی ہے تا آنکہ صومعہ میں پہنچی اور ہر طرح سے چال چلی جال پھیلایا، قابو نہ پایا حفاظت وحراست الٰہی نے آفت وشر خبیثہ سے اُن کو بچایا مجبور وہاں سے ناکام لوٹی، صومعہ سے باہر آ کر شب کو ایک شبان سے جو زیر دیوار صومعہ رہتا تھا منھ کالا کیا اور اُس گلہ بان کو اپنے دام میں پھانس لیا اتفاقاً حمل رہ گیا بچہ پیدا ہوا آخر اُس خبیثہ نے تمام قوم میں مشہور کیا کہ یہ بچہ ہے زنا سے جریح ناسک کا، یہ سنتے ہی بنی اسرائیل دوڑے، عبادت خانہ ڈھایا جریح کو سبّ وشتم وملامت کرنے لگے اُنھوں نے کچھ پروانہ کی معاملہ اپنا خدا پر چھوڑا، عبادت میں مشغول دست بدعا تھے بعد فراغ اُس بچہ کی طرف متوجہ ہوئے لکڑی سے جو ہاتھ میں تھی بچہ کو جنبش دی پوچھا **یا غلام من ابوک.** اے غلام تیرا باپ کون ہے؟ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ وقت تکلم اس کلمہ کے حضور پرنور جو کیفیت طاری تھی اور دست خدا پرست سے جو اشارہ فرمایا تھا اس وقت پیش نظر ہے غرض یہ سوال جریح کا سن کر اُس بچہ نے بآواز بلند جلسۂ عام میں جواب دیا کہ **راعی غنم** یعنی فلاں

چوپان اُس کا باپ ہے یہ سن کر تمام بنی اسرائیل اپنے کردار سے خجل وشرمسار تھے معذرت کرتے اور کہتے تھے کہ اگر اجازت پائیں بجائے چوب خشت اس تعمیر کو سیم وزیر سے تیار کر دکھائیں۔ جریح نے انکار کیا اور جیسا تھا معبد اپنا دوبارہ پھر بنالیا۔

دوسرے بچے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی ناگاہ سرراہ ایک جوان حسین وجمیل خوبرو وشکیل سامنے سے نکلا اُس کو دیکھ کر براہ محبت مادری اس عورت نے اپنے بچہ کے حق میں دعا کی **اللّٰھم اجعل ابنی مثل ھٰذا**۔ ''خدایا میرا بچہ ایسا ہی سجیلا ورنگیلا جوان ہو'' یہ کہنا تھا کہ اُس شیر خوارہ نے عرض کیا ''الٰہی ایسا نہ کرنا اور یہ خصلتیں مجھ کو نہ دینا'' بعد اس واقعہ کے ایک عورت اُسی طرف سے گزری اور لوگ کہتے جاتے کہ دیکھو اس نے چوری کی، بدکاری کی اور سزائے کردار کو پہنچی یہ سن کر مادر شیر خوارہ نے پھر دعا کی **اللّٰھم لاتجعل ابنی مثل ھٰذا** ''یارب میرے بچہ کو اس عورت سا نہ کرنا'' ناگاہ پھر اُس بچہ نے کہا ''الٰہی ضرور مجھ کو مثل اس عورت کے کرنا'' تب تو اس عورت کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ اسی حالت میں اُس بچہ نے بیان کیا ''اے مادر مہربان وہ جوان ایک شخص ظالم ومتکبر تھا، میں نے یہ چاہا کہ اُس کی خصلت مجھ میں نہ آئے اور یہ عورت ایک عفیفہ و پارسا تھی جس کو چور و بدکار سمجھ کر عقاب کیا گیا وہ اس سے بری ان افعال میں متہم کی گئی وقت تہمت وہنگام اس کا یہ کلام تھا **حسبی اللّٰہ** یعنی خدا کو میرا حال معلوم ہے وہ مجھ کو کافی ہے لہٰذا اس عورت کے عفت و پارسائی سے مجھ کو تمنا ہوئی کہ یارب مثل اس عورت کے توفیق خیر میری رفیق فرمانا''۔

دوسری حدیث غار ہے کہ صحاح میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانۂ سابق میں تین شخص برفاقت باہمی سفر کو چلے، وقت شب پہاڑ کے ایک غار تیرہ وتار میں جا ٹھہرے ان کا غار کے اندر جانا تھا کہ ناگاہ ایک پتھر پہاڑ کے اوپر سے دروازۂ غار پر آ گرا اور دروازہ غار کا بند ہوگیا اُس وقت سخت حیرانی و پریشانی لاحق حال تھی باہر نکلنا محال تھا تدبیر بے کار سمجھے آپس میں قسم کھا کر یہ رائے اتفاق ٹھہرائی کہ اس مصیبت ناگہانی سے نجات کا ذریعہ سوائے دعا بوسیلہ اپنے اعمال صالحہ کے جو محض لوجہ اللہ کیے ہوں اور کیا ہے، چنانچہ ہر شخص نے بکمال عجز وزاری وخلوص و بےقراری دست دعا روبروئے مجیب الدعوات کے پھیلایا اور

ایک ایک عمل نیک کو وسیلۂ حاجت روائی و ذریعہ دفع بلا گردانا اور فوراً خدا نے رحم فرمایا اُس مصیبت سے نجات ملی مراد حاصل ہوئی مدعا برآیا، ایک شخص اپنی خدمت واطاعت ورعایت حقوق والدین ہر سال کو حقوق عیال واطفال پر جو محض بغرض خوشنودی رب العالمین مقدم سمجھتا تھا وسیلۂ حصول مدعا دافع بلا گردانا اور دعا پر فی الفور ایک تہائی پتھر اپنے جگہ سے ٹل گیا لیکن نکلنا غار سے ابھی دشوار تھا۔ تب دوسرے نے بحالت غلبۂ عشق و ہزار دشواری و تکمیل شرائط معشوقہ وصال محبوبہ کا موقع پا کر عین خلوت وتہیہ کامیابی میں جب عین وقت پر محبوبہ مطلوبہ کی زبان سے یہ کلمہ سنا کہ **لایجوز لک ان تفک الخاتم الا بحقه.** جس کا منشا یہ تھا کہ اے شخص یہ مہر الہٰی ہے بلاحق اس کا توڑنا سزاوار نہیں ہے فوراً اپنے قصد سے باز رہا، خوف الہٰی غالب ہوا اتباع نفس سے بچا، **کما هو مفصل الحديث** اس فعل جمیل کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا اور دعا میں مشغول ہوا فوراً ایک ثلث پتھر اپنے موقع سے ہٹ گیا مگر باہر نکلنا ابھی غیر ممکن تھا بالآخر تیسرے شخص نے مزدور کی اجرت کو جو اُس پر واجب الادا تھی اور یہ مزدور اُس کے پاس چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اس شخص نے وہ مزدوری امانت مزدور سمجھ کر بذریعہ زراعت وتجارت اُس میں ترقی وافزونی کی تا آنکہ جس وقت وہ مزدور بعد مدت مدید طالب اجرت آیا تو جو کچھ مال اور اونٹ اور بکریاں اور غلام اُس سے حاصل کیا تھا سب اُس کے حوالہ کر دیا۔ **کما هو مشرح الحديث** واسطۂ رفع پریشانی ودفع مصیبت ناگہانی سمجھ کر دعا کی، ثلث باقی اپنے جگہ سے ہٹ گیا اور وہ درغار پورا کھل گیا اور وہ لوگ غار سے باہر آ کر راہی منزل مقصود ہوئے، سبحان اللہ کیسی بین معونت وکرامت ہے رُواۃ حدیث نے متعلق اس حدیث کے تصریحاً فرما دیا ہے **هٰذا حديث حسن صحيح متفق عليه.**

تیسری حدیث واقعۂ آواز رعد یا سحاب ہے کہ ایک شخص نے سنا کہ بادل سے یہ آواز پیدا تھی **اسق حديقه فلان الحديث** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص چلا جاتا تھا کہ اُس نے ابر کے اندر سے یا رعد کی آواز سنی کہ اے ابر فلاں شخص کا باغ جا کر سیراب کرنا۔ اب وہ شخص کہتے ہیں کہ میں اُس باغ کے اندر پہنچا میں نے دیکھا باغ میں ایک شخص کھڑا ہے میں نے اُس سے نام دریافت کیا اُس شخص نے کہا یہ نام اُس کا اور یہ نام اُس کے باپ کا ہے اور زاں بعد میں نے اُس مالک باغ سے پوچھا کہ جب تیرا باغ مرتب ہو

کر وقت حصول منفعت آئے گا اُس کا محاصل کہاں اور منافع کس جگہ صرف کرے گا اُس نے پوچھا یہ کیوں دریافت کرتا ہے تب اس شخص نے بیان کیا کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ابر سے آواز اسق حدیقة فلان کی پیدا تھی یہ سن کر مالک باغ نے کہا کہ تین حصہ پیداوار باغ سے کروں گا ایک ثلث واسطے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے رکھوں گا، دوسرا ثلث مساکین و مسافرین کو دوں گا، تیسرا ثلث درستی باغ میں صرف کروں گا۔

چوتھی حدیث متعلق کلام بقر کے ہے جب اُس کے مالک نے پشت بقر پر بوجھ لادا تھا انی لم اخلق لھٰذا و انما خلقت للحرث بقر نے آواز دی جیسا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے اس کلام بقر سے لوگوں کو تعجب تھا حضور نے جب سنا ارشاد فرمایا آمنت بھٰذا انا و ابوبکر رضی اللّٰہ عنھما.

پانچویں حدیث حضور سید المرسلین ﷺ کی اپنے امت کے ژولیدہ و پریشان حال گلیم پوشوں کی نسبت ارشاد فرمانا ہے لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ یعنی وہ لوگ ایسے بے وقار ظاہر میں شمار کیے جائیں گے کہ اگر دربار امرا میں جائیں صف نعال میں بھی جگہ نہ پائیں اگر کوئی بات کہیں سنی نہ جائے لیکن عند اللہ اُن کی وہ شان ہے کہ اگر خدا پاک کے کسی امر پر قسم کھا بیٹھیں فوراً خدا ان کو سچا کر دکھائے اور کسی امر کی تفریق و تخصیص نہیں فرمائی ہے حدیث میں۔

اس مقام پر متعلق قسم اولیا و اخیار امت سید ابرار ﷺ ایک واقعہ حسب روایت امام بخاری ہم اپنے ناظرین باتمکین کو سناتے ہیں۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ربیع (بصیغۂ تصغیر) دختر نصر نے ایک جاریہ کا دانت توڑ ڈالا، قوم جاریہ نے تاوان چاہا، قوم ربیع متمنی عفو تھی آخر یہ قصہ دربار رحمت حضور خاتم نبوت علیہ الصلوٰۃ والتحیت تک پہنچا حضور نے امر بالقصاص فرمایا انس بن نصر رضی اللہ عنہ بھی اُس وقت حاضر دربار تھے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دانت ربیع کا بقصاص جاریہ توڑا جا سکتا ہے؟ نہیں یا رسول اللہ قسم ہے اُس قدیر مطلق کی جس نے حضور کو حق پر مبعوث فرمایا ایسا نہ ہوگا کہ ربیع کا دانت توڑا جائے، قسم سے جس وقت انس بن نصر نے یہ عرض کیا فوراً خدا نے قلب اہل جاریہ پھیر دیا اور بطیّب خاطر کہنے لگے ''یا نبی اللہ ہم نے قصور معاف کیا تاوان و قصاص سے درگزرے'' اُس وقت حضور نے پھر ارشاد فرمایا ان من عباداللّٰہ لو اقسم علی

اللّٰہ لابرہ یعنی بعض بندگان خدا کی دربار رب العزت میں وہ عظمت ہے کہ جو خدا کے بھروسہ پر قسم کھا بیٹھیں خدا اُن کو سچا کر دکھاتا ہے، واہ کیا شان ہے، کیا جلوہ ہے سبحان اللہ اللّٰھم اجعلنا منھم وارزقنا من برکاتھم آمین.

اے سامعین اگر دل حقیقت منزل جانب آثار حضرات اہل بیت واصحاب وتابعین امت رضی اللہ عنہم اجمعین مائل وراغب ہے تو لیجئے ملاحظہ کیجئے اولاً چند وقائع حضرات خلفا راشدین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وارضا ہم عنا۔

دیکھئے بعد وصال پروردگار ذی الجلال جب حضور افضل البشر بعد الانبیا اتقی الاتقیا اکرم الاصحاب الاخیار امیر المومنین سیدنا الصدیق العتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مبارک حسب وصیت باب رحمت حضور خاتم رسالت ﷺ پر حاضر کیا گیا اور شیدائیان سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ھٰذا ابو بکر الباب یعنی اے حبیب خدا ﷺ در رحمت منظر پر صدیق اکبر حاضر، ناگاہ دروازہ مطہرہ حجرۂ معطرہ خود بخود کھل گیا مرقد اطہر سے ہاتف غیب نے ندا دی ادخلوا الحبیب الی الحبیب ''حبیب کو محبوب سے محبوب کو حبیب سے ملا دو''۔

باقی درخت کا کلام کرنا، سر مبارک پر سایہ کر لینا وغیرہ وغیرہ کرامات بے شمار کتب معتبرہ سیر میں مذکور ہیں بطور نمونہ اسی قدر پر کفایت ہے۔

اب ذرا انوار آثار حضور اعدل الاصحاب الناطق بالوحی والکتاب امیر المومنین سیدنا الفاروق الاعظم الاکرم حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی جھلک دیکھیے۔

پہلا واقعہ نیل دریائے مصر کا ہے، کیفیت یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہر سال ایک مرتبہ یہ دریا چلتے چلتے رُک جاتا تاوقتیکہ ایک دختر حسینہ وجمیلہ بلباس فاخرہ وزیور کثیر آراستہ دریا کی بھینٹ نہ چڑھائی جائے، جاری نہ ہوتا تھا زمانۂ اسلام میں بعہد خلافت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی جب حسب عادت یہ دریا بہتے بہتے بند ہو گیا اہل مصر نے دربار عامل مصر یعنی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں سارا واقعہ مفصلاً عرض کیا حضور نے بعد دریافت صورت حال سب حال تفصیلی بواسطہ ایلچی دربار فاروقی میں عرض کیا جس وقت یہ عرضی حضور اقدس میں پہنچی فوراً آپ نے پرچہ کاغذ طلب فرما کر فرمان عالیشان بایں مضمون ہدایت مشحون کہ ایھا النیل ان کنت

تجری بامر الله فاجر وان کنت تجری بامرک فلا حاجة بنا الیک بنام دریائے نیل نافذ فرمایا کہ ''اے نیل اگر تو خدائے جبار کے حکم سے جاری ہے فوراً جاری ہو جا اور اگر تو خود مختار ہے تو ہم کو تیری کچھ حاجت نہیں، نہ کچھ تجھ سے سروکار'' اور ایلچی کو حکم دیا کہ فوراً یہ فرمان عمرو بن عاص کو پہنچا کر کہہ دینا کہ دریا کے اندر ڈال دیں، چنانچہ جس وقت قاصد دربار میں پہنچا بلا توقف تعمیل حکم محکم قضا توام حضرت عمرو بن عاص نے وہ فرمان والا شان دریائے مصر میں ڈال دیا۔ ڈالنا تھا کہ صولت وسطوت فاروقی نے اپنا جلال وجلوہ دکھایا اور دریائے نیل فوراً جاری ہو گیا اور پھر کبھی نہ رُکا۔

باقی واقعات حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کہ عین خطبہ پڑھتے وقت مسجد نبوی میں آپ نے **یا ساریة الجبل** فرمایا اور منزلوں کے فاصلہ سے عین وقت اشتعال آتش قتال وجدال وقریب ہزیمت اہل اسلام حضرت ساریہ نے سن لیا بغرض تعمیل ارشاد پہاڑ کے طرف متوجہ ہونا تھا کہ یکا یک معاملہ بالعکس ہو گیا اور لشکر اسلام کو غنیمت ونصرت حاصل ہوئی اور حضور مولیٰ کرم اللہ وجہہ کا وقت وتاریخ ارشاد فاروقی قلم بند فرمانا اور بعد مدت جب لشکر غزوہ سے مظفر ومنصور داخل مدینہ طیبہ ہوا، صورت حال دریافت کرنا اور سب حال مفصل دریافت فرما کر کیفیت ولم **یا ساریة الجبل** کا واقف ہونا۔

یا وقت واقعۂ زلزلۂ مدینۂ منورہ حضرت فاروق کا زمین پر درّہ مار کر **اسکنی باذن اللہ** فرمانا اور فوراً زمین کا ساکن ہو جانا اور پھر زلزلہ نہ آنا۔

یا بزمانۂ آتش زدگی مدینۂ معطرہ حضرت عمر کا پارچۂ قرطاس پر **اسکنی باذن اللہ** تحریر فرما کر آگ میں ڈال دینا اور فوراً آتش کا سرد وافسردہ ہو جانا

یا جب قاضی روم بغرض ملاحظۂ کیفیت دربار وعایت ایوان خلافت روم سے حاضر مدینہ ہوا اور عندالاستفسار اہل مدینہ نے ظاہر کیا کہ خلیفۂ رسول برحق ﷺ ورضی اللہ عنہ کو زینت دنیاوی سے کیا علاقہ کسی جنگل میں درخت کے نیچے ہاتھ کا تکیہ زیر سر بستر زمین پر استراحت فرما ہوں گے و بس یہ سن کر بتلاش حضور اُس کا صحرا میں پہنچنا اور حسب بیان اہل مدینۂ مقدسہ حضور کو ذرّہ زیر سر درخت کے نیچے زمین پر آرام فرماتے دیکھ کر دل میں خیال کرنا کہ اللہ اللہ ایسے صاحب فقر کی یہ

شوکت وشان ہے کہ سلاطین روئے زمین کا اس کے نام سے زہرہ پانی جگر چاک ہے اور مستعد قتل وشہادت حضرت ہو جانا، تلوار کا اُٹھانا تھا کہ دوشیروں کا زمین کا سینہ پھاڑ کر حملہ آور باہر آنا اور اس حقیقت فاروقی سے ڈر کر بھاگنا، تلوار کا ہاتھ سے گرنا، حضور کا خواب سے جاگنا اور اس ایلچی کا جو کچھ کرشمۂ غیبی دیکھنا ظاہر کرنا اور اسلام لانا وغیرہ وغیرہ جن کو اہل حق نے بروایات صحیحہ ثابت کیا ہے کتب سیر میں موجود ہیں۔

اسی طرح ذرا حضور پرنور اسخی الاسخیاء صاحب الوفاء والحیاء جامع القرآن محبوب حبیب الرحمان سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے آثار پر بہار کی بھی گلگشت کیجئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہنگام خلافت حضور خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ میں ایک مرتبہ میں سرراہ جارہا تھا کہ یکا یک میری نگاہ ایک عورت کے چہرہ پر جا پڑی اُس کو دیکھتا ہوا میں راہ سے گذر گیا اور دربار خلافت میں حاضر ہوا، میری صورت دیکھنا تھا کہ حضور خلیفۂ عہد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا عجب حال ہے لوگوں کا کہ ہمارے دربار میں آتے ہیں اور اُن کی آنکھوں سے زنا کے آثار جلوہ دکھاتے ہیں یہ فرمانا تھا کہ میں نے عرض کیا یا نائب رسول اللہ حضور کی گفتار ہدایت بار سے عیاں ہیں آپ نے ارشاد فرمایا لا یعنی **قد انقطع الوحی ولکن فراسة صادقة** یعنی اے انس حاشا وکلا وحی کیسی یہ فراست حقہ کا اثر ہے الحدیث،

باقی وقت شہادت پہلے قطرۂ خون کا آیۂ کریمہ **فسیکفیکھم اللّٰہ** الآیہ، پر گرنا یا جہجاہ غفاری کا عصائے مبارک حضور کے ہاتھ سے کہ جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہاتھ مبارک تھا چھین لینا اور اپنے زانو پر رکھ کر توڑنا اور اُسی وقت اکلہ کا زانو پر واقع ہونا **وغیر ذلک من الکرامات** مشہور ومعروف ہیں۔

اب ذرا جلوۂ جلال وہیبت واجلال اسد اللّٰہی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کا خیال کیجئے۔ مروی ہے کہ جب دربار عظمت حضور پرنور اشجع الاشجعین مولی المسلمین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میں ایک غلام حبشی سیاہ رنگ جو حضور کے جاں نثاروں میں تھا بعلت چوری گرفتار ہو کر آیا بعد ثبوت جرم حضور کے حکم محکم قضا شیم سے ہاتھ اُس کا کاٹا گیا اور بعد قطع ید جب وہ غلام حبشی دربار سے باہر آیا اور راہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکرا سے ملاقی ہوا،

ہاتھ کٹا ہوا دیکھ کر ابن الکرا نے دریافت کیا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا اُس غلام حبشی نے کہا کہ امیر المومنین ختن الرسول زوج البتول کے حکم سے بوجہ سرقہ یہ ہاتھ کاٹا گیا، تب ابن الکرا نے کہا ''اے شخص تو اب بھی اُن کی مدحت سرائی کرتا ہے حالانکہ اُنھوں نے تیرا ہاتھ کٹوا ڈالا؟'' یہ سن کر اُس شخص نے کہا کیوں نہ سراہوں میں ایسے محسن کو جس نے دوزخ کی آگ سے مجھ کو بچالیا اور جو کیا حق بجانب اُن کے ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جب یہ واقعہ سنا سارا قصہ دربار مرتضوی میں عرض کیا فوراً شیر الٰہی و نائب رسالت پناہی نے اسود کو بلایا اپنے دست خدا پرست سے اُس کا ہاتھ کٹا ہوا وعلاحدہ پڑا ہوا دونوں کو باہم ملایا مندیل سے باندھ کر اپنا ہاتھ دعا کو اُٹھایا ناگاہ ہاتف غیبی پکارا **ارفع الرداء عن الید** یعنی اے شخص پٹی ہاتھ سے علاحدہ کر ساری جماعت حضار نے یہ مژدۂ غیبی اپنے کانوں سنا آنکھوں دیکھا پٹی جو کھولی گئی ہاتھ پر نشان زخم بھی نہ تھا، سبحان اللہ کیا جلوہ ہے اور کیا شان۔ باقی کرامت علی لسان وختم قرآن و درخیبر ومقابلۂ شیر وغیرہا حضور کے زبان زد خواص وعوام بین کتب ودفاتر اہل سیر میں بکثرت منقول ہیں۔

اب ذرا گل بے خار گلزار ہمیشہ بہار آثار اہل بیت اطہار کے پاکیزہ بو سے بھی مشام جان معطر فرمایئے لیجئے حدیث شریف میں بروایت صحیح موجود ہے کہ حضور سید المرسلین نے علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب سیدہ بضعۂ خیر الوراسیدتنا فاطمۂ زہرا علیہا السلام سے ارشاد فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی جعلک شبیھة سیدۃ النساء بنی اسرائیل

واقعہ یہ ہے کہ حضور سیدہ علیہا السلام والتحیہ نے دو روٹیاں اور پارۂ گوشت دربار ابوت حضور خاتم رسالت ونبوت ﷺ میں حاضر کیں حضور اکرم وہ ہدیۂ طیبہ ہمراہ لیے تھے دولت خانۂ ولایت کاشانۂ جناب سیدہ میں رونق افروز ہوئے اور دریافت فرمایا یہ کھانا کیسا کہاں سے آیا؟ کس نے بھیجا؟ کون لایا ہے؟ اب آپ نے طبق طعام مع سرپوش حاضر کیا اور کہا **من عنداللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب** اُس وقت حضور اقدس نے یہ ارشاد زبان وحی ترجمان سے فرمایا یعنی خدائے کریم مستحق حمد وتکریم وتعظیم ہے، جس نے تم کو حضرت مریم کا سا مرتبہ عطا کیا مائدہ نعمت عظمی سے سربلند فرمایا اور یہ فرما کر حضرات سبطین طیبین جناب سیدنا ابومحمد حسن وابوعبداللہ حسین رضی اللہ عنہما و جناب مولیٰ کرم اللہ وجہہ ودیگر اہل بیت نبوت کو طلب فرما کر رزق غیبی تناول فرمایا اور وہ

طعام با وصف صرف اپنی حالت پر موجود رہا یہاں بھی لفظ شبیہۃ سیدۃ نساء بنی اسرائیل مشعر کرامت وخرق عادت ہے۔

باقی کرامات دیگر اہل بیت نبوت واولیاء امت مثل حضرات امامین وامہات المومنین وائمہ اربعۂ اہل سنت و پیران سلسلۂ طریقت رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایک دفتر چاہیے اس مقام پر صرف نمونہ دکھانا ہے وبھٰذا القدر یحصل المقصود.

اس مقام پر بہت مناسب ہے کہ ایک دو کرامات حضور پرنور سید الاولیاء الکرام سند الاصفیاء العظام غوث الاغواث قطب الاقطاب سلطان السلاطین شیخ الکل فی الکل سلالۃ اہل بیت الطاہرین الطیبین سیدنا ومولانا الشیخ ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الحنبلی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بھی لکھ دی جائیں۔ اولاً معلوم ہونا چاہیے کہ یہی وہ ذات بحر محیط خوارق وکرامات ہے جن کا فضل وشرف تمامی اولیائے سابقین ولاحقین پر کبرائے عظام وعظمائے کبار کو مسلم ہے کما ھو مقرر فی محلّہٖ. حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ کا حضور کی شان میں یہ بیان ہے:

کان الشیخ عبدالقادر سلطان الطریق المتصرف فی الوجود علی التحقیق وکانت لہ الید المبسوطۃ من اللّٰہ فی التصریف والفعل الخارق الدائم

اور یہی ہیں وہ مالک رقاب اولیا جن کی توصیف میں حضرت خضر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

وما اتخذ اللّٰہ ولیا کان او یکون الاوھو متادّب مع اللّٰہ فی سرّہ مع الشیخ عبدالقادر الٰی یوم القیامۃ.

کرامات وخوارق عادات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بحد شہرت وتواتر عالم میں ثابت ہیں۔ اہل اللہ کا اتفاق ہے کہ تصرف کلی عالم کون وفساد کا حضور کو بطفیل حضور سید الانبیاء ﷺ کے عطا فرمایا گیا تھا تمام عناصر عالم آپ کے مسخر تھے، زمانۂ طفولیت میں باحرام ماہ صیام دودھ کا نوش نہ فرمانا، سنین وشہور کا حضور میں حاضر دربار ہو کر وقائع کائنہ کا بیان کرنا، مجذوم ومبروص، اعمیٰ وشلّ کا حضور کے تصرف سے شفا پانا وغیرہ وغیرہ جملہ تصرفات حضور کے ثابت ومحقق ہیں۔ شیخ عدی ابن مسافر فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضور وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک مینھ برسنے لگا

اصحاب مجلس متفرق ہونے لگے، ناگاہ حضور نے سر مبارک جانب آسمان اُٹھایا ابر سے ارشاد فرمایا کہ اے ابر ہم بندگان خدا کو جمع کرتے اور تو متفرق کرتا ہے یہ فرمانا تھا کہ ابر کا اپنی جگہ سے یعنی مدرسۂ حضور کے مقابلہ سے برسنا موقوف ہو گیا اور خارج از مدرسۂ مقدسہ برستا رہا۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی قرشی فرماتے ہیں کہ ہم اور حضرت شیخ علی ہیتی حاضر دربار سراپا انوار تھے ناگاہ ابو طالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی تاجر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے حضرت حضور کے جد امجد ﷺ کی سنت ہے کہ ردّ دعوت نہ فرماتے ہر جگہ بتقریب دعوت تشریف لے جاتے تھے میں حضور میں بغرض دعوت حاضر ہوا، تمنا یہ ہے کہ میرا مکان ببرکت قدوم فیض لزوم رشک جناں فرمایا جائے حضور نے ارشاد فرمایا بہتر اگر حکم ہوگا تشریف لانے میں تامل نہ ہوگا اور اُس کے بعد دیر تک سر جھکائے مراقبہ میں مشغول رہے بعد دیر کے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا ہم ضرور رونق افروز ہوں گے یہاں تک کہ بہم رکابی حضور ہم دونوں بھی وہاں پہنچے دیکھا ہم نے کہ سب مشائخ وعلما واعیان بغداد کا مجمع ہے اور سفرۂ طعام جس پر عمدہ کھانا ہر قسم کا شیریں وترش چنا ہے میر مجلس بیٹھا ہے ناگاہ ایک ظرف کبیر سر بمہر آخر کنارۂ سفرہ پر حاضر کیا گیا اُس وقت حضرت ابوالغالب نے عرض کیا بسم اللہ لیکن چونکہ حضور مراقب جلوہ فرما تھے کہ نہ خود مشغول طعام ہوئے نہ دوسرے حضار کو حکم فرمایا اُس وقت حضار جلسہ پر یہ کیفیت بسبب ہیبت ووقار طاری تھی اور ایسے بے حس وحرکت سر جھکائے بیٹھے تھے گویا اُن کے سروں پر پرندے آشیانہ کیے تھے، ناگاہ حضور نے ہم دونوں سے حکم فرمایا کہ یہ خوان اٹھالاؤ ہم نے جو قصداً اُٹھانے کا کیا نہایت گراں بار پایا آخر وہاں سے اُٹھا کر حضور کے روبرو پیش کیا اور کھول دیا، دیکھا ہم نے کہ اُس میں فرزند ابو غالب فضل اللہ کا ہے جو نابینا مادرزاد ومجذوم ومفلوج وشل تھا حضور نے دیکھتے ہی فرمایا **ولد قم باذن اللّٰہ معافا** یعنی اے لڑکے خدا کے حکم سے بعافیت وصحت اُٹھ کھڑا ہو یہ فرمانا تھا کہ فوراً وہ لڑکا بصحت تام کہ کسی مرض کا نام بھی نہ تھا اُٹھ کر دوڑنے لگا یہ واقعہ دیکھتے ہی حاضران مجلس پر عجب حال ظاہر تھا چلا اٹھے اور حضور بغلبۂ حال وہاں سے غائب باہر رونق افروز ہو گئے۔

راوی کہتے ہیں میں نے سارا واقعہ جو اپنی آنکھوں دیکھا تھا شیخ ابوسعید قیلوری سے نقل کیا اُنھوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو خدا نے وہ تصرف کامل عطا فرمایا ہے کہ کور مادرزاد کو

بینا، مبروص کو اچھا، مجذوم کو شفا، مردوں کو زندہ بحکم خدا کر دکھاتے ہیں و علیٰ ھٰذا.

اب دو چار آثار دیگر اصحاب اخیار کا بھی ملاحظہ فرمایئے۔

پہلا واقعہ شیر اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ہے محمد بن منکدر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سفر دریا میں تھا ناگاہ سفینہ ٹوٹ گیا اور میں ایک تختہ پر سوار ڈوبتا اچھلتا دریا طے کر کے خشکی میں ایسی جگہ پہنچا کہ وہاں شیر لگتا تھا تا آنکہ آدمی کے بو سے شیر میری طرف حملہ آور جھپٹا ناگاہ میں نے کہا اے ابوالحارث کیا تو مجھ کو نہیں جانتا ہے انا مولی رسول اللہ ﷺ میں خادم بارگاہ رسالت پناہ ہوں یہ کہنا تھا کہ شیر میرے قدموں پر گرا اور ایسے حرکات کرنے لگا جس سے میں سمجھا کہ میرا رہبر بنا چاہتا ہے چنانچہ میرے ہمراہ ہولیا اُس جنگل ناپیدا کنار سے مجھ کو باہر پہنچا کر اپنی راہ لی اور وقت رخصت سلام کر کے چلتا ہوا۔ اس واقعہ کو دیگر رواۃ نے بطرق متعددہ ثابت کیا ہے لیکن تسخیر درندہ سب کا مدعا و منشا ہے۔

دوسرا واقعہ حضرات عباد بن بشر و اُسید ابن حضیر رضی اللہ عنہما کا ہے حضرت انس سے مروی ہے ایک شب یہ دونوں حضرات کسی حاجت سے دربار پرانوار حضرت سید ابرار ﷺ میں حاضر ہوئے دیر تک شرف یاب حضوری رہے تا آنکہ نصف شب سے زیادہ گزر گئی آخر جب یہ بارادہ واپسی اپنے اپنے مکانات کے دربار رسالت سے باہر آئے خیال کیا کہ شب تاریک ہے گھر تک پہنچنا دشوار ہے۔ بمجرد اس خیال کے فوراً عصا ایک صحابی کا جو اُن کے ہاتھ میں تھا مشعل روشن ہو گیا اور اُس کے اُجالے میں دونوں نے راہ مشترک طے فرمائی اور جب اُس مقام پر پہنچے کہ وہاں سے اپنی اپنی راہ جدا گانہ تھی فوراً دوسرے صحابی کا عصا بھی چمک اُٹھا اور اُس کی روشنی میں وہ اپنے مکان کو یہ اپنے مکان کو پہنچ گئے۔

تیسرا او چوتھا واقعہ حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے اول یہ کہ اُن کو اطلاع دی گئی کسی مقام پر آپ کے لشکر میں ایک شراب خوار موجود ہے یہ سنتے ہی آپ گھوڑے پر سوار ہوئے لشکر میں تلاش شروع کی آخر دیکھا ایک شخص اپنے مرکب پر سوار مشکیزہ شراب اُس کے پاس ہے۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا سرکہ لایا ہوں، آپ نے فرمایا **اللّٰھم اجعلہ خلا** الٰہی یہ شراب سرکہ ہو جائے وہ شخص چلا گیا منزل پر پہنچ کر اپنے اصحاب و احباب سے بیان کیا کہ ایسی

شراب لایا ہوں کہ کبھی عرب کو اس کے مثل شراب کا اتفاق نہیں ہوا، مشکیزہ جو کھولا سر کہ پایا سمجھا کہ اثر دعائے حضرت خالد ہے اور تمام واقعہ گزشتہ کہہ سنایا۔ اسی طرح ایک بار حضرت نے بمقدار کف دست زہر ہلاہل لے کر **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** فرما کر پھانک لیا اور کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

پانچواں واقعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے کہ وہ ایک سفر میں چلتے چلتے ایک مقام پر پہنچے، ایک جماعت مسافرین کو دیکھا سر راہ پڑی ہوئی ہے نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی، معلوم ہوا کہ درندہ سدّ راہ ہے حضور نے پیش قدمی کی ہمراہیان نے معیت کی قدم بڑھانا تھا کہ درندہ نے راہ چھوڑ دی، جنگل کی راہ لی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی پر مسلط کر دی جاتی ہے وہ چیز کہ اُس سے ڈرتا ہے اگر اُس کے دل میں خدا کے سوا دوسری چیز کا خوف نہ ہوتا کبھی اس پر کسی شے کا غلبہ وخوف نہ ہوتا۔

چھٹا واقعہ حضرت علاء ابن حضرمی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ایک غزوہ میں جاتے تھے ناگاہ بحر ذخار عمیق و دشوار سامنے آ گیا کشتی وغیرہ سامان عبور نہ پایا فوراً خدا کا نام لے کر آپ دریا میں کود پڑے، ہمراہیوں کو حکم دیا بقدرت الٰہی دریا پایاب ہو گیا سبحان اللہ کیا شان ہے، قربان اس شان کے۔ اے ناظرین باتمکین طالب حق کی تسکین کو یہ بس ہے ع

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس است

ورنہ کسی منکر ومجادل کو اگر دفتر بھی ہو بے کار **من یھد اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ.**

باقی دیگر تصرفات وخوارق اولیائے امت محمدیہ علی سیدہا الف الف سلام وتحیۃ قیامت تک کالشّمس فی النہار عالم میں نمایاں کتب اسفار بے شمار میں حسب تحقیق محققین اہل حق ویقین تفصیلاً و تصریحاً مذکور **فلیطلب ھنا.**

اب ذرا دلائل عقلیہ سے بھی کام لیجئے سنئے قلب حقیقت منزل ذرا ادھر متوجہ کیجئے۔

دلیل اول - جب بشہادت کتاب وسنت واخبار وآثار ثابت ہے کہ بندہ مقام قرب رب الارباب میں فائز ہو کر ولی اللہ وحبیب اللہ ومقبول ومقرب شمار کیا جاتا ہے اور پروردگار رحیم وکریم

متولی وسر پرست اُس کا قرار پاتا ہے جیسا **فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما** الآیہ، **ومن کان اللّٰہ کان اللّٰہ لہ** الحدیث سے تصریحاً آشکار ہے پس جب اس بندۂ برگزیدہ نے محض بخوشنودی مولا واطاعت وخدمت گزاری آقا ماموارت و مرضیات کو اختیار منہیات ومخالفات کو ترک کیا لذات ومرغوبات سے منھ موڑا، ماورا سے علاقہ توڑا، خدا ورسول سے رشتہ جوڑا ضرور ہے کہ مولیٰ بھی دوسرے بندوں سے اُس کو ہر طرح معزز و ممتاز بنا کر اُس کی شان وخصوصیت بڑھا کر اُس کی رضا کا خواہاں ہوگا۔ انبیا کے لیے **ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ** اصحاب وفدائیان کے واسطے **ولسوف یرضیٰ** اولیائے امت کے حق میں **رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ** الآیہ سے یہ جلوہ نمایاں ہے اور اس محبوب ومقبول کے خاطر تصرفات اپنی قدرت کاملہ وتصرف شاملہ کو عالم میں اس کے ذریعہ سے جاری و نافذ کر دکھائے گا کیونکہ اس بندۂ ضعیف وعاجز وقاصر نے بقدر امکان بشری جب خدمت گزاری میں دریغ نہ کیا تو رحمت پروردگار قوی وخلاق وقادر کیوں متوجہ نہ ہوگی؟ بلکہ ضرور بالضرور اُس کی دستگیری وحمایت ورعایت واعانت فرما کر تصرفات مخصوصہ اُس کو عطا فرمائے گی اور مراد اُس کی حسب منشا ومقصود بر آئے گی۔ **اوفوا بعھدی اوف بعھدکم** سے یہی مدعا عیاں ہے اگر اب عناصر عالم کو کسی وقت اپنی قدرت سے خدائے قدیر اس کے ذریعہ سے تسخیر کر دکھائے عند العقل کیا دشوار ہے اور عقول کو کیا مقام استعجاب واستبعاد وانکار ہے۔

علاوہ بریں اظہار کرامت کا مانع اس مقام عالی پر فائز ہوجانے کے بعد کیا ہے آیا یہ کہ یہ بندہ اس کا اہل نہیں ہے کہ خدا اُس کو یہ مرتبۂ عالی اپنے فضل عظیم سے عطا فرمائے تو یہ باطل ہے کہ جب اُس قادر مطلق نے ایسا عالی رتبہ اپنی معرفت ذات وصفات وافعال واحکام کا ایسا متعالی مقام محبت و طاعت ومواظبت ذکر وتقدس وتمجید وتہلیل وتحمید کا جو ہزار ہا درجہ عطائے طعام وتسخیر جنات وعقارب وشیر وگرگ ودیگر حیوانات وفرماں برداری احجار واشجار ونباتات بلکہ تسخیر عالم علوی وسفلی سے اعلیٰ و اولیٰ واشرف واکمل وافضل واتم ہے محض بانعام وافضال بلا سوال عطا فرمادیا تو بعد فائز ہوجانے اس مرتبۂ قرب وتقرب کے ان تصرفات کی اہلیت کیوں نہ رہے، بھائیو! کیا تم نے نہیں سنا ہے:

داد او را قابلیت شرط نیست | بلکہ شرط قابلیت داد دست

دوسری شق یہ ہے کہ معاذ اللہ دوسری جانب میں احتمال عدم اہلیت کا جاری کہ معطی اہل عطا نہیں ہے یہ کفر صریح ہے **اعـاذنا اللّٰہ من ذلک الامر الشنیع الوقیح** قطع نظر اس سے ذرا عقل سے پوچھئے تو کہ جب بمقام نبوت بیعت حضور خاتم رسالت کو اپنی بیعت اطاعت حضور والا کو اپنی اطاعت رضا وایذا ے سید الانبیاء ﷺ کو اپنی رضا وایذا دہی فرمایا اور یہ امر اُس نے جائز و مسلم رکھا تو اب بمقام ولایت کیا نیابت حقہ نبوت و رسالت وشرف عزت وخلعت تقرب و خصوصیت عطیہ رب العزت ہے وہی جب پروردگار سمیع وبصیر قوی قدیر بزبان جناب رسول بشیر و نذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں ارشاد فرما رہا ہے:

مرضت فلم تعدنی استسقیک فما سقیتنی استطعمک فما

اطعـمتـنی فیقول العبد یا ربّ کیف ھٰذا وانت رب العلمین

فیقول ان عبدی فلا نامرض فلم تعدہ

اور دوسرے مقام پر اس طرح حکم ہوتا ہے کہ:

من اذٰی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ.

یعنی مرض وگرسنگی وتشنگی وایذائے اولیا محاربہ خدا اور اپنی تشنگی وگرسنگی ومرض فرمایا گیا یہاں کیا مانع پیدا ہوگیا کہ جب یہ عزت بڑھائی گئی ہے تو بغرض اظہار شان جلوۂ تصرفات عیاں نہ ہوا گر اس سے زیادہ توضیح وتنقیح مرام مدنظر ہے تو لیجئے حکام دنیا کے حالات تو دیکھئے کیا ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عالم دنیا نمونۂ عالم عقبٰی ہے رات دن یہ معاملہ پیش نظر ہے کہ حاکم وقت اپنے مصاحبین یا ملازمین دربار سے جب کسی خاص کو اپنا محرم اسرار مخصوص راز دار معتمد علیہ مدار المہام بنالیتا ہے اُس ملازم مخصوص میں وہ خاص شان نمایاں ہوتی ہے کہ دوسرے اُس کے ساتھ علاقہ پیدا کرنا اُس کے پاس حاضر رہنا حصول مدعا ومقصود کا عمدہ ذریعہ سمجھتے ہیں اور وہ بھی وہ کام کر دکھاتا ہے کہ دوسرے دنگ رہ جاتے ہیں اور حاکم وقت بھی اس کی رعایت وخاطر داری سے اُس کی عزت افزائی کے خیال سے اُس کی رضا کا خیال فرماتا ہے اور نا امید اپنی امیدیں نامراد اپنی مرادیں اُس کے وسیلہ سے چاہتے اور پاتے ہیں یہی حال ہے مقربان بارگاہ کبریائی کا دربار رب العالمین قادر مختار حاکم حقیقی میں حالانکہ یہ عالم بمقابلہ اس عالم کے ذرہ وآفتاب کی مناسبت نہیں رکھتا ہے جب

دنیوی مقرب ومخصوص لوگوں کی یہ شان ہے تو اب مقربان خدا کی حالت خود ظاہر ہے کیا محتاج بیان ہے اور اُن کی محرومی کی کیا وجہ ہے۔

اب دوسری دلیل سنئے ظاہر ہے کہ متولی ومربی افعال روح ہے نہ بدن معرفت کبریائی سے روح کامیاب ہے نہ جسم جبھی تو حضور خیر الانام صوم وصال کے متعلق فرماتے ہیں **ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی** یعنی ہم خدا کے دربار میں شب گزارتے ہیں وہی ہم کو کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے اور یہ بھی عیاں ہے کہ جس قدر علم احوال عالم الغیب ترقی پاتا ہے اور جس قدر تعلق اُس جانب سے بڑھتا ہے روح وقلب کو قوت خاص کی ترقی ہوتی قوائے بشری کا ضعف رونما ہوتا ہے یہی سبب تھا کہ حضور شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے واقعہ خیبر میں ارشاد فرمایا **ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیۃ ولکن بقوۃ ربانیۃ.** یہ دروازہ خیبر کا اُٹھالینا جسمی قوت کا زہرہ نہ تھا یہ قوت ربانی ہے یا ہنگام بت شکنی کعبہ محترمہ فرمایا **سلوانی عما دون العرش** الحدیث یعنی جس وقت عالم اجساد سے انقطاع کلی فرما کر قوت روحانی سے کام لیا اور باشراق آفتاب ولایت کبریٰ ونیابت حضور خیر الوریٰ ﷺ انوار عالم ملکوت چہرہ سے تابان و برکات عالم جبروت ولاہوت فروزاں ہوئے وہ قدرت وقوت حاصل ہوگئی کہ **بی یبطش** سے نمایاں ہے اور تصرف وقدرت رب متصرف وقدیر نے اپنا جلوہ دکھایا کہ دوسرے دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بغلبۂ حال خدا کا نام لے کر دو انگشت سے باب خیبر اُٹھا کر سپر کا کام لیا، سبحان اللہ ما اعظم شانہ آخر وہی دروازہ تھا کہ قوت جسدی سے بڑے بڑے اشجعین وقت پسپا ہوگئے اپنی جگہ سے نہ ہلا تو یہ مشاہدہ ہو چکا ہے پس اگر اب بھی کوئی دوسرا انسان بتصدق اتباع وفرماں برداری حضور سید المرسلین ﷺ وقرب فرائض ونوافل و کثرت طاعات وریاضات وعبادات مقام **کنت له رجلا ویدا او سمعا وبصرا** الحدیث، پر فائز ہوکر شان **بی یبطش وبی یمشی وبی یسمع وبی یبصرہ** کا جلوہ عالم میں دکھلا دے تو غور طلب یہ بات ہے کہ یہ تصرف کس کا اور کس کے قدرت کا جلوہ ہے اور یہ انکار کہاں تک پہنچتا ہے **فاعتبروا یا اولی الابصار.**

دلیل آخر مقتضا قوانین عقلیہ حکمیہ کا یہی ہے کہ جو ہر روح جنس اجسام سے نہیں ہے جو قابل کون وفساد لائق تفرق وتمزق ہے یعنی ٹوٹنے پھوٹنے، کٹنے پھٹنے، گلنے سڑنے کی اُس میں

قابلیت نہیں ہے بلکہ جنس جوہر ملکوتی ومکان عالم علوی ونوع مقدسین ومطہرین سے ہے کہ غبار و کدورت وغیرہ سے پا کیزہ وصاف ہے البتہ بوجہ تعلقات عالم بدنی واستغراق عالم دنیاوی وتوجہ تدابیر انسانی وطن اصلی ومسکن قدیمی چھوٹ گیا اور وہ علاقہ اصلیہ ٹوٹ گیا اور اس جسم فاسد وکائن سے فی الجملہ مناسبت ومشابہت پیدا ہوکر قوت اصلی میں ضعف قدرت جبلی میں قصور تصرفات لازمہ میں فتور پیدا ہوگیا، لیکن جب پھر معرفت ومحبت الٰہی سے اُنس بڑھا عوائق وموانع میں کمی پیدا ہوئی اور انوار اصلیہ زائل شدہ چمکنا شروع ہوئے اور حالت اصلی آنے لگی اس عالم کی ظلمتیں مٹتی گئیں اور باضافۂ آفتاب عالمتاب قدرت قدیر وہاب واضاءت ماہتاب رسالت ختمی مآب وہی انوار تاباں ہوکر یہ بندہ نورالنور ہوگیا اور وہی تصرفات پیدا ہوگئے تو محل استعجاب کیا ہے **وما هٰذه الا التصرف والكرامة.**

اس کے علاوہ یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ارواح بشریہ مختلف الاحوال والکیفیۃ میں کوئی روح قوی ہے کوئی ضعیف کوئی نورانی ہے کوئی ظلمانی اسی طرح ارواح ملکوتیہ میں تفاوت ہے دیکھو اوصاف روح الامین علیہ السلام میں تو یوں ارشاد ہوا **انه لقول رسول كريم ذى قوة عند ذى العرش مكين مطاع ثم امين** دیگر ملائکہ کے بارے میں یہ حکم فرمایا **وكم من ملك فى السموات لا يغنى شفاعتهم شيئاً** بس یوں ہی اگر کوئی انسان بعنایت وفضل رب منان صاحب قوت قدسیہ بسبب ریاضات وعبادات بدنیہ ہو جائے اور یہ گرد وغبار ظلمت وتیرگی عالم کون وفساد زائل ہوکر اشراق اصلی اُس میں ظاہر ہو جائے اور قوت تصرف مادۂ عالم کون وفساد باعانت وحمایت انوار معرفت حضرت صمدیت وتقویت وامداد رب ذی العزۃ والعظمۃ بہ برکت نیابت وخلافت رسول امین محبوب رب العالمین صاحب طٰہٰ ویٰسین مقصود لولاہ لما خلقت الکون ذی التصرف والعون ﷺ اُس کو عطا ہوکر عزت افزائی اُس کی فرما دے کیا مقام استعجاب ومحل استبعاد ہے **ولنقيض ههنا عنان البيان وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين الحنان المنان ونسأل الله ان يجعل التوفيق رفيقنا فى كل حين وآن آمين.**

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۱ شمارہ ۱۱/۱۲، ربیع الاول/ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ)

☆☆☆

سیدنا عثمان ذی النورین کی خلافت اور افضلیت

قبل از تحقیق و تنقید مسئلہ افضلیت یہ امر دریافت ہونا بہت ضرور ہے کہ خلافت خاصہ کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے اور لوازم اُس کے کیا کیا ہیں کہ اس سے مسئلہ مسئولہ کا حل بخوبی ممکن ہے۔ یہ بات تو پر ظاہر ہے کہ نفوس ذکیہ حضرات طیبات انبیاء عظام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ درجہ علو فطرت و اقصیٰ مرتبۂ صفا و تقدس پر پیدا کیے گئے تھے اور انھیں وجوہ سے وہ حضرات طیبات مہبط وحی الٰہی اور مستحق خلافت و نیابت مطلقہ بارگاہ کبریائی اور لائق ریاست و سلطنت عالم تھے جیسا خود پروردگار علیم کلام قدیم میں ارشاد فرماتا ہے **اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ الآیۃ.** اور اسی طرح افراد امم سے بھی بعض افراد کو بہ تصدق اتباع انبیائے کرام نفوس قدسیہ صافیہ و عالیہ عطا فرمائی گئی اور یہی حضرات باعتبار اصل فطرت مستحق خلافت نبوت و لائق خطاب صدیق و شہید و صالح ٹھہرے امور مورد انعام الٰہی و افضال نامتناہی قرار پائی کہ قرآن مجید سے ثابت ہے:

اولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین

اور یہی حضرات بمنزلہ اعضا و جوارح انبیائے عظام علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہیں کہ اسرار نبوت سے یہ محارم اسرار کماحقہ باخبر اور انوار مصباح نبوت و مشکوٰۃ رسالت سے ان کے قلوب زکیہ و نقیہ مثل ماہ تاباں و خورشید رخشاں نورانی و منور تھے۔ **اولٰئک حزب اللّٰہ ورضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ و اولٰئک خیر البریہ.**

اب سمجھنا چاہیے کہ خلافت خاصۂ حضور اقدس خاتم رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ یہ ہے کہ بعد وصال حضور پرنور امور متعلقہ رسالت و نبوت کا انجام دینا اس بارۂ خاص میں خود حضور سید النبیین افضل المرسلین کا تصریحاً تلویحاً بکرات و مرات ارشاد و اظہار فرمانا، خدمات خلیفہ کا خود دفتر نبوت میں درج ہونا، ان جاں نثاروں، شیدائیوں، فدائیوں کا شرف وساطت سے فائز المرام ہونا وغیرہ وغیرہ اور لوازم خلافت سے ایک یہ ہے کہ نبی کا معاملہ خلیفہ سے مثل معاملہ امیر و ولی عہد و منتظر

الامارہ ہوقولاً وفعلاً اوراس کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہے، کسی وقت زبان وحی ترجمان نبی کریم سے بیان قضا نشان استحقاق خلافت بتصریحاً سنا جائے بعض اوقات کچھ قرائن خلافت اشارۃً بیان فرمائی جائیں، جس سے حالت استخلاف سمجھی جائے، کبھی کسی کام کا سرانجام زمانہ حیات میں **من حیث النبوۃ والرسالۃ** بذمہ خلیفہ بالتخصیص فرمادیا جائے، سو یہ امور تفصیلات نسبت خلفائے کرام حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہم اجمعین متواتر وشہرۃً ثابت ومحقق ہیں اور ماہران سیر حضور خیر البشر ﷺ اس سے بخوبی واقف وباخبر ہیں۔

اسی طرح لوازم خلافت سے یہ بھی ہے کہ وعدۂ حقہ الٰہی کا جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تھا کسی وقت زمانہ خلافت حقہ میں بھی ظہور وبروز ہوجائے مثلاً وعدہ صادقہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** کا عہد خلافت مہد میں جلوہ وظہور وغیر **ذلک من الامور کما لا یخفی علی ارباب البصایر والشعور**۔

اور بھی لوازم خلافت سے یہ بھی ہے کہ خلیفۂ وقت افضل واکرم امت ہو عقلاً ونقلاً **کما ھو مصرح فی محلہ** پس اب سمجھ لینا چاہیے کہ افضلیت واکرمیت حضرات خلفائے عظام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ بہ ترتیب خلافت کبریٰ دیگر افراد امت سے ادلہ قطعیہ سے مثل تموز نیم روز عالم میں عیاں ہے اور افضلیت وخلافت حضرات شیخین طیبین صہرین مکرمین رضی اللہ عنہما تو بموجب مذہب حقہ اکابر اہل سنت وجماعت **ایدھم اللہ بالاید المتین ورحمھم اللہ اجمعین** ہر طرح قطعی اجماعی ہے کوئی خلاف ونزاع نہیں ہے، البتہ تفاضل حضرات ختنین الطیبین اطہرین رضی اللہ عنہما میں قیل وقال ہے تو اُس میں بھی حسب تحقیق وتصریح محققین اکثر عظمائے ملت وعلمائے امت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت سیدنا ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں جناب مستطاب سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ سے لیکن خلافت حضرت خلیفہ ثالث وہ تو اجماعی اور خود مسلمہ حضور مولیٰ ہے رضی اللہ عنہما، کتب فن میں تصریحاً وتفصیلاً اس مسئلہ کا بخوبی بیان ہے **من شاء فلیراجع الیھا**۔ واسطے تسکین ناظرین حق گزیں وطالبین باانصاف دوراز اعتساف کے چند عبارات درج ذیل ہیں **والملھم للصدق والصواب ھو اللہ العلیم الوھاب**۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

وافضل البشر بعد نبينا ابوبكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورين ثم علی المرتضی من عباد اللّٰه وخلص اصحاب رسول اللّٰه علی هٰذا وجدنا السلف والظاهر انه لولم یکن لهم دلیل علٰی ذلک لما حکموا بذلک.

علامہ خیالی نے فرمایا ہے:

قوله وجدنا السلف ای اکثر اهل السنة.

اور بھی شرح عقائد میں ہے:

وخلافتهم علی هٰذا الترتیب ایضا.

ملاعصام نے فرمایا:

قوله علٰی هٰذا الترتیب یشعر انه مبنی ترتیب الخلافة علی ترتیب الافضلیة اللتی بها السلف لدلیل کان لهم.

مفتی خیر بلاد الاسلام بلدۃ الحرام مکہ مکرمہ زاد اللہ تشریفاً وتعظیماً علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ صواعق میں فرماتے ہیں:

ان اهل السنة والجماعة اجمعوا علی صحة امامة المفضول مع وجود الفاضل بدلیل اجتماعهم علٰی صحة خلافة عثمان واختلافهم فی افضلیته علٰی علیّ ان کان اکثرهم علی ان عثمان افضل منه.

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اعلم ان الذی اطبق علیه عظماء الملة وعلماء الامة ان افضل هٰذه الامة ابوبکر ن الصدیق ثم عمر واختلفوا والاکثرون ومنهم الشافعی واحمد وهوالمشهور عن مالک ان الافضل بعدهما عثمان ثم علی وجزم الکوفیون ومنهم سفیان الثوری بتفضیل علی علٰی عثمان وقیل بالوقف عن التفاضل

منهما

اور بھی اُسی میں ہے:

انا وجدنا السلف قالوا هم كذٰلك وحسن ظننا بهم قاض بانهم لولم يطلعوا على دليل فى ذٰلك لما اطبقوا عليه فلزمنا اتباعهم فيه .

اُسی میں ہے:

نعم وصل الينا سمعيات اكدت عندنا الظن بذٰلك التفضيل علىٰ ذٰلك الترتيب لا فادتها له صريحاً واستنباطاً

اور اُسی میں متعلق خلافت حضرت ذوالنورین فرمایا ہے:

انها فرع عن خلافة عمر اللتى هى فرع عن خلافة الصديق وقد قام الاجماع وادلة الكتاب والسنة على حقيقة خلافة ابى بكر ولزم من ذٰلك قيامها علىٰ حقيقة خلافة عمر ثم علىٰ حقيقة خلافة عثمان فكانت بيعة صحيحة وخلافة حقاً لامطعن فيها.

اور بعد ذکر احادیث متعلقہ خلافت حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرمایا ہے:

فثبت بذٰلك جميعة صحة بيعة عثمان و اجماع الصحابه عليها وانه لامرية فى ذٰلك ولا نزاع فيه وان علياً رضى اللّٰه عنه من جملة من بايعه.

حضرت امام المحدثین سید المحققین علامہ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ نے تکمیل الایمان میں فرمایا ہے:

والخلفاء الاربعة افضل الاصحاب وفضلهم على ترتيب الخلافة والمراد بالافضلية اكثرية الثواب بدانکہ دریں جادومقام است مقام اول ایں کہ خلیفہ برحق بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق است بعد از وی عمر فاروق بعد از دی عثمان ذوالنورین بعد از دی علی مرتضیٰ رضوان

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و ایں مسئلہ نزد اہل سنت و جماعت از یقینیات است
اور متعلق مقام ثانی فرماتے ہیں مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفائے اربعہ
بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان علی و مراد
از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ تعالیٰ۔

اور بعد بیان اقوال متعلقہ قطعیت وظنیت تفصیل فرماتے ہیں:

ما مشائخ سلف راچناں یافتیم کہ میگویند افضل ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی و
حسن ظن ما بر ایشان اقتضائے آں کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشاں دلیلی براں
نمید اشتند حکم بداں نمی کردند اتفاق براں نمی نمودند و مادریں مسئلہ اتباع
ایشاں می کنیم و براہ تقلید ایشاں میرویم وحقیقت امر را بہ علم الٰہی تفویض
مینمائیم

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں:

وافضلیت خلفائے اربعہ ثابت است بہ ترتیب خلافت با دلۂ بسیار

اور اُس کی سند وتفصیل میں آیات واحادیث واجماع کو بہ تحقیق تام تنقیح تمام نقل فرمایا ہے
وفی ذٰلک کفایة لطالب الحق المبین والعاقل تکفیه الاشارة والغافل لا یجدیه الف عبارة

بالجملۃ جب مبنی و مدار ترتیب خلافت ترتیب افضلیت پر ہے اور مسئلہ تفصیل عرش تحقیق تک پہنچ گیا اور خلافت حضرت سیدنا عثمان ذی النورین خلافت وصیحہ ثابت ہو چکی اور افضلیت حضرت ذی النورین جناب مولیٰ رضی اللہ عنہما پر مذہب اکثر غلطہائے ملت وعلمائے امت کا ثابت ہے پس انکار افضلیت مستلزم ہے انکار خلافت حقہ کو اور یہ بیشک شعبۂ رفض وضلالت ہے **اعاذنا اللّٰہ منه و جمیع المسلمین واللّٰہ اعلم وعلمه اتم واحکم.**

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۲ / شمارہ ۵، رمضان ۱۳۱۶ھ)

☆☆☆

مناقب امام الائمہ امام الاعظم

قطع نظر اس سے کہ بحر ذخار و دریائے نا پیدا کنار علوم و فیوض باطنیہ و ظاہریہ جناب مستطاب امام ہمام علیہ الرحمۃ چار دانگ جہاں میں جاری دردان باعث سیرابی و سرسبزی گلشن ایمان وموجب رونق و بہار بے خزاں چمن عرفان تا قیام قیامت کبریٰ ہر لمحہ و ہر آن بہار تازہ و طراوت بے اندازہ کا جلوہ وشان، بستان شریعت و بہارستان طریقت میں اس بحر محیط فضل وکمال کے صدقے ہویداوعیاں ہے، عرب وعجم میں آپ کا ذکر جمیل وفضل عمیم زبان زد اخص الخواص، اکابر زمان وائمہ ذیشان ہے، آپ کے محامد ومحاسن سے عالم رطب اللسان ہے، آپ کے قدوم برکات لزوم سے کوفہ کا ستارہ چمکا بخت خفتہ جاگا، علم وعرفان کا مخزن زہد وتقویٰ کا معدن، عفت و ورع کا موطن طاعت وعبادت کا خزینہ، دیانت وامانت کا دفینہ، استنباط واجتہاد احکام دینیہ کا، نصوص شرعیہ سے دار الخلافت صدق وسداد کا مستقر الحکومت سمجھا گیا اور حب اجماع اصحاب تحقیق واتفاق ارباب تدقیق آپ کی ذات بابرکات ہر کمال میں عدیم النظیر وفقید المثال آپ کا ہمسر، فیوض و برکات علوم وحسنات میں مجال اور بعض مشائخ زمان علیہم الرحمۃ والغفر ان کا آپ کے نسبت یہ خیال کہ:

قدا ختاره الله تعالیٰ اماما لدینه و عباده ولم تزل اتباعه فی زیادة فی کل عصر الی یوم القیامة.

حضرت بابرکت عبداللہ ابن المبارک کا مقام عظمت جناب والا میں یہ مقال کہ:

دخلت الکوفة فسألت علماء ها وقلت من اعلم الناس فی بلا دکم هٰذه فقالوا کلهم الامام ابو حنیفه فقلت لهم من اعبدالناس واکثرهم اشتغالاً فقالوا کلهم الامام ابو حنیفه فماسألتهم عن خلق من الاخلاق الحسنة الاوقالوا کلهم لا نعلم احدا تحلق بذلک غیر الامام ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه

اورعلی رؤس الاشھاد مجامع عظیمہ میں حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں کہ:

من مثل الامام ابی حنیفة فی الورع کان اذا اشتریٰ احد منه ثوبا وخلطه ثمنه علی الغلة ثمّ ردّہ علیه یعطیه جمیع الغلة التی عنده ویقول قداختلطت وراھمک بدراھمی فخذھا کلھا.

اور بھی حضرت شفیق سے مروی ہے:

کان الامام حنیفة من اورع الناس واعلم الناس واعبد الناس واکرم الناس واکثرھم احتیاطاً فی الدین وابعدھم عن القول بالرائی فی دین اللّٰہ عزو جل.

اور ائمہ واکابر محققین سے منقول کہ:

اجمع السلف والخلف علی کثرة علمه و ورعه و عبادته.

اور حضرت امام ابوجعفر کا بیان ہے کہ:

ان الامام ابا حنیفة وکل وکیلا فی بیع ثیاب من خزّ وکان فیھا ثوب معیب فقال للوکیل لا تبع ھٰذا الثوب حتی تبین عیبه فباعه و نسی ان مبین عیبه وخلط ثمنه فی ثمن بقیة الثیاب فلما اخبره الوکیل بذلک تصدق بثمن الثیاب کلھا علی الفقراء والغرباء والمساکین.

اور حضرت ابونعیم وغیرہ سے روایت ہے کہ:

ان الامام ابا حنیفة رضی اللّٰہ عنه صلی الصبح بوضوء العشاء اکثر من خمسین سنة ولم یکن یضع جنبه علی الارض فی اللیل ابدا وانما کان ینام لحظ بعد صلوٰة الظھر وھو جالس ویقول قال رسول اللّٰہ ﷺ استعینوا علی قیام اللیل بالقیلولة.

اور علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں:

ان ابا حنیفة کان یختم القرآن فی لیلة واحدة فی رکعة واحدة.

اور علاوہ اس سے کہ آپ کے مناقب ومحاسن میں بڑے مصنفات معروف ومشہور ہیں ہم اپنے معاصرین کو یہ بات دکھانا چاہتے ہیں کہ دیگر ائمہ ہدیٰ یعنی حضرت امام شافعی و جناب امام مالک رحمہما اللہ کا نسبت جناب امام ہمام رضی اللہ عنہ کے کیا اعتقاد وخیال اور ادب وآداب کا کیا حال ہوا اور اکابر محققین متبعین ان حضرات نے نسبت جناب والا کیا تحقیق فرمایا ہے۔

اے اہل انصاف بنظر غور ملاحظہ کرو کہ جناب امام مالک علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

لو ناظرنی ابوحنیفة فی ان نصف هٰذه الاسطوانة من ذهب اوفضة لقام بحجته.

اور حضرت امام شافعی سے منقول:

الناس کلهم فی الفقهٖ عیال علی الامام ابی حنیفة.

اور بمقام ادب وتعظیم جناب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی سے مروی ہے:

انه ترک القنوت لما زار قبره ای سیدنا الامام الاعظم وادرکته صلوٰة الصبح وقال کیف اقنت بحضرة الامام وهو لا یقول.

یہ محققین عظام نسبت اس قول امام شافعی کے ارشاد فرماتے ہیں:

ان الامام الشافعی انّما فعل ذٰلک فتحاً لباب الادب مع الائمة المجتهدین.

امام المحققین حجۃ الاسلام علامہ غزالی احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفة قدس اللّٰه روحه فلقد کان ایضاً عابداً زاهداً عارفاً باللّٰه خائفامنه مریداً وجه اللّٰه تعالٰی بعلمهٖ .

اور تفصیل اس اجمال کی حسب تحقیق ائمہ دین علمائے محققین نے بیان فرمائی ہے تا آنکہ ارشاد

فرمایا:

اما علمه بامور الآخرة وطرق الدين ومعرفتهٖ باللّٰه فيدل عليه شدة خوفه من اللّٰه زهادهٖ فى الدنيا.

بالجملہ ذات بابرکات جناب امام ہمام علیہ الرحمۃ ہر طرح عدیم المثال مثل آپ کا صفات کمالیہ میں عالم سے معدوم، آپ طاعت میں یکتا، عبادت میں یگانہ ورع میں فرد، عفت میں طاق، زہد میں وحید، اتقا میں فرید، علوم میں مشہور آفاق تھے۔

رزقنا اللّٰه اتباعه و حفظنا و جميع المسلمين من سوء الاعتقاد والافساد والبغض والتعصب والعناد آمين يا رب العالمين بحرمة سيدالانبياء الامجاد صلى الله عليه وعلٰى آلهٖ وصحبهٖ واولياء امته و علينا ببركاتهم الى يوم التناد.

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۱ رشمارہ ۷/۸، ذیقعدہ رذی الحجہ ۱۳۱۵ھ)

دعااورآداب دعا

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ خداوند کریم رؤف رحیم پروردگار مجیب وقریب نے جل شانہ وعز سلطانہ اس آیۂ کریمہ میں اپنی رحمت خاصہ ورافت مخصوصہ کیا ظاہر وباہر جلوہ قبولیت واجابت دعااورعرض مقصدو مدعا کا دکھایا اوراپنے حبیب وکریم نبیٔ کریم رؤف رحیم کی پیاری امت مرحومہ کوکیسے کیسے پیارے طریقے اورنرالی شان سے اپنی بارگاہ رافت ودربار رحمت میں حاضری کا طریقہ تعلیم وتلقین فرمایا ہے کہ ''او بےقرارو! دوڑوچلودراجابت کھلا باب قبولیت واہےہم سادینے والاتم سامانگنے والاکوئی ہے؟ ہرگزنہیں، یہ کنایہ کس حدصراحت تک غورکروپہنچاہواہے۔طریقۂ دعااس میں موجود،شرائط دعا کا اس میں اشارہ،دینے کا اس میں کھلا ہوا وعدہ،اجابت طلب سے پہلے اپنے منشا پرمستعدو آمادہ،شرائط کا بھی قبل ازسوال بیان طریقۂ طلب کا بھی اعلان،آخرمیں قبولیت کامژدہ **کما لا یخفی علی من له بصر و بصیرة.**

دعا کامفہوم:

حضرات دعا کامفہوم شرعی صرف اسی قدر ہے کہ دربارالٰہی وبارگاہ کبریائی میں بندوں کاالتجا کرنااپنی خواہشوں کا چاہنا،حاجتوں کا مانگنا،حصول مقاصدووصول مراد کاہردم امیدواررہناتصریحاً آیات بینات محکمات غیرمتشابہات ومنصوصات قطعیات احادیث وآثارحضرات اصحاب اخیارو اہل بیت اطہارواولیائے ابرار سے امر بالدعا ثابت وعیاں **کما ھو اظھر من الشمس** انبیائے سابقین وصدیقین وشہداء وصالحین (علیہم السلام ورحمہم اللہ) سےعرض مقاصدوحاجات ابین من الامس۔

آیات کریمۃ:

(ا)ادعونی استجب لکم الآیة

(۲)ادعوا ربکم تضرعاً وخفیه.

(۳) واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیومنوا بی لعلهم یرشدون.

(۴) ام من یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء الآیة

منشائے مجموعی اسی قدر رہے کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا تم مانگو میں دوں گا۔

احادیث شریفہ –

(۱)روی ابوهریره رضی اللّٰه عنه انه ﷺ قال لیس شی اکرم عنداللّٰه تعالی من الدعا الحدیث

(۲) قال اسئلوا اللّٰه تعالی من فضله فانه یحب ان یسأل الحدیث

(۳)روی النعمان بن بشیر رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قال ان الدعاء هو العبادة ثم قرا ادعونی استجب لکم وقال الدعاء مخ العبادة

(۴)عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من لم یدع اللّٰه سبحٰنه غضب علیه الحدیث

وغیر ذلک من الاحادیث الصحیحة المشهورة.

کس کس تصریح سے عیاں ہے کہ اللہ پاک کو مانگنا بہت محبوب و مرغوب ہے۔ دعا داخل عبادت واصل عبادت ہے بفحوائے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ دعا ایک سر ہے اسرار ربوبیت سے درمیان خالق ومخلوق **فیما بین عبد و معبود** کے اگر بندہ دعا نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ جلال فرماتا ہے **نعوذ باللّٰه من غضبه.**

ادعیہ انبیائے عظام (علی سیدہم وعلیہم السلام) خود قرآن مجید میں جابجا مذکور ومسطور، آفتاب سے زیادہ روشن، ماہتاب سے زیادہ تاباں، السنۂ اصحاب صدق وصفا پر معروف ومشہور حضرت سیدنا ابو البشر سے تا سیدنا روح اللہ ادعیہ متبرکہ رسل کرام سے دفاتر معمور۔

دعا قبول کیوں نہیں ہوتی:

اب غور طلب یہ امر ضرور ہے کہ آثار اجابت کیوں ظاہر نہیں ہوتے تخلف وعد داخل محالات قطعیہ ہے معترضین و مانعین دعا کو اچھا محل اعتراضات ہاتھ آتا ہے متوہمین کو بڑے بڑے توہمات کا موقع ملتا ہے، جو بادی النظر میں گنجائش پذیر صغیر وکبیر دہر برنا و پیر ہے الا بنظر غائر ذرا بھی اگر کام لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ تمام تر توہمات وسارے اعتراضات کی تار عنکبوت سے زیادہ حقیقت نہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ اوہن واضعف ہے قبولیت کے جو اسباب و آثار اجابت کے جو انوار و اسرار ہیں اُن کے طرق مخصوصہ میں جن کے لیے نظر بصیرت درکار ہے بلکہ ایسی حالت میں قبولیت سے دعا کا محروم رہنا وساوس وخطرات کا پیش آنا اس کا سبب اپنی تقصیر و کوتاہی اور مخالف اوامر ونواہی نہیں تو اور کیا ہے شرائط وآداب دعا کا ملحوظ نہ ہونا یہی تو اپنے مقاصد وامیدوں سے ہاتھ دھونا دیدۂ دانستہ ملتی ہوئی نعمت الٰہی کو کھونا ہے۔

حضرات بمقتضائے وعدہ حقہ جناب الٰہی ومطابق ارشاد حضور رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر بارگاہ کبریائی سے مانگ کر کچھ پانے کا خیال ہے تو ذرا شرائط کا ایفا لازم سمجھ کر ظاہراً و باطناً خاشعاً وخاضعاً متوجہ ہوکر باخلاص قلب اوقات مسنونہ پر مانگو تو سہی پھر منھ مانگی مراد نہ پاؤ تو کہنا لیکن یہ خوب خیال رہے کہ مطلب حرام نہ ہو۔

حضرت ابن عطا نے فرمایا:

للدعاء ارکان واسباب واوقات فان وافق ارکانه قوی وان وافق مواقیته فاز وان وافق اسبابه انجح فارکانه حضور القلب والرقة والاستکانة والخشوع وتعلق القلب بالله وقطعه عن الاسباب ومواقیته الاسحار واسبابه الصلوٰة على النبی ﷺ.

شرائط وآداب دعا۔ منجملہ آداب اول اوقات دعا کا معظم ومحترم مبارک ومتبرک ہونا ہے جیسے سال میں یوم مسعود عرفہ، شہور میں ماہ مبارک رمضان، ایّام میں یوم سعید جمعہ، اوقات میں وقت سحر یا آخر شب یا بعد ادائے فرائض پنج گانہ، لیالی میں لیلۃ القدر۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وبالاسحارهم يستغفرون

ہمارے نبی کریم ارشاد فرماتے ہیں:

ينزل اللّٰه كل ليلة الى سماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر فيقول من يدعونى فاستجيب له من اسألنى فاعطيه من يستغفرلى فاغفرله.

دیکھو واقعہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے دعا ہائے سحری کا نتیجہ پایا جو رب مجیب وسمیع وقریب نے فرمایا **قد غفرت لهم وجعلتهم انبياء.**

دوسرے شرافت احوال دعا بھی ضرور ہے جیسے حالت آراستگی صفوف وزمان نزول باران رحمت واقامت نماز فرض درمیاں اذان وتکبیر:

قال ابو هريرة رضى اللّٰه عنه ان ابواب السماء تفتح عند زحف الصفوف فى سبيل اللّٰه وعند نزول الغيث وعند اقامة الصلوة المكتوبة فاغتمتوا الدعاء فيها

حضرت مجاہد نے فرمایا:

ان الصلوة جعلت فى خير الساعات فعليكم بالدعاء خلف الصلوات

اب اُن بیباکان نابکار سے کیا کہا جائے جو دیدۂ انصاف پر بے حیائی کی پٹی باندھ کر صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ نماز پنج گانہ کے بعد دعا مانگنا خدائے کریم کے دربار میں ہاتھ اُٹھانا نہ چاہیے والعیاذ باللہ۔

تیسرے استقبال قبلہ اور ہاتھوں کا پھیلانا اور اتنا اُٹھانا کہ بغلوں کی سپیدی نظر پڑے:

روى جابر ابن عبداللّٰه رضى اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ اتى الموقف بعرفته واستقبل القبلة ولم يزل يدعوا

اور فرماتے ہیں:

ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان اللّٰہ حی کریم یستحي من عبده اذا رفع يديه اليه ثم يردهما صفرا

اور بعد دعا ہاتھوں کا منہ پر پھیر لینا اور وقت دعا نظر جانب آسمان نہ اُٹھانا بھی داخل شرافت احوال ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لينتهين اقوام عن رفع ابصارهم الى السماء عندالدعاء وعن سيدنا ابن عباس رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دعوت اللّٰہ فادع ببطون كفيك ولاتدع بظهورهما فاذا فرغت فامسح بهما وجهک.

چوتھے وقت دعا آواز نہ سخت تر بلند ہو نہ نہایت پست حالت متوسط چاہیے:

كما روى سيدنا ابو موسىٰ الاشعری رضی اللّٰہ عنه حالة الياس فی رفع الصوت وقال قال رسول اللّٰہ ﷺ ياايهاالناس ان الذين تدعونه ليس باصم ولا غائب ان الذى تدعونه بينكم وبين اعناق ركابكم.

پانچویں وقت دعا تضرع وزاری حالت خواری وانکساری ہے نہ تکلف وسجع وغیرہ:

كما قال النبی ﷺ اياكم والسجع فی الدعاء

اور خواہش بھی موافق ماثور رہو اور اعتدا یعنی تجاوز عن الحد نہو:

قال ﷺ سيكون قويم يعتدون فی الدعاء.

چھٹے وقت دعا خشوع وخضوع خوف وخشیت ورہبت ودہشت بھی لازم ہے دعا مانگنے والا یوں سمجھے کہ حاکم حقیقی کے روبرو کھڑا ہوں وہ مجھ کو دیکھتا ہے:

قال عليه الصلوٰة والسلام اذا احب اللّٰہ عبداً ابتلاه حتى يسمع تضرعه الحديث.

یہاں قابل لحاظ یہ امر ضروری ہے کہ حکام ظاہری کے حضور میں حضار کی کیا حالت ہوتی ہے اور ذرا سی بے اعتدالی میں کیا الزام تحقیر عدالت قائم ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ اور پھر کہاں تک نوبت پہنچتی

ہے کہ معاذ اللہ پھر دربار احکم الحاکمین جلیل جبار خالق آسمان وزمین کا تو مرتبہ ارفع واجل ہے اور اعظم واولی وللہ المثل الاعلی۔

ساتویں وقت دعا اجابت کا یقین پورا پورا اور مقبولیت کا قطع اور جزم کامل ہو اور قلب سراسر حاضر ومتوجہ الی اللہ المجیب السمیع القریب ہو:

قال ﷺ ادعوا اللّٰہ وانتم موقنون بالاجابۃ وان اللّٰہ عزّوجل لا یستجیب دعاءً امن قلب غافل الحدیث.

خیال کرو جب شیطان سا رجیم مردود لعین ومطرود دعا کرے اور قبول ہو پھر کیا وجہ کہ ہماری دعا شرف قبولیت سے محروم رہے وہی خشوع وخضوع کا مشغولی قلب کا شرائط وآداب کا نہ ہونا حالت تذبذب کا پایا جانا زبان سے دعا کرنا اور دل کا خیالات مختلفہ میں پھنسا ہونا:

بر زباں تسبیح و در دل گاؤخر — ایں چنیں تسبیح کہ دارد اثر

اور بھی تکرار دعا بار بار اعادۂ مدعا باطمینان تمام شرط دعا ہے لو فرضنا اگر مدت اجابت کا وقفہ بھی اپنے خیال میں حد سے زیادہ ہو جائے تاہم امید اجابت ورجاء قبولیت پوری پوری علی حالہ رہنا چاہیے نہ منقطع ہو جانا تعجیل سے احتراز لازم وقت ظہور آثار وانوار مقبولی دعا حمد وشکر گزاری نعمت باری ضرور۔

اور قبل وبعد دعا ذکر الٰہی درود شریف ہدیۂ روح اطہر جناب خیر البشر رسالت پناہی لوازم وشرائط دعا سے ہے:

کما ورد فی الخبر عن سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسّلام. اذا سألتم اللّٰہ حاجتہ فابدء وابالصلوۃ علی فان اللّٰہ اکرم من ان یسأل حاجتین فقیضی احدھما والاخری.

ابوسلیمان رازی نے کہا:

من اراد ان یسال اللّٰہ حاجتہ فلیبدء بالصلوۃ علی النبی ﷺ ثم یسالہ حاجتہ ثم یختم بالصلوۃ علیہ فان اللّٰہ تعالی یقبل الصلوتین وھو اکرم من ان یدع ما بینھما الحدیث.

حدیث شریف میں ہے:

الدعاء بین الصلوتین علی لایردّ.

دوسری حدیث میں ہے:

کل دعاء محجوب دون السماء فاذا جاء ت الصلوة علیّ صعدالدعاء الحدیث.

حضرات قرأت درود شریف کی یہ فضیلت کہ دعا بغیر اس وسیلہ کے مقبول بارگاہ نہیں۔ سچ ہے بے وسیلہ اس نبی کریم رسول رؤف رحیم کے کیا مل سکتا ہے، اس دربار سے مطرود بارگاہ الٰہی سے مردود ہے۔ توسل کے انکار کا مرض مہلک بھی جو ایمان کھو کر رہے گا، اسی قوم ناپاک نجدیہ بیباک کے گھر سے پھیلا والعیاذ باللہ خدا شیطان کے وساوس سے پناہ دے کس کس طرح سے بہکا تا ہے احادیث صریحہ وصحیحہ وآیات بینات وآثار شریفہ سے اجازت بلکہ حکم توسل ثابت قدیماً تمام امت کے علما محدثین فقہا متکلمین مفسرین کا باجماع معمول بہ ومعتمد علیہ پھر ایسے مسائل میں چون و چرا کرنا اپنے ایمان کا خون بہانا نہیں تو اور کیا ہے **ولا حول ولا قوة الا باللّٰه.**

اور اصل الاصول شرائط ولب لباب مقصود جو ادب باطنی ہے وہ یہ ہے کہ قبل از دعا معصیت سے توبہ خالص بصدق واخلاص بہ لحاظ شرائط توبہ اور اپنی بداعمالی پر کامل ندامت وآئندہ عدم قصد ابتلا اور ردمظالم وحقوق العباد وتوجہ الی اللہ الوہاب ضرور ہے ورنہ کیسی دعا اور کہاں اثر قبولیت بدوں اس کے دعا کی رسائی بارگاہ کبریائی میں معلوم اور یہی وجہ وجیہ ہے کہ ہماری دعائیں اثر قبولیت سے محروم ذرا غور طلب ہیں پچھلے وقائع اگلی حالات۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کے مبارک عہد میں ایک سال سخت قحط ظاہر تھا وہ خشکی پڑی کہ اللہ کی پناہ مخلوقات میں عجب کہرام برپا تھا آخر الامر حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مع جماعت بنی اسرائیل مرۃ بعد اولی و کرۃ بعد اُخری بقصد دعا وصلوٰۃ استسقا جنگل میں تشریف فرما ہوئے اور متوجہ بدعا لیکن ہرگز کسی طرح آثار قبولیت ظاہر نہ ہوئے جب یاس بنی اسرائیل حد سے گزر گئی اور پریشانی اپنی انتہا سے بڑھ گئی ناگاہ وحی الٰہی ہوئی:

یاموسی انی لا استجیب لک ولمن معک وفیکم نمام

یعنی اے موسیٰ تمہاری اور تمہارے ہمراہیوں کی دعا کیسے قبولیت پاسکتی ہے جب تم میں ایک نمّام یعنی چغل خور موجود ہے۔

اللہ اللہ یہاں سے ظاہر کہ ایک معصیت شعار بدکردار کی بداعمالی نے وہ رنگ دکھایا کہ زمانہ پریشان تھا، نبی وقت حیران تھے، یہ سن کر حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے درخواست کی خدایا وہ کون ایسا ہے جس کی شامت نے عالم کو خرابی و تباہی میں ڈالا ہے معلوم ہونا چاہیے کہ اپنی جماعت سے نکال دیں ارشاد ہوا **انہٰکم عن النمیمة فاکون نماماً**. اے موسیٰ تم کو ممانعت ہوا اور خود وہ فعل اختیار فرمایا جائے اُس وقت حضرت نے جماعت حاضرہ سے ارشاد فرمایا:

توبوا باجمعکم عن النمیمة

سب کے سب چغل خوری سے توبہ خالص کرو جب ساری جماعت نے بصدق واخلاص توبہ کی اور بصد گریہ وزاری **خاشعاً وخاضعاً متوجه الی اللّٰه** ہوکر دعا مانگی فوراً دریائے رحمت الٰہی نے جوش مارا اور مینھ برسنے لگا اور عالم سیراب وشاداب ہوگیا۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ زمانۂ بنی اسرائیل میں ایک بار ہفت سالہ قحط پڑا **نعوذ باللّٰه تعالیٰ منه** یہاں تک نوبت پہنچی کہ آدمی مردار کھانے لگے، معاذ اللہ اپنے بچے بھوک میں کھا گئے۔ آخر مجبور آ کر آبادی چھوڑ کر پہاڑوں میں جا کر رونا پیٹنا شروع کیا لیکن کچھ فائدہ نہ دیا اثر اجابت دعا ظاہر نہ ہوا، بالآخر جب پریشانی و بے قراری حد سے گزری پیغمبر وقت پر وحی نازل ہوئی، اگر چلتے چلتے قدم گھس جائیں، دعا کرتے کرتے زبانیں گونگی ہو جائیں، ہرگز کوئی دعا تمہاری ہمارے بارگاہ میں قبول نہ ہوگی، کسی رونے والے پر رحم نہ ہوگا تا آنکہ ردّ مظالم نہ ہو اہل حق کے حقوق اُن کو پھیر نہ دیئے جائیں۔ یہ سنتے ہی سب نے توبہ کی اہل حق کے حقوق اُن کو پھیر دیئے نہایت عجز وزاری خشوع وخضوع صدق واخلاص حضور قلب سے دعا مانگی فوراً باران رحمت نازل ہوا، غبار کلفت سالانہ ایک دم میں دلوں سے دھو دیا۔

مالک ابن دینار علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں قحط سخت پڑا اور چند بار بطلب باران جنگلوں میں جا کر دعا کی اصلا قبول نہ ہوئی تا آنکہ نبی عہد پر وحی آئی اس قوم سے کہہ دو کہ تم

ناپاک بدنوں سے ہمارے دربار میں آئے ہو وہی ہاتھ جن سے پیہم خوں ریزیاں کیں ہیں میرے سامنے پھیلائے ہو،تم نے حرام مال سے اپنا پیٹ بھرا ہے اس وقت میرا غضب تم پر اُترا ہے ایسی حالت میں ہم سے قرب محال یہ افعال باعث دوری وہلاکت وو بال یہ وقت قرب واجابت نہیں.

حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کے مبارک عہد میں ہنگام قحط وخشک سالی اُن کی قوم نے بقصد دعائے بارش باران جنگل کا ارادہ کیا جب یہ لوگ جمع ہوئے حضرت روح اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجمع حضار سے گناہگار کنارہ کریں یہ سنتے ہی سوائے ایک شخص کے سب جماعت چلی گئی وہی ایک شخص باقی رہ گیا،آپ نے پوچھا اے شخص کیا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں مگر یہ کہ میں عبادت الٰہی میں مشغول تھا نماز پڑھ رہا تھا ناگاہ ایک عورت میرے نزدیک ہو کر نکلی اور میری نگاہ اُس کے طرف جا پڑی اور آنکھ میری اُس طرف اُٹھ گئی جب میں نماز سے فارغ ہوا آنکھیں اپنی حلقۂ چشم سے نکال کر سرراہ اُس کی جانب پھینک دیں، پس یہ سننا تھا کہ حضرت روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا اے شخص تو دعا کر میں آمین کہوں چنانچہ بمقتضائے الامر فوق الادب برطبق ارشاد والا اُس نے دعا کی آپ آمین فرماتے تھے ناگاہ خوب پانی برسا عالم ہرا بھرا ہو گیا۔

ایک روایت مالک ابن دینار علیہ الرحمہ سے یہ بھی ہے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے میرے پاس آ کر واسطے باران رحمت کے دعا چاہی میں نے بجواب اُن لوگوں سے کہا اے لوگو تم بارش باران میں دیر سمجھتے ہو میں پتھروں میں دیر جانتا ہوں یعنی خطائیں ہماری اس حد کو پہنچ گئی ہیں کہ بجائے آب رحمت غضب کے پتھر برسیں۔

حضرات آپ سمجھئے کہ کیوں اجابت دعا سے ہم کو محرومی ہے یا اب بھی کچھ محل تامل ہے۔

اب نہ باقی رہا مگر وہ خدشۂ مشہورہ جس کو ہر مخالف دعا معرض جدال میں اپنا مستند ومعتمد بناتا ہے اور کبھی دلیل عقلی اور کبھی برہان عقلی اُس کے اثبات کے لیے پیش لاتا ہے یعنی مسئلہ تقدیر ازلی الٰہی کے جب سب امور بقضاء الٰہی قدیم سے مقدر ہو چکے اور اُن کا پلٹنا بدلنا ممتنع ٹھہرا کہ **ما ثبت قدمه امتنع عدمه** تو اب دعا کا کیا اثر مرتب ہوسکتا ہے تقدیر الٰہی میں جو امر طے ہو چکا وہ ہو کر رہے گا نہ دعا فائدہ دے نہ التجا، نہ تعویذ نہ گنڈے نہ عمل نہ خدا کے دربار میں عرض وفریاد وبکا خود

جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت کا ارشاد ہے **قدر اللّٰہ المقادیر قبل ان یخلق الخلق** عالم کے پیدائش سے پہلے سب امور مقدر چکے و **ایضا جف القلم بما ھو کان** جو بات ہونے والی تھی اُس کو قلم قدرت لکھ چکا اب کچھ بدل نہیں سکتا سو اس کا جواب باصواب بھی مشہور نزدیک و دور و پسندیدہ ہر ذی شعور اور کتب متداولہ میں بتوضیح تمام مسطور جس کا خلاصہ اس مقام میں مذکور، دعا بھی منجملہ اسباب قدرت ایک سبب ہے جیسے دوا ازالۂ مرض کے واسطے کھانا پینا دفع گرسنگی و تشنگی کے لئے دوا دوش تلاش معاش کے لیے حالانکہ یہ سب امور مقدر ہو چکے ہیں پھر ان اسباب کے برتنے سے جو فائدہ حاصل ہے وہی دعا سے ہے اس بنا پر دعا کے فائدہ سے انکار کرنا گویا تمام نظام ہستی کو معطل کر دینا ہے تکالیف شرعیہ کو باطل اسباب عادیہ کو محض بے کار ٹھہرانا ہے ہاں ہاں جس طرح اور سب امور مقدر بتقدیر قدیم ہو چکے یوں ہی دعا بھی تو مقدر ہو چکی پھر مقدر چیز کا انکار بھی تو اس تقدیر پر سفسطہ ٹھہر گیا اہل حق فرماتے ہیں:

القول فی الدعاء کالقول فی باب الکسب والرزق فانه مودع

لا یزیده الطلب ولا ینقصه الترک

پھر کیا وجہ کہ دنیا کے تمام اسباب میں انہماک ہو تلاش معاش کے لیے ہر امیر کے دروازہ کی خاک چھانی جائے صبح سے شام تک عام اسباب میں پابندی رہے، لیکن دعا کے نام پر مسئلہ تقدیر یاد آئے **ولاحول ولا قوۃ الاباللّٰہ**

یوں تو ہر امر بلا واسطۂ قدرت الٰہیہ ازلیہ وارادہ قدیمہ قدسیہ کے اثر تعلق سے صادر ومجعول ہے لیکن اُس حکیم جلیل نے اپنی حکمت قاہرہ سے اسباب ومسببات میں ایک قسم کا علاقہ قویہ ودیعت فرمایا ہے جس کا انکار سفسطہ صرفہ ہے اور وہ علاّم الغیوب اپنے علم ازلی غیر متغیر سے ازل سے یہ بات جانتا ہے کہ فلاں شخص اگر فلاں دعا کرے گا تو اُس کا فلاں کام ہرگز انجام نہ پائے گا اور اگر دعا کرے گا تو وہ دعا اُس کا سبب بنادی جائے گی اور کام انجام پا جائے گا یہ ہے تقدیر معلق اور مثلاً اس امر و دعا کی نسبت یہ بھی جانتا ہے کہ وہ ضرور دعا کرے گا اور وہ دعا سبب بن جائے گی اور اُس کا کام ضرور پورا ہوگا یہ ہے تقدیر محکم، پس من حیث السببیت تاثیر دعا سے کوئی ایمان والا انکار نہیں کر سکتا جیسا کہ اعمال صالحہ کی طرف زیادت عمر اور اعمال سئیہ کی طرف نقصان عمر منسوب ہوتا ہے

حالانکہ اعمار و آجال سب مقطوع و مقدر ہیں اور اس انتساب کی وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ:

ان اللّٰہ کان یعلم انہ لولم یفعل ھذہ الطاعۃ لکان عمرہ اربعین سنۃ لکنہ علم انہ یفعلھا ویکون عمرہ سبعین سنۃ فیستند ھذہ الزیادۃ الی تلک الطاعۃ بناءً علی علم اللّٰہ انہ لولاھا لما کانت تلک الزیادۃ فقط

کما ھو مصرح فی کتب الفن واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم.

(تحفۂ حنفیہ پٹنہ، ج ۴/شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۸ھ)

سنت تراویح

حسب تصریح و تنقیح و تحقیق و تدقیق محققین حنفیہ و جمہور اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ تعالیٰ ماہ مبارک رمضان شریف میں بعد فرائض عشا و قبل وتر بجماعت مسنونہ اہل اسلام پر بشرائط و لوازم نماز مفروضہ ادا کرنا بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہے۔ حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے بایں خیال کہ مبادا امت پر یہ نماز فرض ہو جائے باوجود رغبت الی الطاعۃ مواظبت ترک فرمائی اور عذر ظاہر فرما دیا لیکن خلفائے راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم اجمعین کی مواظبت اور سیدنا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہتمام و التزام جماعت پورا پورا ثابت ہے، جیسا احادیث صحیحہ سے عیاں ہے۔

صحیحین میں حضور اُمّ المومنین محبوبہ جناب سید المرسلین حضرت صدیقہ کبریٰ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

انہ علیہ السلام صلی فی المسجد فصلی بصلوۃ ناس ثم صلّی من القابلۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من الثالثۃ فلم یخرج الیھم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا الی خشیت ان یفرض علیکم وقال علیہ السلام انّ اللّٰہ فرض علیکم صیام رمضان وسنۃ قیامہ فمن صامہ واقامۃ ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبہ لیوم ولدۃ امّہ رواہ النسائی وابن ماجۃ واحمد

اور مزید فرماتے ہیں:

علیکم سنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی

غرض تو ارثاً زمانۂ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خلفاً عن سلف اس وقت تک برابر اہل

حق کا سنیت تراویح پر اتفاق ہے اور امامت تراویح بجماعت علی سبیل الکفایۃ سنت ہے کہ اجماع صحابہ کرام کا جماعت پر احادیث صحیحہ وصریحہ سے ثابت ہے:

عن عبدالرحمٰن قال خرجت مع عمر ابن الخطاب ليلة فی رمضان الی المسجد فاذ الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل بنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلوٰۃ الرهط فقال عمر انی اریٰ لو جمعت هؤلآءِ علیٰ قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعهم علی ابی ابن کعب الحدیث

اور خود حضور نبی کریم رسول رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادا فرمانا تراویح کو بجماعت چند لیالی ماہ مبارک میں اور بوجہ کثرت ورغبت اصحاب کرام بخوف افراض علی الامت ترک جماعت وعدم مواظبت ماثور ومنقول ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر حضور کو یہ خیال امت بیکس وضعیف لاحق حال نہ ہوتا ضرور استمراراً جماعت کثیرہ سے تا زمانہ وصال ادا فرماتے اور اب کہ بعد وصال حضور محبوب رب متعال وہ خوف باقی نہیں رہا، مانع بھی مرتفع ہو گیا اور فعل صحابہ کرام سنیت و جماعت واداۓ تراویح پر صریحاً دال ہے اب اُس کی سنیت میں کیا مجال قیل وقال ہے۔

علاوہ بریں حدیث جبیر بن نفیل جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پوری اس دعا مدعا کی دلیل ہے:

قال سمعنا مع رسول الله ﷺ فلم یصل بنا حتی بقی سبع من الشهر فقام بنا حتی ذهب ثلث من الشهر وصلی بنا فی الثالثة ودعا اهله ونسائه فقام بنا حتی یخوفنان ان یفوتنا الفلاح فقلت وما الفلاح قال السجود رواه ابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجة واحمد و قال الترمذی حدیث حسن صحیح

محققین کرام ومحدثین عظام بعد نقل اس حدیث کے کتب فن میں ارشاد فرماتے ہیں:

فقد ثبت انه علیه السلام صلاها بالجماعة علی سبیل

التداعی ولم یجرها مجری سائر النوافل وانما عدم المواظبة لذٰلک العذر.

پس ترک تراویح بلاعذر شرعی کسی حال میں جائزنہیں تارک تراویح بلاشبہ تارک سنت وگنہگار ہے۔

اب چندروایات فقہیہ ملاحظہ ہوں:

روی الحسن عن ابی حنیفة ان التراویح سنة لا یجوز ترکها ای لاینبغی قال الصدر الشهید هوالصحیح وفی جامع الفقه التراویح سنة موکدة وکذا فی الفتاویٰ وغیرها

ہدایہ میں ہے:

یستحب ان یجتمع الناس فی شهر رمضان بعد العشا فیصلی بهم امامهم خمس ترویحات کل ترویحة بتسلیمتین ویجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحة ثم یوتربهم ذکر لفظ الاستحباب والاصح انها سنة کذا روی الحسن عن ابی حنیفة لانه واظب علیها الخلفاء الراشدون والنبی علیه السلام بین العذر فی ترک المواطبة وهو خشیة ان مکتب علینا والسنة فیها الجماعة لکن علیٰ وجه الکفایه

کمال الدین ابن ہمام فرماتے ہیں:

فیه تغلیب اذلم یوو کل الخلفاء الراشدین بل عمر وعثمان وعلی.

غنیۃ المستملی میں ہے:

من السنن الموکدة التراویح واقامتها بالجماعة سنة ایضاً علی سبیل الکفایة حتی لو ترک اهل المحلة کلهم الجماعة وصلوا فی بیوتهم فقد ترکوا السنة وقد اساؤ انی ذٰلک وایضاً فیه التراویح عند نا عشرون رکعة بعشر تسلیمات وهو

مذهب الجمهور وقال فی سنده وللجمهور مارواه البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر یقومون بثلث وعشرین رکعة وفی المغنی عن علی انه امر رجلاان یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة قال وھٰذا کالاجماع قال البیهقی والثلاث فی حدیث ابن رومان هی الوتر ولکنه لم یدرک عمر فیکون منقطعاً وهو حجة عندنا وعند مالک .

قاضی خان میں ہے:

التراویح سنة موکدة للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول اللّٰه ﷺ الٰی یومنا ھٰذا وھٰکذا روی الحسن عن ابی حنیفة انها سنة لاینبغی ترکها حتی قال ولاهل السنة والجماعة ماجاء عن رسول اللّٰه ﷺ انه قال فی شان رمضان فرض اللّٰه تعالٰی علیکم صیامه وسنة لکم قیامه واظب علیها الخلفاء الراشدون واقامها ازواج النبی النبی ﷺ نحو عائشة وام سلمه خلف ذکران واثنی علی عمر ودعاله بالخیر فقال نوراللّٰه مضجعه کما نور مساجدنا وانما لم یوا اظب النبی ﷺ خشیة ان مکتب علینا وایضاً فیه خشیت انها سنة وقال الحاصل ان الجماعه سنة علٰی وجه الکفایة وقال مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی ماروی الحسن عن ابی حنیفه قال القیام فی شهر رمضان سنة لاینبغی ترکها یصلی اهل کل مسجد فی مسجدهم کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویحات بعشر تسلیمات یسلّم فی کل رکعتین وله ماروی عن ابن عباس انه قال کان رسول

اللّٰہ ﷺ یصلی عشرین رکعة فی شھر رمضان ثم کان یوتر بثلاث بعدھا خص الرمضان بالذکر فالظاھر انه اراد به التراویح وھو المشھور من الصحابة والتابعین رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین .

واسطے اہل حق ویقین کے اسی قدر پر قناعت ہے، باقی مجادلین متعسفین یا منکرین متعصبین کا علاج سوائے توفیق الٰہی اور کیا ہوسکتا ہے، زیادہ تفصیل اور جواب ورد مقابلین کتب مبسوط ورسائل مستقلہ میں جو اس باب خاص میں منجانب اہل حق مطبوع ومشتہر ہوچکی ہیں موجود ہے من شاء ف یراجع الیھا.

اب باقی رہا بروز ختم قرآن مجید زینت مساجد اور بعد ختم بیسویں رکعت میں متفرق آیات کے تلاوت وسورہ اخلاص کی تکرار سو یہ مستحبات ومستحسنات شرعیہ سے ہے، تنویر وتزئین مساجد خود فعل صحابہ کرام سے ثابت جیسا کہ نور اللّٰہ مضجع عمر کما نور مساجد نا سے ظاہر روشن ہے اور حسب تحقیق فقہائے کرام ومحدثین عظام بہ فحوای آیة کریمہ اِنَّمَا یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ الآیہ، لفظ عمارت بناء مساجد وصفائی وتنویر بالمصابیح وتعظیم وممانعت کلام دنیا وغیرہ وغیرہ سب کو شامل ہے غنیۃ میں متعلق احکام مسجد بیان فرمایا ہے:

العمارة یتناول رم ما استرم منھا وکنستھا و تنظیفھا وتنویرھا بالمصابیح وتعظیمھا ملخصا۔

اور تکرار سورۂ اخلاص وضم آیات مستحسن ومعمول بہ مشائخ وائمہ بلاد وامصار کا ہے غنیۃ المستملی میں ہے:

وقراءة قل ھواللّٰہ احد ثلاث مرات عند ختم القرآن لم یستحسنھا بعض المشایخ وقال الفقیه ابواللیث ھذا شیء استحسنه اھل القرآن وائمه الامصار فلا باس به وقال قاضی خان وقرءة سورة الاخلاص ثلث مراة عند ختم القرآن استحسنه مشایخ العراق.

اور غنیۃ میں ہے:

وفی الولوالجیہ من یختم القرآن فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعۃ الاولٰی یرکع ثم یقوم فی الرکعۃ الثانیۃ ویقرء بفاتحۃ الکتاب وشیء من سورۃ البقرۃ لان النبی ﷺ قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم الفاتح .

وفی ھٰذا کفایۃ لاولی الابصار واللھم للصدق والصواب ھو اللّٰہ العزیز الغفار .

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۲/شمارہ ۳، رجب ۱۳۱۷ھ)

☆☆☆

ندائے یارسول اللہ ﷺ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہتا ہے، جب اُس سے کہا گیا کہ تو خدا کا نام کیوں نہیں لیتا تو اس نے کہا مجھے اللہ کے ذکر سے انحراف نہیں اس میں بھی تو خدا کا ذکر ہے۔ مجھے جناب رسول مقبول ﷺ کی محبت ہے اس وجہ سے عادت ہوگئی ہے اور میں اس عادت کو نہ چھوڑوں گا، نہ چھوڑنا چاہتا ہوں؟

شخص مذکور کے متعلق ایک مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ "اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ ﷺ خود رسول خدا ﷺ اور طریقہ صحابہ کرام کے خلاف ہے، اس کو ترک کرنا چاہیے، جس طرح حکم ہے اُسی طرح کیا جائے یعنی ذکر اللہ کیا جائے اور آنحضرت ﷺ پر درود پڑھا جائے، درود کی جس قدر کثرت ہو بہت اچھا ہے اور موجب اجر عظیم ہے"۔

دوسرے عالم صاحب فرماتے ہیں کہ "کھڑے بیٹھے لیٹے یعنی سب وقت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا واجب یا مستحب نہیں ہے اور فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کا نام ذاتی ہو یا وصفی مثلاً محمد یا نبی اللہ، یارسول اللہ ﷺ کہے مجلس میں اپنی زبان سے یا غیر کی زبان سے سنے امام طحاوی کے نزدیک ہر بار میں اور دوسروں کے نزدیک پہلی بار میں درود بھیجنا واجب ہے، باوجود اس کے اگر بندہ اُٹھتے بیٹھتے وقت خدائے تعالیٰ کا نام نہ لے کر اور اُس کو یاد نہیں کر کے یارسول اللہ فقط بلا درود ہر وقت کہتا رہا تو اللہ تعالیٰ کے ہر دو حکم کے خلاف کرنے والا ثابت ہوگا پس اس سے وہ گنہگار رہو گا" انتہی ملخصاً۔

کیا ان مفتی صاحبان کے جوابات صحیح ہیں؟ کیا درحقیقت وہ گنہگار رہو گا؟ کیا واقعی یارسول اللہ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے کہنا ناجائز ہے۔؟

الجواب - کسی شخص کا بہ تکرار یارسول اللہ کہنا اُٹھتے بیٹھتے یہ نام مبارک لینا کسی طرح خلاف طریقہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور مخالف طریقہ صحابہ کرام نہیں ہے جو قابل الترک سمجھا جائے اور نہ اس نام پاک کی تکرار سے کوئی مخالفت شریعت ہے جو یہ شخص گنہگار سمجھا جائے، اُس

شخص کا یہ کہنا کہ بوجہ محبت رسول کریم میری عادت ہوگئی ہے اوراس عادت کو نہ چھوڑوں گا حق بجانب اُس کے ہے، کیونکہ ذکر محبوب بے شبہ محبوب قلوب ومرغوب ہے اور ذکر محبوب سے قطعاً تسلی قلوب ہے، کثرت ذکر محبوب کو علاقہ محبت قرار دیا گیا ہے دیکھو شفا قاضی عیاض اوراس کی شرح میں ہے:

ومن علامات محبة النبی ﷺ کثرة ذکره له قال علی القاری ای فی الحالات والاوقات (فمن احب شیئا اکثر ذکره) قال الشارح قوله من احب شیئاً اکثر ذکره حدیث رواه الدیلمی فی مسند الفردوس عن عائشة رضی اللّٰہ عنها.

رمز محبت ہی تو ہے کہ خلاق عالم اپنی کتاب مقدس میں اپنے حبیب اکرم ﷺ کا نئے نئے پیرایہ اورعنوان میں مرةً بعد اخری ذکرةً بعد اولی جابجا ذکر خیر فرمارہا ہے۔

اگر صرف یارسول اللہ کہنا بلا درود اور اطلاق اس لفظ کا بلاشمول ذکر خدا مطلقاً خلاف شریعت حضور اقدس وصحابۂ کبار ہوتا اور کہنے والا گنہگار ہوتا تو صحابہ کبار کا مجرد یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا یا محض ندا بالقاب کریمہ واوصاف عظیمہ بغیر نام خدا ودرود شریف خود حضور کیوں گوارہ فرماتے، یہ ایسا امر ہے کہ اس پر التزام صحابہ کرام تھا اور یہی طریقہ عرض مرام جاری رہا اسی کا نام ادب تھا، مخالف منافق پہچانا جاتا تھا۔

یہ کہنا کہ یارسول اللہ کہنے والے پر دو حکم (یعنی نام خدا نہیں لیا، درود نہیں پڑھا) کے خلاف کیا اور گنہگار رہوا یہ قول کب سزاوار ہے جب حیات میں یہ تعامل اصحاب اخیار وپسندیدہ حضور نبی مختار تھا تو اب بعد تشریف لے جانے عالم برزخ کے اس اطلاق میں کیا قباحت پیدا ہوگئی؟ جو مخالفت قرار دے کر قائل کو گنہگار قرار دیا جائے۔

ایسا خیال یا تو بوجہ ندائے غیر اللہ بعد وصال پیدا ہوا ہے یا بر بنائے استعانت بالغیر ہے۔سو اس کا حال یہ ہے کہ پکارنا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قریب سے ہو یا دور سے بطور استعانت واستمداد وفریاد یا بطور ذکر واوراد عند المصیبت ہو یا بلا مصیبت حضرات صحابہ عظام کا معمول مشائخ کرام ومحققین محدثین وفقہائے عالی مقام سے سلفاً وخلفاً قرناً بعد قرنٍ ثابت و

متوارث و ماثور ومنقول ہے۔اول تو نماز ہی میں پنج وقتہ نداوٴ خطاب موجود،اہل حق کے نزدیک علیک اور ایھا النبی مقرر ومعہود، انشاء مراد حکایت و اخبار مفقود ، دیکھو حضرت علامہ امام غزالی فرماتے ہیں:

قبل قولک السلام علیک احضر شخصیه الکریم فی قلبک فانه یبلغ ویرد علیک ماهو الی منه

خوشا قسمت اور زہے نصیب اُس شخص کے کہ یہ تصور وخیال کرے اور ایسی نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ سے سرفرازی پائے، جناب فاروق اعظم کا بعد وصال **بابی انت و امی یا رسول اللّٰه** کہہ کر ندا کرنا مدخل واقتباس الانوار میں مذکور۔

حضرت علقمہ فرماتے ہیں جب مسجد میں جاتا ہوں **السلام علیک ایھاالنبی ورحمة اللّٰه وبرکاته** کہتا ہوں۔حضرت سیدہ بتول بنت رسول علی ابیہا وعلیہا السلام سے وقت دخول مسجد یہ امر منقول دیکھو شفا قاضی عیاض۔

حصن حصین میں ہے:

یا محمد انی توجهت بک الی ربی

بلاتخصیص بسند ثقات مروی حضرت عثمان بن حنیف کا زندگی میں اپنے اہل حاجت کو یہ عمل تعلیم کرنا اور بعدہٗ اُن کی اولاد میں اسی طریقہ کا جاری رہنا عموم پر دلالت کرتا ہے۔شفائے قاضی عیاض میں مروی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا پاوٴں سُن ہو گیا حالت تکلیف میں اُن سے کہا گیا اس وقت وہ نام لو جو سب سے زیادہ تمہارے نزدیک احب ہو،فوراً پکار اُٹھے **یا محمداہ** اُسی دم تکلیف دور ہوگئی اور اُسی میں ہے کہ حضرت زید بن خارجہ کا انتقال ہو گیا،نعش اُن کی جب مکان پر اُٹھا کر لے گئے جب گھر والے رونے لگے اُن کا یہ کہنا کہ حضور نبی امی ہیں اور خاتم النبیین ،اور بعد اس کے **السلام علیک یا رسول اللّٰه ورحمة اللّٰه وبرکاتهٗ** کہتے ہوئے مرجانا۔

استیعاب میں حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ حکومت ابوموسیٰ اشعری میں بمقام بصرہ

فیا قبر النبی و صاحبیه　　　الایاعوننا لا تسمعونا

عرض کرنا۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول

الا یا رسول اللّٰہ کنت رجاء نا وکنت بنا براً ولم تک جافیا

مشہور۔صاحب قصیدہ بردہ شریفہ کہ بڑے محدث ہیں اپنے قصیدہ میں

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

ویا خیر من یمم العافون ساحتہ

اورقصیدہ ہمزیہ میں یارحماً **بالمومنین الی آخرہ** وغیرہ نداوخطاب کرنا، دلائل میں یامحمد یانعم الرسول منقول۔صاحب مواہب کا باب مدح شبیہ نعل مبارک میں فرمانا

یا شبیہ نعل المصطفٰی وروحی الفداء

مقام غور ہے کہ ان روایات میں بلا تقدیم ذکر خدا و بلا شمول درود شریف ساتھ یا نبی و یا رسول وغیرہ نداوخطاب اصحاب اہل بیت کا نام مبارک آپ کا مقرون ہے اور رہے گا۔

تفسیر **ورفعنا لک ذکرک** میں خود حضرت جبرائیل کا یہ پیام **لا اذکر الا ذکرت معی** اور اس کی روایت عبدالرزاق وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وبیہقی نے مجاہد سے متعلق تفسیر **ورفعنا** اور عبد بن حمید وابن جریر وابی حاتم وبیہقی نے دوسری روایت قتادہ سے کی ہے کہ:

رفع اللّٰہ ذکرہ فی الدنیا والآخرہ فلیس خطیب ولا متشھد ولا صاحب صلوۃ الاینادی اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وانّ محمد رسول اللّٰہ

اور سعید بن منصور وابن عساکر وابن منذر نے محمد بن کعب سے اسی آیت کے متعلق فرمایا ہے **اذا ذکر اللّٰہ ذکر ھو.**

درمنثور میں ہے حضرت ابن عباس سے کہ **قال لا یذکر اللّٰہ الا ذکرت معہ**۔دیکھو فضیلت نام مبارک حضور پرنور تو اسی حد تک ثابت ہے کہ اسی ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا اور کمال وتمام ایمان حضور کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ قرار دیا بلکہ خود **جعلت ذکرک ذکری** کا ارشاد موجود ہے **وجعلت تمام الایمان بذکری منک** مروی، علامہ علی قاری شرح میں فرماتے ہیں **وفی نسخہ بذکرک معی وھوالاظھر.**

دوسری روایت شفا میں ہے:

جعلتک ذکراً من ذکری من ذکرک ذکرنی وقال جعفر ابن محمد الصادق لا یذکرک احدٌ بالرسالة الا ذکرنی بالربوبیة.

ان تمام روایات سے بخوبی واضح ہے کہ ذکر رسول کریم عین ذکر خدا پس یہ اعتراض کہ شخص مذکور نے ذکر خدا نہیں کیا بالکل لغو بے سود ہے۔ باقی ہر مرتبہ ذکر مبارک کے ساتھ اتصال درود و سلام قول محقق نہیں کہ اس کی بنا پر شخص مذکور کو گنہگار کہا جائے شخص مذکور کو انسب ہے کہ بعض اوقات الصلوٰۃ والسلام بھی شامل کرلیا کرے تو دوہرا ثواب پائے درود سلام کے بارے میں تو احادیث صحیحہ وراد ہیں کہ فرشتے درود عام مسلمین کا دربار اقدس میں پہنچاتے ہیں خواص اہل محبت کا درود شریف بلا واسطہ خود حضور اقدس استماع فرماتی ہیں۔

حررہ محبّ احمد عبدالرسول قادری حنفی عفی عنہ

(ماہنامہ شمس العلوم بدایوں ج ۳ ر شمارہ ۵ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ)

مسئلہ علم غیب مصطفیٰ

جو چیزیں کہ مخلوقات سے غائب ہیں حقیقتاً اور بالاستقلال علم الٰہی جل شانہ ان کو محیط ہے اور یہی علم خاصۂ ذات کبریائی ہے کما قال وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الاھو یعنی اُسی کے قبضہ میں ہیں غیب کی کنجیاں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اور علم حقیقی ابتدائی واستقلالی ان کا غیر خدا علام الغیوب کسی دوسرے کو نہیں ہے کوئی حصہ علوم غیبیہ الٰہیہ سے کم وبیش بغیر عطائے الٰہی کسی نبی مرسل وولی اکمل کو بھی نہیں مل سکتا اس علام الغیوب نے اپنے غیبی علم سے جس کو جس قدر چاہا عطا فرما دیا، اس عطیہ الٰہی میں ضرور کمی وبیشی کو دخل ہے۔

آیات عظیمہ واحادیث کریمہ میں صاف تصریح وتوضیح ہے کہ غیب مطلق کا حقیقی عالم ودانا خلاق عالم علام الغیوب ہے جل شانہ اور یہ اس کی ذات پاک سے مختص ہے۔ ایسا حقیقی علم تام ومختص سوائے رب العزت عز شانہ وجل عظمتہ کے دوسرے کو ہے نہ ہوسکتا ہے، ہاں البتہ اس علم غیبی میں سے جس قدر جس وقت وحیاً اور الہاماً والقاءً کسی مخصوص ومقرب بندے کو اس دربار سے عطا ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا اس کی نفی کسی آیت وحدیث میں نہیں ہے بلکہ اس کے اثبات میں صراحتاً آیات شریفہ واحادیث منیفہ بکثرت وارد ہیں اور اُس کے مطابق ہر دور میں جاننے والے مغیبات کے عطاء رب کریم سے اس عالم شہود میں موجود تھے اور ہیں اور رہیں گے اور یہی مذہب محقق حضرات اہل حق جمہور اہل سنت والجماعت کا ہے رحمہم اللہ الرحمٰن، اور اسی مقید اور مخصوص غیب کا جاننے والا دوسروں کو بنایا گیا اور بنایا جاتا ہے اور بناتے رہیں گے۔ تصانیف مستقلہ ان ارباب حق ویقین رحمہم اللہ اجمعین کے بکثرت مطبوع ومشہور وموجود ہیں۔

رب العزت کا یہ جو ارشاد کہ عندہ مفاتح الغیب الآیہ مفسرین محققین ومحدثین ارشاد فرماتے ہیں:

وجہ اختصاصھا بہ تعالی انہ لا یعلمھا کما ھی ابتداءً الا ھو

یعنی اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ابتداً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی، تفسیر انموذج

جلیل میں ہے:

لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللّٰہ اوبلا تعلم الا اللّٰہ اوجمیع الغیب عنداللّٰہ.

غرض تمامی آیات واحادیث متعلقہ تخصیص علوم غیبیہ سے جس کا منشا دوسروں سے علم غیب کی نفی ہے صراحۃً مثل آفتابِ تاباں ظاہر وعیاں ہے کہ منفی علم حقیقی ذاتی استقلالی ابتدائی ہے نہ وہ علم کہ عطیہ بارگاہ کبریائی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

ولا یحیطون بشی من علمه الا بما شاء (الآیه)

اورفرمایا جاتا ہے:

عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی (الآیه)

یعنی احاطہ نہیں کرسکتے کسی چیز کا اس کے علم مگر جتنا وہ چاہے اور جاننے والا غیب کا اللہ ہے مسلط نہیں فرماتا ہے اپنے غیب پر کسی کو مگر جسے پسند فرمائے اپنے رسولوں میں سے۔ یہ آیات بینات اور تمام وہ آیات قرآنی جس میں الا موجود ہے بخوبی بتا رہی ہیں کہ عطا مستثنیات عامہ میں داخل ہے **لا مانع لما اعطی** اُس کی شان پاک ہے اُس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے **هذا ما علیه الکبراء العظام والعظماء الکرام من مقتفی اٰثاره و سننه علیه الصلوٰة والسلام.**

اور یہ عطا تو تمام مقربین دربار کبریائی سے متعلق ہے خواہ انبیا ورسل ہوں خواہ اولیا وکمل علی نبینا وعلیہم من الصلوات اور حضور اقدس حبیب رب اکبر سید البشر الطیب والاطہر آئینہ تجلیات ذاتیہ وصفاتیہ رب العالمین سید الانبیا وافضل المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کو تو اس غیب خاص سے وہ حصہ عظیمہ عطا ومرحمت ہوا کہ لا حد لہ ولا انتہا

وان فضل الرسول اللّٰه لیس له   حد فیعرب عنه ناطق بفم

آپ کا علم خاص تو فضل رب کریم کا وہ جلوہ ہے جس کے ایک ذرہ یا ایک قطرہ آفتاب وسمندر کی تعبیر ساتھ علوم اولین وآخرین وجمیع ما کان و ما یکون کے کی گئی ہے۔ یہ کیا اس کے علاوہ بھی دوسرے مغیبات خاصہ مخصوصہ اس عالم وعالم وراءالورا پر بعطائے الٰہی حضور اکرم ﷺ کو تمام تر علم وآگہی حاصل ہے اور آپ کا یہ علم وسیع جمیع اولین وسابقین کے تمام معلومات وعطیات سے

بدر جہا اعلیٰ و افضل واتم واکمل ہے دوسروں کا سارا مجموعہ بحر ذخار و ناپیدا کنار علوم مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا ایک قطرہ اور آفتاب عالمتاب انوار علمیہ احمدیہ کا ایک ذرہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور مغیبات خمسہ کی بھی یہی کیفیت ہے کہ بعطائے الٰہی ان پر بھی تسلط تمام اور قبضہ عام حضور کا تھا اور ہے اور بہ تبعیت اور بہ تصدق و طفیل حضور انور حضرات اولیائے امت مرحومہ علیہ الرحمہ کو بھی اس نعمت کبری و منصب عظمٰی پر سرفرازی حاصل ہے اور تا قیام قیامت یہ حضرات اولیائے امت مرحومہ علیہ الرحمہ کو بھی اس نعمت کبریٰ و منصب عظمٰی پر سرفرازی حاصل ہے اور تا قیام قیامت یہ حضرات کرام اس رتبہ عالیہ پر ممتاز و سرفراز رہیں گے اور رہتے چلے آتے ہیں اور یہ سب علم عطیہ اس کریم کا اپنے مخصوصین و محبوبین و مقربین کو خواہ وہ انبیاء مرسلین ہوں خواہ وہ اولیاء عارفین صلوات اللہ وسلامہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ علی نبینا وعلیہم بمقابلہ بحر محیط علوم نا متناہیہ الہیہ جل شانہ کے گویا سمندر سے ایک قطرہ ہے، اور اسی علم علام الغیوب کے من حیث انہ علمہ المخصوص استقلالاً وحقیقۃً وابتداً تمام آیات بینات واحادیث طیبات سے دوسروں کی نفی کی گئی کہ نہیں جان سکتے جب تک اُس دربار سے جتنا جس کا حصہ مقرر ہو چکا ہے نہ ملے اور جب یہ امر متحقق ہے کہ عطیہ الٰہیہ میں کمی وبیشی کو ضرور دخل ہے اور **فوق کل ذی علم علیم** کے شان اور **فضلنا بعضهم علی بعض** کی تجلی ہر دم نمایاں وعیاں ہے۔

تو اب دیکھو رفعت درجات محمدیہ وعظمت علوم احمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا بالتخصیص جلوہ بطور یکے از ہزاراں ہزار یہ ہے کہ علامہ محدث ومحقق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

> **وهو بكل شیء علیم** وے علیہ وسلم جہ چیز از شیونات واحکام الٰہی و احکام صفات حق و اسماء وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر احاطہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوٰۃ اکملہا ومن التحیات اتمہا۔

ام القریٰ شریف میں ہے:

> **وسع العالمین علما**

یعنی علم حضور علیہ السلام کا تمام عالموں کو محیط وشامل ہے۔ علامہ ابن حجر مکی اس کی شرح یوں فرماتے ہیں:

لان اللّٰہ تعالی اطلعه علی العالم یعلم علوم الاولین والآخرین ماکان ومایکون

یعنی یہ اس لیے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ برتر نے حضور کو تمامی عالم پر مطلع فرمادیا پس جان لیا حضور نے سب اولین وآخرین کا علم جو گزر چکا اور آئندہ آنے والا ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:

ذکر العراقی فی شرح المهذب انه ﷺ عرضت علیه الخلائق من لدن آدم علیه الصلوة والسلام الی قیام الساعة فعرفهم کلهم کما علم آدم الاسماء کلها.

یعنی علامہ عراقی نے شرح مہذب میں ذکر کیا ہے کہ پیش کیے گئے روبرو حضور کے تمامی خلائق سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک پس ان سب کی معرفت عطا فرمادی گئی جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمامی اسما تعلیم فرمائے۔ مواہب الدینہ میں ہے:

النبوة ماخوذة من النباء وهو الخبر ای ان اللّٰہ تعالی اطلعه علی غیبه

یعنی حضور اقدس کے اسم مقدس نبی کے بیان میں فرمایا کہ نبوۃ نباءً سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر کے یعنی اللہ تعالیٰ برتر نے حضور کو نبی اس لیے فرمایا کہ اپنے غیب پر ان کو مطلع فرمادیا اور علم غیب عطا فرمایا اور اُسی میں ہے:

قد اشتهر وانتشر امره ﷺ بین اصحابه بالاطلاع علی الغیوب

یعنی اصحاب کبار میں یہ امر مشہور ومعروف تھا کہ حضور کو غیبوں کے علم پر اطلاع ہے، علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

اصحابه ﷺ جازمون باطلاعه علی الغیب.

یعنی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم قطع ویقین کے ساتھ حضور کے مطلع ہونے کا علم غیب پر حکم لگاتے تھے قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

ومن علومک علم اللوح والقلم

علامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا:

کون علمهما من علوم ﷺ ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات و حقائق و دقائق و عوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمها اما یکون سطرا من سطور علمه ونهرا من نحور حلمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده ﷺ.

یعنی علوم لوح وقلم کا حضور کے علم کا ایک جز و بعض ہونا اس وجہ سے ہے کہ علوم نبویہ کلیات و جزئیات حقائق و دقائق عوارف معارف کی طرف جو ذات وصفات سے علاقہ رکھتی ہیں منقسم و متنوع ہیں لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علوم کی ایک سطر اور دریاؤں علوم سے ایک نہر ہے پھر باایں ہمہ وہ حضور کی ہی برکت وجود سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ نسیم الریاض میں ہے:

(هذه المعجزة) فی اطلاعه علی الغیب معلومة علی القطع یجیب لا یمکن انکارها والنز نیا فی الآیات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا اللّٰہ له لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه ﷺ علیه باعلام اللّٰہ تعالیٰ فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا یظهر علی غبیه احد الا من ارتضیٰ من رسول (الایه)

خلاصہ اس قول کا یہ ہے کہ حضور اطہر رسول اکرم ﷺ کا معجزۂ علم غیب یقیناً ثابت ومعلوم و متحقق ہے کسی ذی عقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس بارے میں احادیث بکثرت موجود اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا غیبی علم ثابت اور یہ ان آیات کے منافی نہیں جس سے ثابت ہے کہ اللہ برتر کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا وہ آیت کہ جس میں حضور کو یہ کہنے کا حکم ہوا کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی خیر جمع کرتا کیونکہ ان آیات میں نفی اس علم کی ہے جو بلا عطا الٰہی اور بے واسطہ ہو اور عطاء الٰہی سے ملنا غیب کا تو خود قران سے ثابت ہے جیسا منشا ہے آیہ کریمہ فلا یظهر علی غیبه احدا کا۔

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض فرمایا:

الاطلاع علی آثار حکمہ اللّٰہ تعالی ان کل واحد من مخلوقات ھذا العالم بحسب اجناسھا وانواعھا واصنافھا واشخاصھا واجرامھا مما لایحصل الا للاکابر من الانبیا علیھم الصلواۃ والسلام ولھذالمعنی کان رسول اللّٰہ ﷺ یقول فی دعائہ اللھم ارنا الاشیاء کماھی.

اور نیشاپوری میں بھی ایسا ہی ہے اور **الاطلاع علی تفاصیل آثار حکمہ اللّٰہ** بزیادت لفظ تفاصیل اور مخلوقات **ھذہ العوالم** بجائے **بھذہ العالم** کے مروی ہے یعنی اطلاع وخبر آثار حکمت الٰہیہ پر اس عالم کے تمامی مخلوقات کی کلیۃً بلحاظ ہر فرد کے باعتبار ان کے اجناس وانواع واصناف و اشخاص واجسام کے حاصل نہیں ہوتی مگر انھیں اکابر کو جو انبیا ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اسی واسطے تو حضور اکرم سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم کو تمامی اشیا دکھادے جیسی وہ ہیں۔

اور مستجاب ہونا دعاؤں کا تو قران مجید سے بخوبی ظاہر ہے اب یہ شبہ ضرور واقع ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تو خود موجود ہے کہ حضور اطہر کو خالق اکبر نے یہ حکم فرمادیا کہ **قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب (الایۃ)** اس سے غیب کا ہونا حضور پاس ثابت وظاہر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھو اسی آیہ کریمہ کے تفسیر علامہ نیشاپوری نے یہ فرمائی ہے:

قل لا اقول لکم الایہ لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وناھیاتھا عندہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باستجابۃ دعائیہ ﷺ فی قولہ ارنا الا شیاء کما ھی ولکنہ تکلم الناس علی قدر عقولھم (لا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ ﷺ قال علمت ماکان ویاسیکون الی آخرہ ملتقطاً

یعنی حضور ہر ایک سے اُس کی عقل کے مطابق کلام فرماتے اس آیہ کریمہ میں ارشاد ہوا کہ ان سے

کہہ دو میں تم سے نہیں کہتا ہوں عندی خزائن اللہ اور نہ یہ کہتا ہوں کہ اعلم الغیب۔

تفسیر خازن میں ہے:

لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللّٰہ تعالیٰ علیہ

اس تصریح سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آیات نفی سے نفی غیب استقلالی حقیقی وابتدائی کے ہے نہ اضافی وعطائی کے اب مغیبات خمسہ کی حقیقت وکیفیت یہ ہے۔

سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ہو صلی اللہ علیہ وسلم:

لا یخفی علیہ شی من الخمس المذکور فی الآیۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذالک والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ لیعلمونہا وہم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاخرین الذی ہو سبب بکل شی ومنہ کل شی.

یعنی حضور اقدس روحی فداہ ﷺ پر پانچوں امور سے جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں کوئی شے مخفی و پوشیدہ نہیں اور کیونکر مخفی ہوسکتی ہیں، حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں باوصف اس کے کہ وہ رتبہ میں غوث سے کم ہیں، پھر غوث کا تو کیا کہنا پھر وہ ذات والاصفات عالی درجات کہ سب اگلے پچھلوں کے سردار ہیں اور جو سبب میں ہر شے کا اور ہر چیز انھیں سے ہے ان کا تو کہنا کیا ہے ﷺ۔

علامہ علی قاری شرح حدیث خمس **لا یعلمھن الا اللّٰہ** میں یوں فرماتے ہیں:

فمن ادعی علم شی منہا غیر مسند الی رسول اللّٰہ ﷺ کان کا زبانی دعواہ

یعنی پس جو کوئی ان پانچ سے کسی شے کے علم کا دعویٰ کرے اور نسبت اس کی طرف حضور ﷺ کی کرے کہ حضور کے بتانے سے مجھے یہ علم حاصل ہوا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے، اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضور امور خمسہ کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ چاہیں اپنے غلاموں کو بھی بتا سکتے ہیں۔

روض النضیر میں اس حدیث کے متعلق فرمایا:

اما قولہ ﷺ الا ھو فمفسر فانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو لکن قد تعلم باعلام اللّٰہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا وخذ وجدنا ذلک لغیر واحد کما راینا جماعۃ علموا امتی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرۃ وقبلہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد عظیم کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان پانچ غیبوں کو کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنے طور پر اللہ تعالیٰ برتر ہی جانتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے بتانے اور دینے سے اوروں کو بھی مل جاتا ہے اور بے شبہ ایسے لوگ عالم شہود میں موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص ان کے جاننے والے پائے جیسا ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کب مریں گے اور اُن کو حمل کے اندر کے بچوں کا حمل کے زمانہ میں علم تھا بلکہ حمل سے اول وقبل کا خال بھی جانتے تھے۔

لمعات میں اسی حدیث کے تحت میں ہے: **المراد لا تعلم بدون تعلیم اللّٰہ** یعنی یہ امور خمسہ بغیر تعلیم الٰہی معلوم نہیں ہوتے۔

علامہ قسطلانی شرح صحیح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں:

لا یعلم متی تقوما لساعۃ الا اللّٰہ الا من ارتضٰی من رسول فانہ یطلعہ علٰی مایشاء من غیبہ والولی تابع لہ یاخذ عنہ.

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے سوا یہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آوے گی سوا اُس کے پسندیدہ رسولوں کے۔

علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

لم یخرج النبی ﷺ من الدنیا الا بعدان اعلمہ اللّٰہ تعالیٰ بھذہ الا مور ای الخمسد

حضور دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ برتر نے پانچوں غیبوں کا علم حضور کو دے دیا۔

علامہ سولی نے یہ بطور حدیث بیان کیا:

قد ردان اللّٰہ تعالیٰ لم یخرج النبی ﷺ حتی اطلعہ علی

كل شي.

یعنی تحقیق وارد ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ دنیا سے نہ لے گیا حضور کو جب تک تمام اشیاء کا علم عطا نہیں فرما دیا اور یہ بات کیوں نہ ہو کہ آپ کی تو باوصف اُمی ہونے کی یہ شان عظیم ہے:

كفاك بالعلم في الامي معجزة .

اگر آپ کو ہر شے پر بعطائے کبریائی واقفیت کامل اور اطلاع کلی تفصیلی نہ ہوتی تو کیسے برسر ممبر ایک روز بعد الفجر جلوہ افزا ہو کر تا مغرب رونق افروزی کی حالت میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کی خبر اصحاب کرام کو تفصیلاً فرما دیتے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عمرو ابن خطیب انصاری سے مروی ہے:

قال صلى بنا رسول الله ﷺ يوماً الفجر وصغد على المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر حتى غربت الشمس فاخرنا بما هو كائن الى يوم القيامة فاعلمنا احفظنا

اور بروایت متفق علیہ بہ تغیر چند الفاظ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ترمذی شریف میں تبعین وقت بعد العصر حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے۔

فتوحات وہبیہ میں متعلق عطائے علم قیامت فرمایا:

الحق كما قال جمع ان الله سبحانه و تعالىٰ لم يقبض نبينا ﷺ حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امر بكم بعض واعلان بعض

یعنی سچ وحق تو یہی ہے جیسا ایک جماعت کا قول ہے کہ بلا شبہ اللہ برتر نے جب تک حضور کو مطلع نہیں فرما دیا ہر اُس چیز پر جو آپ سے مبہم و مخفی تھی قبض روح مبارک کا حکم نہیں فرمایا البتہ اُن چیزوں سے بعض کو چھپانے بعض کے ظاہر فرمانے کا حکم دیا تھا۔

(ماہنامہ شمس العلوم بدایوں جلد ۲ رشمارہ ۳، ربیع الاول ۱۳۳۳ھ)

☆☆☆

خطبۂ جمعہ اُردو میں پڑھنا کیسا ہے؟

سوال - خطبۂ جمعہ اُردو میں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وبه نستعين.

خطبۂ جمعہ حقیقتاً داخل صلاۃ نہیں، اسی سبب سے اُس میں شرائط صلاۃ مرعی نہیں، نہ استقبال قبلہ لازم نہ طہارت ضروری کما هو مصرح فی کتب الفقة لیکن اُس کو تشبہ ہے اذکار داخلۂ صلاۃ کے ساتھ اور حکماً بعض احکام میں قائم مقام صلاۃ مانا گیا ہے۔ دربارۂ اذکار داخلہ صلاۃ کے اختلاف ہے کہ آیا اُن کا ادا بغیر زبان عربی جائز ہے یا نہیں؟ امام اعظم علیہ الرحمۃ مطلقاً جائز بتلاتے ہیں صاحبین قید عجز کی لگاتے ہیں۔ بعض کتب فقہ میں خطبے کو بھی انھیں اذکار کے ساتھ ملحق کیا ہے:

کما فی الهداية والتشهد والخطبة على هذا الاختلاف فی الدر كما صح لو شرع بغير عربية اى لسان كان الى ان قال و شرطا عجزه وعلىٰ هٰذا الختلاف الخطبة وجميع اذكار الصلاة

اس اختلاف میں فتویٰ اور اعتماد قول امام ہمام پر ہے:

فی الطحاوی قوله وشرطا عجزه الخ المعتمد قوله

پس مطابق مذہب امام اعظم کے کل اذکار داخلۂ صلاۃ کا ادا بھی بزبان غیر عربی جائز ہوا، لیکن یہ جواز کراہت کے منافی نہیں، اسی سبب سے باوجود قول جواز کے مطابق مذہب امام ان میں سے بعض کا ادا بغیر زبان عرب مکروہ تحریمی اور بعض کا مکروہ تنزیہی ہے مثلاً ادائے تکبیر افتتاح کو بزبان دیگر مطابق مذہب امام جائز کہا گیا ہے مگر بایں ہمہ لفظ اللہ اکبر کو واجب اور نماز کو بغیر اس کے مکروہ لکھا گیا:

فی رد المحتار اما الشروع فی الفارسیة فالدلیل فیه الامام اقوی وھو کون المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم وذلک حاصل بای لفظ کان نعم لفظ اللّٰہ اکبر واجب للمواظبة علیه لا فرض.

یوں ہی در بارۂ عامی قعدہ آخرہ بعض علماء نے لفظ مکروہ بلکہ بعض نے لفظ حرام تک اطلاق کر دیا اور یہ اطلاق بھی مخالف لفظ جواز کے نہ ٹھہرا پس در بارۂ خطبہ یہ امر غور طلب ہے کہ ادا اُس کی زبان دیگر باوجود محکوم بجواز ہونے کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں۔ واضح ہو کہ کراہت تحریم قریب بحرمت کے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ دلیل حرمت میں ظن پیدا ہو گیا ہو، یہ احکام شریعت سے ایک بڑا حکم ہے اس کے لئے کوئی دلیل معتمد چاہیے بغیر تصریح علمائے معتمدین فتوی کراہت دینا درست نہ ہوگا چنانچہ در بارۂ دعائے آخر صلاۃ جو یقیناً داخل نفس صلاۃ ہے، اختلاف واقع ہوا بعض علما نے اُس کی ادا بزبان دیگر کو مکروہ تحریمی کہہ دیا مگر محققین نے اس سبب سے کہ کراہت پر علما سے کوئی نص نہیں نہ اس کی کراہت پہ نہ کل اذکار داخلہ صلاۃ کی کراہت پر جزم کیا، جب وہ سب اذکار جو حقیقتاً داخل صلاۃ ہیں اُن پر مکروہ تحریمی کا حکم جزمی نہیں دیا جاتا پس خطبہ جو کہ حقیقت کے اعتبار سے بلا شبہ خارج صلاۃ ہے اُس کو بغیر نقل صریح علمائے معتمدین کے کیونکر مکروہ تحریمی جزماً کہا جا سکتا ہے ہاں بسبب مواظبت وتوارث سلف کے اگر مکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ کہا جائے تو بعید نہیں

فی ردالمحتار قوله ودعاء بالعربیة وحرم لغیرھا اھ اقول نقله فی النھر عن الامام القرا فی المالکی معللا باشتماله علی ماینا فی التعظیم الی ان قال لکن المنقول عندنا الکراھة فقد قال فی غرر الافکار شرح دررالبحار فی ھذا المحل وکرہ الدعاء بالعجمة لان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه نھی رطانة الا عاجم ورأیت فی الولوالجیة فی بحث التکبیر بالفارسیة ان التکبیر عبادة اللّٰہ تعالیٰ واللّٰہ لا یحب غیر العربیة ولھذا کان الدعاء بالعربیة اقرب الی الاجابة فلا یقع

غيرها من الالسن فى الرضاء والمحبة لها موقع كلام العرب اه وظاهر التعليل ان الدعاء بغير العربية خلاف الاولى وان الكراهة فيه تنزيهية هذا وقد تقدم اول الفصل ان الامام رجع الى قولها بعدم جواز الصلاة بالقراء ة بالفارسية الا عندالعجز عن العربية واما صحة الشروع بالفارسية وكذا جميع اذكار الصلاة فهى على الخلاف فعنده يصح بها مطلقا خلافا لهما كماحققه الشارح هناک والظاهر ان الصحة عنده لا ينفى الكراهة وقد صرحوا بها فى الشروع واما بقية اذكار الصلاة فلم ارمن صرح فيها بالكراهة سوى ما تقدم ولا يبعد ان يكون الدعاء بالفارسية مكروها تحريما فى الصلاة وتنزيها خارجها فليتامل.

یعنی اذ کار صلاۃ میں سے تکبیر افتتاح کے بارے میں تو تصریح کراہت کی موجود ہے اور دعا کی نسبت چونکہ بعض علما نے لفظ کراہت تحریم نقل کر دیا ہے تو اگر اُس کو خاص داخل نماز میں مکروہ تحریمی کہہ دیا جائے تو بعید نہیں اور بقیہ اذ کار کی نسبت کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عم واحکم۔

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ)

بحث اثبات اجماع وقیاس

اساس شریعت ورکن رکین دین متین ودلیل شرعی وحجت حقہ ہونے اجماع امت وقیاس مجتہدین کا پورا پورا ثبوت کافی ووافی حسب تصریح وتحقیق اکابر ملت واعاظم امت اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ آیات قرآن مجید واحادیث حضور نبی کریم احید وحید سے ہےاور یہ امر کالشّمس فی الہاجرہ ظاہروباہر ہے ائمہ اصول رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو کماینبغی تحقیق وتنقیح فرما کر خدشات وتوہمات منکرین کا ردّ بلیغ فرما دیا ہے کہ منکر کو مجال دم زدن باقی نہیں چھوڑی ہے۔ یہاں صرف بطور مشتے نمونہ ازخروار گویا یکے از ہزاراں ہزار واندکے از بسیار حوالہ قلم ہے۔

اجماع کے معنی لغت میں عزم وقصد ہیں اور اصطلاح میں اتفاق مجتہدین زمان امت محمدیہ علیٰ نبیہا الصلوٰۃ والتحیۃ حکم مشروع پر اجماع کہلاتا ہےتوضیح میں ہے:

الرکن الثالث فی الاجماع وھوا تفاق المجتھدین من امۃ محمد ﷺ فی عصر علیٰ حکم شرعی

اور یہ سب قیود احتراز ہیں۔ آیات بینات جن سے حجت ہونا اجماع امت کامفسرین عظام نے ثابت کیا ہےاور ائمہ اصول اُن سے استدلال فرماتے ہیں یہ ہیں:

ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی الآیۃ.

وآیت کریمہ:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر الآیۃ.

وآیت کریمہ:

وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطاً

اوراحادیث مشہورہ جومستند محدثین کرام وعلمائے اصول ہیں یہ ہیں حدیث شریف:

لایجتمع امتی علی الضلالۃ

ہے جس کے شواہد متعددہ واسانید کثیرہ ہیں اور مشہور المتن ہے دوسری حدیث:

ماراہ المؤمنون حسنا فھو عنداللّٰہ حسن

ہے اور بعض ائمہ حدیث نے حدیث شریف:

لایزال طائفة من امتی علی الحق حتی تقوم الساعة

سے بھی تمسک فرمایا ہے کہ جو بطریق متعددہ ثابت ہے اور تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے۔

بالجملہ ان آیات شریفہ واحادیث منیفہ سے برطبق تصریح وتنقیح مفسرین کرام ومحدثین عظام وائمہ اعلام کماینبغی حجت شرعی ہونا اجماع امت کا مثل ماہ تمام عیاں غیر محتاج بیان ہے اور تفصیلاً کتب اصول میں منقول ہے۔

اوراسی طرح جمہور محققین مفسرین ومحدثین ائمہ ہدیٰ رحمہم اللہ اجمعین نے متعلق **القیاس حجة شرعیة** کے کتاب اللہ وکتاب الرسول سے استنادواستدلال فرماکر اس مسئلہ کوبھی ثابت فرمادیا ہے۔ آیات قرآنی سے آیہ کریمہ **فاعتبروا یااولی الابصار** کوتمسک قرار دیا ہے اور احادیث مشہورہ سے حدیث مشہور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ودیگر احادیث مثبت اجتہاد وقیاس حضور سید البشر ﷺ کو مقام استناد میں نقل وشمار کیا ہے فقط

بغرض اطمینان اصحاب ایقان وتسکین طالبان حق کی شان چند عبارات درج ذیل ہیں۔

دیکھوامام محقق علم الھدایۃ عالم الدرایۃ صدرالشریعۃ والاسلام اعلی اللہ درجتہ فی دارالسلام توضیح میں فرماتے ہیں:

واما الرابع ففی حکمه وھوان یثبت الحکم یقینا حتی یکفر جاحده لقوله تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین

اور بعد نقل آیہ کریمہ اور وجوہ استدلال فرماتے ہیں:

فیکون الواجب اتباع سبیل المؤمنین.

اور بعدہ فرمایا:

وقوله تعالیٰ کنتم خیر امّته الآیة والخیریة یوجب الحقیقة فیمااجتمعوا

اور بعداس تحقیق کے فرمایا:

وقولہ تعالٰی وکذٰلک جعلناکم امة وسطا والوساطة العدالة حتی قال فالعدالة تقتضی الرسوخ علی الصراط المستقیم وتنفی الزیغ عن سواء السبیل

اور بعداُس کے فرمایا:

وقولہ علیه السلام لایجتمع امتی علی الضلالة وقوله علیه السلام مارآه المؤمنون حسنا فهو عنداللّٰه حسن هٰذه هی الادلة المشهورة علٰی ان الاجماع حجة

اور پھر بعد تحقیق تام فرمایا:

وایضاً العلماء اذا قالوا ان الاجماع حجة قطعیة مع اتفاقهم علی ان الحکم لا یکون قطعیا الاوان یکون الدلیل الدال علیه قطعیا فاخبارهم بان الاجماع حجة قطعیة اخبار بان قد وصلوا الی دلیل دال علٰی انه حجة قطعیة اذ لولا ذٰلک لایکون کلامهم الاکاذبا والقائلون بهٰذا القول العلماء العاملون المجتهدون الکثیرون غایة الکثرة بحیث لایمکن تواطؤهم علی الکذب وذٰلک الدلیل لایکون قیاسالانه لایفید القطعیة عندهم ولاالاجماع للدور بقی الدلیل الذی هوالوحی فصار کان کل واحد قال انه وصل الیّ من الکتاب والسنة مایدل علٰی انه حجة واذا قالوا هٰذا القول کان الدلیل علٰی انه حجة وحیا متواتراً علی ان الاجماع الذی یدعٰی انه حجة اخص الاجماعات.

تلویح میں فرمایا:

قوله وایضاً العلماء استدلال جید الا ان حاصله راجع الٰی

ماسبق من ان الاحادیث الدالة علٰی حجیة الاجماع متواترة المعنی.

اور پھر اُسی میں ہے:

ان المراد اتفاق علماء اهل السنة والجماعة والا فقد خالف کثیر من اهل الاهواء والبداع.

اور بھی توضیح میں ہے:

ولاحادیث کثیرة فی هٰذا المطلوب کقوله علیه السلام یداللّٰه علی الجماعة وقوله علیه السلام من خالف الجماعة قدر شبر فقد مات میتة جاهلیة وقوله علیه السلام علیکم بالسواد الاعظم فالغرض من هٰذا ان الاوله الدالّه علٰی انه حجة قد وصلت الی العلماء بحیث یوجب العلم الیقینی واللّٰه اعلم.

بعدہ مراتب اجماع کا بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ اجماع صحابہ کرام کا ہے دوسرا مرتبہ اجماع تابعین کا ہے اُن امور میں کہ خلاف صحابہ مروی نہیں ہے تیسرا اجماع تابعین ہے اُن امور میں کہ اختلاف صحابہ منقول ہے عبارت یہ ہے:

ثم الاجماع علٰی مراتب اجماع الصحابة. ثم اجماع من بعدهم فیمالم یرو فیه خلاف الصحابة ثم اجماعهم فیما روی فیه خلافهم.

تلویح میں متعلق اس قول کے فرمایا:

قوله ثم الاجماع علٰی مراتب فالاولی بمنزلة الاٰیة والخبرالمتواتر یکفر جاحده والثانیة بمنزلة الخبر المشهور یضلل جاحده والثانیة لایضلل جاحده لما فیه من الاختلاف واللّٰه اعلم.

اب تھوڑا سا بیان متعلق حجیت قیاس بھی سننا چاہیے۔ توضیح میں بعد ردوقدح اقوال منکرین

قیاس فرمایا:

ولنا قوله تعالٰی فاعتبروا والاعتبار ردّ الشئی الٰی نظیره فیدل علی الاتعاظ عبارة وعلی القیاس اشارة حتی قال وایضاً حدیث معاذ رضی اللّٰه عنه عطف علٰی قوله فاعتبروا وحدیثة ان النبی علیه السلام لما بعث معاذ الی الیمن فقال له بم تقضی قال اقضی بما فی کتاب اللّٰه تعالٰی قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰه قال اقضی بما قضٰی به رسول اللّٰه علیه السلام قال فان لم تجد ماقضٰی به رسول اللّٰه علیه السلام قال اجتهد برأی فقال علیه السلام الحمد اللّٰه الذی وفق رسول رسوله بما یرضٰی به رسوله.

تلویح میں ہے:

قوله وایضاً حدیث معاذ فانه مشهور یثبت به الاصول

اس پر توضیح میں فرمایا:

وقیدنا ماهو قیاس عنه علیه السلام فی آخر رکن السنة وهوقوله علیه السلام ارأیت لوکان علٰی ابیک دین و حدیث قبلة الصائم وعمل الصحابة و مناظرتهم فیه ای فی القیاس اشهر من ان یخفٰی.

تلویح میں ہے:

قوله وقدردنیا فی آخر باب السنة احادیث تدل علٰی انه علیه السلام کان یقول فی بعض الاحکام بالقیاس وهی وان کانت اخبار احاد الاان جملة الامر بلغت حدّ التواتر وهی انه علیه السلام کان یعمل بالقیاس.

اور متعلق قول وعمل صحابہ فرمایا ہے:

اشارة الٰی دلیل علٰی حجیة القیاس بوجھین احدھما ان یثبت بالتواتر عن جمع کثیر من الصحابة رضی اللّٰہ عنھم العمل بالقیاس عند عدم النص وان کانت تفاصیل ذٰلک احادا والعادة قاضیة بان مثل ذلک لایکون الاعن دلیل قاطع علٰی کونہ حجة وان لم نعلمہ بالتعیین وثانیھما ان عملھم بالقیاس ومباحثھم فیہ بترجیح البعض علی البعض مذکر رد شاع من غیر نکیر وھٰذا وفاق واجماع علٰی حجیة القیاس.

اور بھی توضیح میں متعلق حکم قیاس فرمایا ہے:

یکون الحکم الثابت بالقیاس ثابتا بتلک الادلة.

اور علامہ محقق ومدقق شیخ المحققین سید المحدثین صراط المستقیم میں فرماتے ہیں:

دراثبات حجیت اجماع تمسک بآیات قرآنی است مثل قولہ تعالیٰ کذٰلک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس الآیة وقولہ سبحانہ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین الآیة وقولہ تعالیٰ کنتم خیر امة اخرجت للناس الآیة واحادیث نیز دریں باب آمدہ و مشہور ازاں ایں دو حدیث است الاول لایجتمع امتی علٰی الضلالة در جامع الاصول از حدیث ابی داؤد از ابی مالک اشعری بایں لفظ آوردہ کہ گفت رسول خدا ﷺ بہ تحقیق اماں داد خدا تعالیٰ شمارا از سہ چیز یکے آنکہ دعاے بدنکند برشما پیغمبر شما تاہلاک شوید وغالب نگرداند اہل باطل را بر اہل حق واجماع نکند برضلالت واز ترمذی از ابن عمر آوردہ کہ گفت گفت رسول خدا ﷺ خداے تعالیٰ جمع نمی کند امت مرا یا گفت امت محمد را برضلالت و یداللہ بر جماعت است وہر کہ بدرافتد از جماعت بدرافتد بسوئے آتش دوزخ وسیوطی از حدیث ضیاء مقدسی در مختارہ وابن ابی عاصم از انس آوردہ کہ خداے تعالیٰ اماں داد امت مرا ازیں کہ اجتماع کند برضلالت واز

حدیث حسن از ابن جریر آوردہ کہ گفت رسول خدا ﷺ سوال کردم پروردگار خودرا کہ جمع نکند امت مرا بر ضلالت پس دادمرا پروردگار ایں سوال را ودر مقاصد حسنہ میگوید کہ روایت کرد ایں حدیث را احمد در مسند خود وطبرانی در معجم کبیر وابن ابی خثیمہ در تاریخ خود از ابی بصرہ غفاری بلفظ **سألت ربی ان لایجتمع امتی علٰی ضلالة فاعطانیها** وطبرانی وابن ابی عاصم از ابی مالک اشعری آوردہ **ان اللّٰه اجارکم من ثلاث وذکر منها وان لا تجتمعوا علی الضلالة** وابونعیم در حلیہ وحاکم مستدرک وابن مندہ وضیا در مختارہ از ابن عمر مرفوعاً آوردہ **ان اللّٰـه لایجتمع هٰذه الامة علی الضلالة ابداً وان یداللّٰه مع الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار** وہم چنیں است نزد ترمذی لیکن بلفظ **هٰذه الامة** و **امتی** روایت کردہ ابن ماجہ از انس مرفوعاً امت من جمع نمی شوند بر ضلالت وچوں بہبینید اختلاف راپس لازم گیرند بر خود سواد اعظم را وغیر ایں طریق بسیار آوردہ وبالجملہ ایں حدیث مشہو المتن است واورا اسانید کثیرہ و شواہد متعددہ است در مرفوع وغیر مرفوع اما مرفوع قول وے ﷺ **انتم شهداء اللّٰه فی الارض** واز غیر مرفوع ابن مسعود کہ گفت چون پرسیدہ شود یکے از شما باید کہ نظر بکند در کتاب اللہ پس اگر نیابد آں را نظر کند در سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم واگر نیابد در کتاب سنت وباید کہ نظر کند در چیزے کہ اجتماع کردہ اند مسلمانان برآں والا اجتہاد کند انتہی

اسی میں مزید فرماتے ہیں:

دیگر حدیث **مارآه المؤمنون حسنا فهو عنداللّٰه حسن** ایں را نیز در مقاصد حسنہ گفتہ کہ امام احمد در کتاب السنہ روایت کردہ از حدیث ابی وائل از ابن مسعود ودر بعض روایات زیادہ آمدہ **ومارآه المسلمون قبیحاً فهو عند اللّٰـه قبیح** وہم چنیں روایت کردہ بزار وطیالسی وابونعیم وبیہقی و

تحقیق آنست کہ ایں قول موقوف ست برایں مسعود واللہ اعلم

اجماع کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

> وامام غزالی دراثبات اجماع بحدیث **لا تزال طائفة من امتی علی الحق حتی تقوم الساعة** نیز تمسک زدہ وایں حدیث راطرق متعددہ است خارج از حداحصا واصل بحد تواتر معنوی ودر بخاری ومسلم نیز بہ بعض الفاظ آمدہ وتحقیق ایں مبحث دراصول فقہ بتفصیل آمدہ است انتہی

اور متعلق حجیت قیاس صراط المستقیم میں فرمایا ہے:

> دریں باب نیز تمسک بکتاب مثل **قوله تعالیٰ فاعتبروا یااولی الابصار** و نسبت آنحضرت ﷺ کہ درمواضع عدیدہ اجتہاد وقیاس از وے ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم آمدہ تمسک کردہ اند حتی قال وعمدہ دریں باب حدیث معاذ ابن جبل ست کہ چوں فرستادہ آنحضرت ﷺ اورا بہ قضاے یمن فرمود بچہ حکم میکنی وقتیکہ عارض شودترا حکمے گفت حکم میکنم بکتاب خدائے عزوجل فرمود اگر در نیابی در کتاب خدا گفت حکم کنم بہ سنت رسول اللہ ﷺ فرمود اگر نیابی درسنت رسول خدا گفت اجتہاد میکنم برائے خود وفکر خویش وتقصیر نمی کنم دران پس زدہ آنحضرت ﷺ در سینہ وی وفرمود **الحمد للّٰہ الذی وفق رسول اللّٰہ ﷺ لما یرضی به رسول اللّٰہ ﷺ رواہ الترمذی و ابوداؤد والدارمی .**

اور حال حدیث افتراق امت کا یہ ہے کہ یہ حدیث بطرق بسیار ائمہ حدیث نے روایت فرمائی ہے اور حکم صحت حدیث کیا جیسا تحقیق علامہ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے صراط المستقیم میں ظاہر ہے فرماتے ہیں:

> درجامع الاصول از حدیث ابوداؤد وترمذی از ابی ہریرہ آوردہ کہ گفت گفت رسول اللہ ﷺ تفرق کردند یہود بر ہفتادو یک فرقہ یا ہفتادودوفرقہ ونصاریٰ نیز مثل آں وسرانجام است کہ مفترق شوند امت من بر ہفتادوسہ فرقہ ودر روایت از ترمذی آمدہ است کہ متفرق شدند نصاریٰ بر ہفتادوسہ فرقہ یا ہفتادو

دوفرقہ الحدیث واز حدیث ابی داؤداز معاویہ آوردہ کہ گفت ایستاد در ما بخطبہ رسول خدا ﷺ وفرمود اناد آگاہ باشد کہ آں ہا کہ پیش از شما بودند از اہل کتاب مفترق شوند بر ہفتاد و دوملت وسرانجام کہ مفترق شوند ایں امت بر ہفتاد و سہ (۷۳) و ہفتاد و دواز اں در آتش و یکے در بہشت وہی الجماعۃ وزیادہ کردہ در روایتے کہ بیرون آیند از امت من اقوام کہ سرایت کند در ایشاں چناں کہ سرایت می کند کلب در صاحب خود کہ باقی نمی ماند از وے رگے ونہ بندی مگر آں کہ درمی آید در دی وکلب بفتح لام علتی کہ از گزیدن سگ دیوانہ پیدا شود واز ترمذی از عمر وابن العاص آوردہ کہ گفت رسول خدا ﷺ ہر آئینہ بیاید برامت من انچہ آمدہ بر بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل تا آنکہ اگر باشد از ایشان کسے کہ زنا کند بمادر خود علانیہ باشد درامت من نیز کسے کہ پیدا شود بکند ایں شنیعہ راو مفترق شدند بنی اسرائیل بر ہفتاد و دوملت و مفترق شوند امت من بر ہفتاد و سہ ملت ہمہ آنہا در آتش روند مگر یک ملت گفتند کیست یا رسول اللہ آں یک ملت فرمود آنکہ باشد برانچہ من برآنم واصحاب من

جمع الجوامع سے نقل لاتے ہیں:

ودر جمع الجوامع از حدیث ابن ماجہ از عوف ابن مالک آوردہ کہ مفترق شدند یہود بر ہفتاد و یک فرقہ پس یکے در جنت و ہفتاد در نار و مفترق شدند نصاریٰ بر ہفتاد و دوفرقہ ہفتاد و دو در آتش و یکے در بہشت وسوگند بآں خدائے کہ بقائے ذات محمد در دست قدرت اوست ہر آئینہ مفترق شوند امت من بر ہفتاد و سہ فرقہ فرقۂ واحدہ در بہشت باشد و ہفتاد و دو در آتش واز ابن عدی از ابی ہریرہ ہمیں مقدار آوردہ کہ مفترق شوند یہود بر ہفتاد و یک فرقہ وتفرق کردند نصاریٰ بر ہفتاد و دو فرقہ وافتراق کنند امت من بر ہفتاد و سہ فرقہ وحدیث معاویہ را از ابی داؤد و حدیث عمر وابن العاص را از ترمذی نیز آوردہ و در مقاصد حسنہ گفتہ کہ حدیث تفرق امت ابو داؤد وترمذی وابن ماجہ از ابی ہریرہ رفع کردہ وترمذی گفتہ کہ

حدیث حسن صحیح بایں لفظ کہ افترقت الیهود علیٰ احدی او اثنین وسبعین فرقة والنصاریٰ کذٰلک وتفترق امتی علیٰ ثلاث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی یا رسول اللّٰه قال الذین هم علی ما انا علیه واصحابی وگفتہ کہ مانند ایں حدیث نزد ابن حبان وحاکم در صحیحین ایشاں نیز آمدہ وحاکم گفتہ کہ ایں حدیث کبیر است در اصول وبہ تحقیق روایت کردہ شدا است از سعد ابن ابی وقاص وابن عمر وعوف ابن مالک قلت وعن انس وجابر وابی امامہ وابن عمر وابن مسعود وعلی وعمر وابن عوف وعویمر وابی الدردا ومعاویۃ وواثلۃ رضی اللہ عنہم اجمعین انتہیٰ وبالجملۃ ایں حدیثی است کہ طرق آں بسیار است وائمہ بصحت آں حکم کردہ ونیز در جمیع طرق افتراق امت بر ہفتاد وسہ فرقہ آمدہ انتہیٰ

اور متعلق شرح حدیث مذکور فرماتے ہیں:

کہ مراد بہ امت امت اجابت است یعنی آنہا کہ اسلام آوردہ ودعوت ایمان از آنحضرت ﷺ اجابت نمودہ اند چہ اضافت امتی ظاہر دریں معنی است نہ امت دعوت چہ دعوت وبعثت وے ﷺ بر کافۂ ناس است وبیشک تفرق کافۂ ناس زیادہ بریں عدد است ومراد بلوغ بایں عدد است وتواند کہ در وقتے زیادت ازاں نیز گردد ونیز مراد تفرق در اصول وعقائد است والا در فروع واحکام فقیہہ بیشتر ازاں است ومراد بدخول نار ونجات ازاں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزاے اعمال نیز جائز است الیٰ آخرہ۔

واللّٰه اعلم وعلمه تعالیٰ اتم و احکم صلی اللّٰه علیٰ سید النبیین وافضل المرسلین السید المصطفیٰ المکین الامین محمد وآلهٖ وصحبهٖ و اتباعهٖ واولیاء امته اجمعین وعلینا معهم برحمة وهو ارحم الراحمین.

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۲ ر شمارہ ۷، ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ)

☆☆☆

سادات پر طریان کفر کا مسئلہ

سوال - کیا سب سادات کرام قطعی جنتی ہیں؟ قیامت تک جو اس نسل میں ہو اُس پر حکم قطعی جنتی اور مغفور ہونے کا قائم ہو سکے گا یا نہیں؟ زندگی میں ان پر کفر کا طاری ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ فاسق وفاجر سید کی تعظیم کی جائے گی یا نہیں؟

الجواب - انساب مشہورۂ متعارفہ ظنی ہیں ظن ہی کی بنا پر احکام ظنیہ فقہیہ وعرفیہ کا ترتب و ثبوت ہے مثلاً جب کہ تسامع وشہرت کافیہ سے ابنیت زید اور ابوۃ عمرو کی معلوم ہوگئی تو شرع بھی یہی حکم دے گا اور زید وارث عمرو کا ہوگا اور ترکہ اُس کا لے گا۔ اسی شہرت وتسامع پر حرمت نسبت الی نسب الغیر کی بنا ہے **لعن اللّٰہ من انتمی الی غیر عصبة**

یوں ہی تمام احکام ظاہرہ نسب وتوارث وکفو وغیرہ کی بنا اسی انتساب مشہور متعارف ومتواتر پر ہے منجملہ انھیں احکام کے حکم تعظیم واکرام شرفا وسادات ہے یعنی جو شخص باعتبار طریق متعارف ثبوت نسب کے سید ثابت ہوگا اُس کی تعظیم وتکریم لازم ہوگی گو در حقیقت نفس الامر میں وہ ایسا نہ ہو اور جس کا نسب بطریق شہرت وتسامع ایسا نہ ہوگا وہ اگرچہ عند اللہ نفس الامر میں خاص ذریت طاہرۂ نبویہ علی مشرفہا وعلیہا التسلیم والتحیہ سے ہو احکام ظاہری سیادت من التکافو والاکرام وغیرہما ثابت نہ ہوں گے، اُس کی ایذا وعداوت سے وہ وعید جو اعدائے اہل بیت کے لیے مقرر ہے عائد نہ ہوگی۔

صدور ذنوب وآثام ووقوع فسق وفجور اس رعایت شرف نسبت کا منافی نہیں یعنی اگر بمقتضائے بشریت وغلبۂ ہوائے نفس ارتکاب محرمات شرعیہ وضلالات بدعیہ کریں گے تب بھی باوجودیکہ بسبب اس ارتکاب کے اُن پر حکم فسق وبدعت وضلالت عائد ہوگا اور **ساقط العدالة مستوجب الحد فی معصیة توجیها** ہوں گے، اُن کے اکرام کی بھی فی الجملہ بسبب شرافت نسب طاہر رعایت رہے گی اور یہ رعایت اکرام بحیثیت مذکور احکام لازمہ فسق کے مخالف نہ ٹھہرے گی یعنی بحیثیت **اصرار علی الکبائر و اعتقاد البدعات والاھوا والضلالات** اُن کے ساتھ بغض بھی ہوگا اور بعض مواقع ضروریۂ مفیدہ پر مثلاً جب کہ امید قوی و

غلبۂ ظن اس امر کا ہو کہ زجر نافع ہوگا اُن کے یا اور اہل اسلام کے لیے باعث تنبہ اور ارتداع عن المعصیۃ ہوگا تو زجر و توبیخ سے بھی کام لیا جائے گا اور بحیثیت انتساب مذکور اکرام بھی مرعی رہے گا جیسے فاسق اُستاذ یا ماں باپ یا بادشاہ یا محسن کہ بحیثیت فسق اُن کے لیے اہانت و بغض کا حکم ہے اور دیگر حیثیات و وجوہ سے اُن کے ساتھ اکرام یا ادب ظاہری بھی ملحوظ ہے اور بفرض وقوع کبیرہ عظمی یعنی اعتقاد کفر کے العیاذ باللہ تعالٰی اُس شخص سے جو اس نسب شریف کی طرف منتسب ہے حکم شرعی ارتداد جاری ہوگا، قتل کیا جائے گا لیکن اس طریان کفر سے اس انتساب ظاہری کی نفی شرعی فقہی لازم و متحقق نہ ہوگی۔ نظر شرعی فقہی بطور جزم یہ حکم نہ دے گی کہ ایسا شخص جو بشہرت تامہ منتسب بنسب شریف مذکور ہے یقیناً اُس نسب سے نہیں مثلاً اگر کسی ایسے شخص مذکور پر بسبب صدور کسی کلمۂ کفر یا اعتقاد کسی بدعت کے جو حد کفر تک پہنچ گئی ہو یا انکار کسی امر ضروری دین کے حکم شرعی کفر عائد ہوا اور پھر وہ شخص تائب صحیح الاسلام ہو گیا تو شرعاً ایسے شخص کی نسبت حکم قطعی عدم سیادت و عدم صحت نسب مذکور قائم نہ کیا جائے گا اور وہ اپنے مورثان سادات صحیح النسب کے ترکے سے محروم نہ ٹھہرے گا نظر شرعی و فقہی یہ امر روا نہ رکھے گی کہ اُن میں اس بنا پر توریث جاری نہ کرے کہ مورث سادات صحیح النسب سے ہے اور محکوم بسیادت شرعاً اور وارث محکوم بعدم سیادت شرعاً بسبب طریان کفر کے اس سبب سے کہ احکام ظاہرۂ فقیہ کی بنا صرف امر ظاہر متعارف پر ہے اور حقیقت الامر انساب مخفی مستور ہے جس کا ادراک قطعی طوق بشر سے خارج اور اُس کے لیے منجانب شارع قطعی طور پر کوئی معیار امتحان تحقیق صحت و بطلان مقرر نہیں، نہ نسب سیادت کے لیے نہ اُن کے ماسوا کے لیے ہر اُس شخص پر جو مشہور مسلم الانتساب بسند صحیح متواتر نسب سیادت یا اور کسی نسب کی طرف منتسب ہو، احتمال جانب مخالف قائم اور جس کے انتساب کو باتفاق جمہور غلط کہا جاتا ہے یا بالکل منتسب ہو وہ حقیقتاً منسوب بنسبت صحیحہ ہو۔

ہاں اس انتساب شریف کے حکم اخروی و برکت و شرف باطنی میں حقیقت واقعیہ جس کا علم قطعی حقیقی تفصیلی علام الغیوب جل مجدہ کو ہے معتبر ہے یعنی بروئے بعض احادیث صحیحہ کے جو یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذریت طاہرہ عذاب سے بالکل محفوظ ہے اور نار اُن پر حرام ہے تو اس کا تعلق اُنھیں سے ہے جو فی علم اللہ تعالٰی حقیقت میں اس ذریت طاہرہ سے ہوں، شہرت و تواتر ظاہر کو

اس امر اخروی میں کچھ دخل نہیں۔ ان احادیث کے متعلق علمائے کرام کے چند اقوال منقول ہیں بعض باعتبار مفہوم ظاہر متبادر الفاظ احادیث:

لا یدخل احد من اھل بیته النار

وحدیث:

وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقرمنھم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبھم

وحدیث:

سألت ربی ان لا یدخل احدا من اھل بیتی النار فاعطانی

وحدیث:

فحرّم اللّٰه ذریتھا علی النار

وحدیث:

ان اللّٰه قد فطمھا وذریتھا من النار

وحدیث:

ان اللّٰه غیر معذبک ولا احد من ولدک

وحدیث:

اللّٰھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم

وغیر ذٰلک من الاحادیث کے کہتے ہیں کہ اس ذریت طاہرہ کے جس قدر آدمی نسلاً بعد نسل قیامت تک ہیں سب مغفور لہم اور اُن میں سے کوئی داخل عذاب نہ ہوگا۔ اگر کوئی دنیا سے حالت فسق وفجور میں بغیر توبہ بھی جائے گا تو بھی رب العزت وتعالیٰ اپنی رحمت اپنے رسول کریم ﷺ کی شفاعت سے اُس کے گناہ معاف فرمادے گا یا قبر میں اُس کی تطہیر ہو جائے گی اور چونکہ متوفی علی الکفر کے لیے حکم خلود قطعی منصوص **ان اللّٰه لا یغفر لن یشرک به ویغفر مادون ذلک لمن یشاء** ہے اس سبب سے اس ذریت طاہرہ سے کوئی شخص تا قیام قیامت بفضلہٖ تعالیٰ دنیا سے حالت کفر میں نہ جائے گا **والالزم التعذیب المخلد وھذا خلف**

سندالسادات میں ہے:

قاضی شہاب الدین ملک العلما در مناقب السادات بابے مستقل عقد کردہ در بیان آنکہ ہیچ یکے از اولاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بکفر نمی رود وایمان سادات چون ایمان عشرۂ مبشرہ است درانجامی گوید کہ حکم اینست کہ در حالت نزع ایمان از ایشان زائل نشود

بعض علما ان احادیث میں نار سے مراد نار خلود لیتے ہیں یعنی اس ذریت طاہرہ میں سے کوئی شخص فی النار نہ ہوگا سب کا خاتمہ ایمان پر ہوگا گو بعض بسبب فسق بطور تطہیر چند ایام کے لیے داخل کردیئے جائیں **والظاهر المتبادر هو الاول کما قاله الزرقانی.**

بعض کہتے ہیں کہ اگرچہ ان احادیث میں حسن خاتمہ کل سادات کا تا قیام قیامت اشارہ و ذکر ہے لیکن یہ امر قطعی قابل عقیدہ نہیں کہ نہ یہ احادیث ایسی ہیں کہ قابل اعتماد فی الاعتقاد ہیں اگر چہ صحاح بھی ہوں تب بھی آحاد ہیں اور نہ اس امر پر اجماع علمائے سلف اہل سنت منقول نہ یہ امر یعنی عصمت قطعیہ جمیع سادات از سوء خاتمہ اس طریق سے جیسے کہ عصمت انبیاء و ملائکہ یا عشرۂ مبشرہ یا ازواج طاہرات و بنات زاکیات مسلم و متفق علیہ ہے داخل عقائد قطعیہ اہل سنت ہے پس بطور قطع داخل عقائد نہیں ہوسکتا جس طرح اور امور ثابتہ عن الاحادیث الآحاد الصحاح کا حال بھی ہے یعنی تسلیم و تصدیق ظنی وہی اس امر کا حال ہے۔ فی السنابل:

اے برادر جملہ مسائل اعتقاد تعلق بعلم کلام دارد وایں مسئلہ کہ تو میگوئی یعنی سادات را باصدور کفر وشرک ومعاصی قطعیت خیریت خاتمہ ایشاں راخللے وزللے نیست این مسئلہ در ہیچ کتابے از کتب علم کلام نیامدہ است

اسی میں ہے:

کتاب وسنت واجماع صحابہ عاقبت وخاتمۂ ہر مومنے را مبہم کردہ است خواہ سادات باشند خواہ غیر سادات وتو کہ بالقطع بخیریت خاتمۂ خود حکم میکنی دعوی خصومت با شرع شریف میکنی شریف میکنی

میر علی بلگرامی سند السادات میں لکھتے ہیں:

اکثر مردم ایمان سادات را مثل ایمان سائر مردم میدانند و محتمل الطرفین ودائر بین
الامرین می شناسند حال آنکہ رب العزت تعالیٰ شانہ سادات را بنا بر تعظیم و تکریم
جناب رسالت مآب ﷺ کہ اصل ایں شجرۂ طیبہ وافق ایں کواکب دریا است
بمزید عنایت نواختہ و بمرتبت حسن خاتمہ از سائر دودمانہا ممتاز ساختہ لہٰذا فقیر ایں
مطلب والا برخے از کتب ثقات برچید و جواہر آبدار ارمغان برآوردہ در سلک
تحریر کشید تا ارباب عیون صحیحہ وقوالب سلیمہ حسن ظنے بحسن خاتمۂ سادات بہم
رسانند و بمیامن اعتقاد صافی واخلاص وافی سعادت حسن خاتمہ دریابند

بالجملہ احادیث مذکورہ کی بنا پر حکم حسن خاتمۂ ذریت طاہرہ ضرور ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ احادیث مذکورہ آحاد ہیں یہ عصمت قطعی مثل عصمت ملائکہ وانبیا داخل عقائد نہیں کی گئیں۔ ان احادیث میں حرمت نار وحفاظت عن العذاب کا وعدہ ہے جس کو حسن خاتمہ لازم حکم عدم امکان طریان کفر کا استنباط ان احادیث مذکورہ سے بنظر ظاہر ومتبادر الفاظ درست نہیں معلوم ہوتا کہ ممکن کہ طریان کے بعد پھر زوال ہوا اور مطابق **کل شئ یرجع الیٰ اصلہ** کے طہارت اصلی کا اثر ظاہر ہوا اور حکم **فحرم اللّٰہ ذریتھا علی النار** صادق آئے۔

اگر ان احادیث مذکورہ کے علاوہ اور کوئی نص صریح مفید عدم امکان طریان ہو تو مدعاے مذکورہ کا اثبات ہوسکتا ہے اور وہ اس وقت نظر میں نہیں **ولعل اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امرا**

اسی سبب سے بعض علما بیان عدم طریان کفر میں وہ کلمات استعمال فرماتے ہیں جو حسن اعتقاد اور ظن خیر سے خبر دیتے ہیں مثلاً علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا **واما الکفر فاکاد اجزم ان لا یقع منھم** تصریح جزم کی جیسے کہ عقائد قطعیہ میں کی جاتی ہے نہ فرمائی۔

ھذا ما عندی الان واللّٰہ المستعان فقط

حرّر اجوابۃ ھذہ المسائل عبداللّٰہ المعتصم بذیل النبی الامجد عبدالرسول
محبّ احمد الصدیقی الحنفی القادری البدایونی
مدرس اعلیٰ مدرسہ شمسیہ **الکائنۃ بجامع بدایون المحمیۃ عفی عنہ کل خطیئۃ**
(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ) ☆☆☆

فضائل ماہ شعبان المعظم

یہ مہینہ رزق کا گنجینہ برکت کا خزینہ ایمان کی جان، اسلام کی کان، مقدمۃ الجیش ماہ مبارک رمضان اس کے فضائل بے شمار جن کا انحصار دشوار الا برطبق مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اند کے از بسیار و یکے از ہزار گویا مشتے نمونہ از خروار یوں سمجھنا چاہیے کہ اس ماہ مبارک کی خطب میں حضور پرنور سید الانبیاء والمرسلین خیر الاولین والآخرین اکرم الکائنات افضل المخلوقات حبیب رب العالمین شفیع العصاۃ یوم الدین علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات حضار دربار ہدایت آثار سے برسر منبر مبارک بار بار بالتکرار ارشاد فرماتے کہ:

نقوا ابدانکم بصوم شعبان لصیام رمضان الحدیث رواہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ

یعنی اپنے بدنوں کا تنقیہ کرلواے مسلمانو! روزۂ ماہ شعبان سے واسطے ماہ مبارک رمضان کے جیسا ثابت ہے روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خود بدولت بھی بہ نسبت دوسرے مہینوں کے اس ماہ مبارک میں کثرت صیام وقیام فرماتے، بقیع میں تشریف لے جا کر دعائے مغفرت سے اموات کوشادکام کرتے۔

حضرت اُسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ:

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور اقدس ماہ مبارک شعبان میں بہ نسبت دیگر شہور کے کثرت سے روزہ رکھتے ہیں؟ ارشاد ہوا اے اُسامہ یہ مہینہ برکات کا خزینہ ہے اس میں ملائکہ پیش کرتے ہیں اعمال شبانہ روزی بارگاہ رب العالمین میں ہم کو محبوب تر ہے یہ کہ بحالت صیام ہمارے اعمال پیش ہوں اُس دربار میں الحدیث

اور دوسری روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی التزام کرے گا تین روز دن کا ماہ شعبان میں قیامت کے دن پروردگار عالم اپنی رحمت سے اُس کی قبر پر واسطے سواری کے

ناقہائے بہشت سے ایک ناقہ بھیجے گا۔

ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین احب النساء عائشہ صدیقہ حمیرا رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب لیالی ماہ شعبان سے میں نے حضور پرنور کو بستر اطہر پر نہ پایا، بیتاب ہو کر تلاش وطلب میں حجرۂ مطہرہ سے باہر آئی، حضور بقیع میں جلوہ فرما تھے سر اقدس آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے مجھ کو دیکھ کر ارشاد ہوا کہ ''اے عائشہ تم کو خیال گزرا کہ خدا اور رسول تمہاری حق تلفی گوارا فرمائیں حاشا ایسا نہیں ہے، اے عائشہ یہ شب لیلۃ البرات ہے اس میں تجلی الٰہی منور فرماتی ہے سمائے دنیا یعنی فلک اول کو اور مغفرت نامتناہی متوجہ ہوتی ہے بندگان خدا پر اور فرمان بخشش عطا ہوتا ہے اکثر عباد کو کہ زیادہ ہے شمار اُن کا بنو کلب کے گلہ سے''۔

بیہقی وابن ماجہ شریف میں حضور اقدس امام الاولیا شیر خدا مشکل کشا سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ ''جب میسر آئے پندرھویں شب شعبان کی تو شب بیداری کرو اور اُس کی صبح کو روزہ رکھو کہ اس شب میں بعد غروب تجلی الٰہی ظاہر ہوتی ہے عالم پر اور ندائے عام کی جاتی ہے کہ اے طالبان مغفرت دوڑو کہ دروازہ مغفرت کا کھلا ہے اور اے خواستگاران رزق چلو کہ روزی کا در وا ہے اور اے مبتلا ہائے معاصی اُٹھو کہ وقت عفو آ گیا اور اے سائلو پہنچو کہ موسم انعام وعطا ہے اور غروب آفتاب سے طلوع تک یہی دھوم دھام رہتی ہے''۔

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین جب ماہ شعبان جلوہ دکھاتا طاعت و عبادت کی کثرت فرماتے دن بھر روزے رکھتے، شب بھر نوافل ادا فرماتے، تلاوت قرآن مجید و صدقات وخیرات میں سرگرم رہتے، باہم فرماتے کہ اے مسلمانو عجب موقع خیرات ومبرات ہے خدائے رحیم نے اپنی رحمت سے یہ وقت دکھایا ہے، اموال کی زکوٰۃ نکالو، صدقات کی تیاریاں کرو، رمضان مبارک آتا ہے، ضعفائے امت کی، مساکین بے ہمت کی اعانت وتقویت کی کوشش کرو سرمایۂ آخرت کماؤ دنیا کی نعمت فانی جانو، آخرت کی دولت باقی میں حصہ لگاؤ۔

مفسرین عظام متعلق آیہ کریمہ **و اما من خفت موازینہ** الآیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کا پلہ حسنات وقت وزن اعمال ہلکا ہوگا حکم ہوگا کہ اے غافل عاطل کیا عمر بھر تجھ کو شب شب پانزدہم شعبان بھی میسر نہ آئی جو آج یہ ندامت نہ اُٹھاتا، اولیائے امت علیہم الرحمۃ نے اس شب کے

اعمال وفضائل کی مسترشدین سے نہایت تاکید فرمائی کسی نے کم ازکم سو عدد نوافل ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص کا حکم فرمایا ہے، کسی نے بعد ادائے صلوٰۃ مغرب سورۂ کریمہ یٰسین شریف کی تکرار کا بہ نیت طول عمر و دفع بلیات و استغناء ارشاد کیا ہے۔

بالجملہ یہ رات و دن غنیمت ہے واسطے استحصال حسنات و برکات کے یہی رات تو ہے جس کا نام ہے شب برات یعنی شب حصہ وقسمت برطبق طاعت و عبادت لیلۃ البراءۃ یعنی شب آزادی عصاۃ وگرفتاران بلا وآفات لیلۃ العفو والکرم یعنی شب معاصی وبخشش پروردگار غفار کائنات ولیلۃ الرحمۃ یعنی رحمت رحیم کی رات لیلۃ التوبۃ والندم یعنی توبہ وندامت کی رات وغیرہ وغیرہ۔

ماہ رجب وشعبان و رمضان یہ تینوں مہینے بطور مثال زمانہ تخم ریزی اعمال و وقت انجام و اکمال وموسم وفصل حصول منافع ومکاسب اشغال ہیں وبس۔

اَللّٰھُمَّ ارزُقْنَا برکات ھٰذہٖ الشھور الکریمہ واللیالی والایام بجاہ سید الانبیاء الکرام وحرمۃ افضل الرسل العظام ﷺ وعلی آلہٖ وصحابہٖ اجمعین آمین آمین آمین.

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۱ شمارہ ۴/۵، شعبان ورمضان ۱۳۱۵ھ)

فضیلت ماہ شوال

مضی شہر الصیام والقیام   وجـاء یـوم عیـد الـکـرام

اہل اسلام عالم میں ایک مہمان عزیز ذی عزت وشان کی رخصت کا ہنگامہ، دوسرے کی آمد آمد کی گھر گھر دھوم دھام وجلسہ ہے۔ سبحان اللہ کیا جانا ہے اور کیسا آنا، صرف جلوۂ شان ترحم دکھانا، رمز تدارک وتلافی مافات باصلاح ماہوآت سکھانا غافلوں کو چونکانا، سوتوں کو جگانا، بھولوں کو راہ بتانا، منتظروں کو منزل مقصود پر پہنچانا ہے۔

مسلمانو! وہ عزیز مہمان، رحمت کی شان، مغفرت کی کان، ضیائے اسلام وایمان کا جلوہ نجات کا فرمان ماہ مبارک رمضان جس کا ہر روز عید سے زیادہ تر سعید، جس کی ہر رات شب برات سے بڑھ کر سراپا برکات، جس کی ہر صبح مظہر انوار ومصدر تفضلات نامتناہی، جس کی ہر شام مطلع تجلیات الٰہی، جس کی عزت ورفعت کے خدا وحبیب کبریا دو عادل گواہ، جس کی وقعت وعظمت قرآن وحدیث سے ظاہر، بلا اشتباہ تمہاری رفاقت سے منھ موڑتا، تم کو حزین وغمگین چھوڑتا، تمہارے سر سے اپنا ظل کرامت سایۂ مکرمت اُٹھاتا، تمہارے اعمال شبانہ روزی دربار کبریائی میں سنانے جاتا ہے، خدا نہ کرے کہ شکایت کا موقع بارگاہ احکم الحاکمین حنان ومنان میں ہاتھ آئے، حق خدمت بجانہ لانے، تعظیم وتوقیر میں تقصیر واقع ہونے کا گلہ فرمائے، کیا شفیع امت شان رحمت نبی مختار حبیب پروردگار رغفار علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے پہلے سے اسی دن کے خاطر التـائـب مـن الـذنـب کـمـن لا ذنـب لـہ ارشاد نہ فرمایا؟ تم کو کنارۂ نجات وسلامتی پر بحالت تلاطم امواج مصیبت اپنی دستگیری سے نہ پہنچایا؟ پہنچایا اور ضرور پہنچایا اور ہر حالت میں تم کو مواخذہ مطالبہ سے بچایا، پس اس وقت پورا موقع ہے کہ ''فتـوبـو الـی الـلّٰہ توبۃ نصوحا'' باب توبہ کھلا ہوا ہے، بے شبہ ہماری غفلت ہماری کاہلی، نفس امارہ کی پیروی، اوامر سے نفرت، نواہی پر رغبت ظاہر و عیاں، رحمت ارحم الراحمین جلت جلالہ، شفاعت سید الشافعین علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری پوری امید دلاتے ہیں، واقعی ہماری طاعت وعبادت توبہ وندامت کب قابل قبولیت ہے مگر فضل وکرم

رب کریم ورحیم ورحمت وحمایت جناب نبی رحیم وکریم پر سارا بھروسہ، تمام دار و مدار ہے، انھیں کی شفقت پر خلاصی ونجات صورت دکھاتی ہے، افسوس ہزار افسوس کہ ناگاہ یہ شہر رحمت جس کا آنا ہم نے غنیمت نہ جانا، جس کی خدمت گذاری باعث ترقی مدارج نہ سمجھے، جس کا احترام موجب انعام واکرام نہ مانا، ہم سے رخصت ہوا لوفرضنا اگر اگلے سال زندہ بھی رہے، تندرست بھی ہوئے اور اس ماہ مبارک نے اپنے قدم سے ہم کو مشرف بھی فرمایا تو بحالت یہ کہ اس وقت اس کی تعظیم وتوقیر تجبیل وتکریم کیا بجالائے ہیں جو اُس وقت آئندہ تک اپنے حالت موجودہ سے امید کریں، علاوہ ازیں گیارہ مہینے کامل انتظار کیا سوہان روح نہیں ہے؟ بیشک ہے، پس اب اس امید پر کہ اب انھیں اب کے سال کرلیں گے، زمانۂ موجود کو بہ تمنائے استقبال ٹالنا حیلہ وحوالہ نہیں تو اور کیا ہے؟ موقع اسی کا ہے کہ فوراً خدا کا نام لے کر دست انابت بہ تمنائے اجابت بوسیلۂ جمیلہ حضور شفیع الامت درود شریف کو واسطہ ٹھہرا کر بارگاہ عزت وجلال میں پھیلا کر اتباع شریعت وامتثال سنت و ہدایت صراط مستقیم کے اُس تواب ورحیم سے طالب صدق واخلاص خشوع وخضوع خوف وخشیت کے ساتھ زمانہ گزشتہ میں تقصیر کا عذر استقبال کے لیے توفیق کے سائل وراغب ہوں، اس کے سوا ہم سے کیا ہوسکتا ہے کہ مفارقت ورخصت ماہ رمضان المکرّم اور اپنے شامت کا غم واندوہ کریں، قدوم میمنت لزوم شہر شوال المعظم کو ماہ صیام سمجھیں اپنی تقصیر پر نادم ہوں، خود کردہ کی اور کیا دوا ہے؟

الفراق الفراق یا شهر کفارة المعاصی والسئیات الوداع الوداع یا شهر تضاعف البرّ والحسنات الفراق الفراق یا شب هذاللصائمین عند رب العالمین الوداع الوداع یا شافعهم بین یدی ارحم الرّاحمین فیا ربّ العالمین امان الخائفین آمنا ویا دلیل المتحیرین دلنا ویا حبیب التوابین تب علینا وانک انت التواب الرحیم ویا مجیب دعوة المضطرین اجب دعواتنا واحینا علی الاسلام وتوفنا علی الایمان ووفقنا لما تحب وترضٰی انک انت العفو الکریم برحمتک یا ارحم الراحمین وبجاه سیدنا وشفیعنا سیدالخلایق اجمعین صلّی اللّٰه علیه وسلم علیه وعلٰی سائر اخوانهٖ من الانبیاء والمرسلین وآله الطاهرین وصحبهٖ

الطیبین و اولیاء امته الکاملین المکملین آمین آمین آمین.

اب ماہ عید کی آمد ہے عالم میں قدومت خیر قدوم کا ہر طرف شور وغوغا ہے ''مرحبا به فنعم المجئ جاء'' کی چارسوصدا ہے، مشتاقان رحمت ومنتظران رافت رب العزت شہر شکر نعمت وقت وصول دولت طاعت وحصول ونتیجہ عبادت ایام انعام و اکرام لیالی لطف و افضال پروردگار ذوالجلال والاکرام کا عالم میں رونما ہے، موسم سعی مشکور اول شہور حج مبرور زمانہ اکرام وانعام جس میں پہلے دن افطار واجب سوم حرام، وقت تقسیم خلعت ہنگام قبولیت طاعت وعبادت ہے۔ ماہ شوال المکرّم بافضال الٰہی دنیا میں رونق فزا ہے۔

رمضان المعظم کے بعد اس تازہ مہمان مکرم نے تمہاری عزت افزائی کو قدم رنجہ فرمایا تمہاری سرفرازی کو اپنا جلوہ دکھایا ہے قسمت سے تدارک وتلافی ایام گزشتہ کا موقع ہاتھ آیا ہے، آج یوم عید ہے تاریخ سعید ہے، خلوص واخلاص، خشوع وخضوع سے لگے ہاتھوں ذرا طاعت وعبادت کی خاطر کمر ہمت باندھ کر مستعد وآمادہ ہو جاؤ، ادائے فطرہ کے بعد ادائے نماز فجر قبل از دوگانہ تیاریاں کرو خیرات ومبرات کا اہتمام افطار صوم کا انتظام حسب المقدور بجالاؤ۔ عید مناکر وعید کا بھی نقش صفحہ دل پر جماؤ۔

آج دربار عام ہے عابدوں کا منزل قرب میں مقام ہے، جزاے اعمال وافعال ثواب طاعت وعبادت سے ہر مستحق خوشحال ہے، یوم فرحت وسرور ہے، یوم زینت وتجمل ہے، آج ملائکہ بغرض زیارت ولقائے صائمین وقائمین زمین پر آتے، مژدۂ انعام وعطا سناتے ہیں، آج یوم افطار ہے، وقت خلاصی گرفتار عذاب نار ہے، آج ادائے دوگانہ شکرانہ بموجب مذہب حقہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ شرائط جمعہ وجوباً واداً سواے سنیت خطبہ ادائے زکاۃ فطرہ ہر مکلّف بالغ و عاقل مالک نصاب فاضل پر واجب، وقت ادائے دوگانہ طلوع آفتاب سے تا وقت زوال ہے بہ نسبت دیگر نمازوں واجبہ کے اس نماز میں ہر رکعت میں تین تین تکبیریں واجب ہیں رکعت اولیٰ میں بعد ثنا وقبل تعوذ رکعت ثانیہ میں بعد قرأۃ ہر تکبیر میں فاصلہ بقدر تین تسبیح مستحب بعد ادائے دوگانہ خطبہ مشتمل احکام مسنون۔

آج نہانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، لباس عمدہ ومکلّف بقدر امکان زیب بدن کرنا، قبل

ادائے دوگانہ چھوہارہ بعدد طاق یا شیرینی کا کھانا، صدقہ وخیرات ومبرات یہ سب امور مستحب و مسنون، آج فطرہ قبل ادائے دوگانہ ادا کردینا واجب، ہر مالک نصاب فاضل پر اپنے نفس واولاد صغیر وخدمت کے غلام کی جانب سے واجب کہ بعد نماز فجر اگر غلہ گندم یا انگور ادا کرے تو ہر ایک کی جانب سے بقدر نصف صاع اور اگر ہو یا خرما دے تو بوزن ایک صاع فقرا ومساکین وغیرہ کو مثل مصارف اموال زکوٰۃ عطا کرے۔

صاع شرعی کا غلہ بہ حسب تحقیق محققین سیر مروجہ وقت سے کہ اکثر بلاد میں اسّی (۸۰) روپیہ بھر کا ہے، پونے چار سیر ڈیڑھ چھٹانک ہوتا ہے، کمی وبیشی وزن کا مطابق رواج سیر رواجی اسے اپنے شہر کے حساب کرلیا جاوے۔ اگر فقیر کا نفع ادائے قیمت غلہ واجبہ میں ہو تو قیمت دے دینا اولیٰ ہے۔ مالک نصاب کو اختیار ہے کہ اپنی زوجہ اولاد کبیر کے جانب سے بھی استحباباً نہ وجوباً ادا کردے۔

بھائیو اگر یہ دن یوم سرور وعید ہے تو ساتھ ہی اس کے خوف وعید ہے، مجرد لباس فاخرہ پہننے، نہانے دھونے، خوشبو لگانے، عیش وسرور منانے، خرما وشیرینی اُڑانے کا نام عید نہیں ہے۔ اصل عید اُسی مسلمان نیک بخت وسعید کی ہے کہ بحر رحمت الٰہی میں غوطہ زن ہو خلعت فاخرۂ قبولیت عبادت دربار الٰہی سے پاوے، عطر رضائے الٰہی سے لباس بساوے، سرور موفور اُسی کو زیبا جس نے بارگاہ احکم الحاکمین سے حاکم نجات وآزادی پایا، زینت وتجمّل اُسی کا بجا ہے جس کے لیے باغ جنت لہلہا رہا ہے، قصر رضوان آراستہ وپیراستہ ہے، مصافحہ ومعانقہ اُسی کو لائق وسزاوار ہے جس کی حوریں مشتاق، غلماں منتظر، جن کی زیارت کا ملائکہ کو بارگاہ کبریائی سے زمین پر آنے کا حکم ہو، ورنہ محل خوف وخطر و مقام گریہ وبکا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے **لیس العید لمن لبس الجدید بل العید لمن خاف الوعید** دیکھو تقرب دربار کبریائی خوف وخشیت کا کیا ہی عمدہ نتیجہ اور اسلاف کرام خلفائے حضور سید الانام کا طریقہ حسنہ ہے حضرت ابو ہریرہ ارشاد فرماتے ہیں ''عید کے دن میں حاضر ہوا دربار ہدایت حضور پرنور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں دیکھا میں نے کہ دروازہ بند حضور اقدس آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں کمال بے قراری حد سے زیادہ گریہ وزاری ہے، میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المومنین آج یوم عید ہے یوم سرور ہے حضور روتے ہیں

دوسرے آدمی فرحان وشاداں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اُن کو علم ہوتا ہرگز خوشی نہ مناتے اور یہ فرما کر پھر رونے لگے اور ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ اگر یہ لوگ مقبولان بارگاہ میں شمار ہوئے ہیں تو فرحت ومسرت بجا ہے اور جو مقام قبولیت سے ہٹا دیئے گئے ہیں تو محل گریہ وبکا وقت آہ واویلا ہے، میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس فریق سے ہوں بخوف خدا رور ہا ہوں''۔

قال ابوهريرة دخلت على عمر ابن الخطاب رضى الله عنه يوم العيد وقدا غلق الباب علٰى نفسهٖ وهو يبكى فقلت يا امير المومنين اتبكى والناس فى فرح فقال لو علم الفرحون مافرحوا ثم جعل يبكى ويقول ان كانوا من المقبولين فليفرحوا وان كانوا من المطرودين فليبكوا واما انى لا ادرى من المقبولين انا ام من المطرودين.

روزہ دارو! رمضان کو اس ماہ شوال میں چھ روزوں کا اجر صیام دہر کے ثواب کے مقابل ایک ایک روزہ کا ثواب ہم پلہ چلّہ کامل، یہ روزہ دار عذاب قبر وشدت قیامت وہول محشر سے آزاد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صام رمضان واتبعه ستة من شوال فكانما صام الدهر كله بالكمال واعطاه الله بصيام كل يوم ثواب اربعين يوما ورفع عنه عذاب القبر وشدة يوم القيامة والاهوال الحديث.

جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہورے سال روزہ رکھا، اور اللہ تعالیٰ اس کو ہر روزے کے بدلے چالیس دن کا ثواب عطا فرمائے گا، اور اس پر سے عذاب قبر اٹھالیا جائے گا اور اہوال قیامت کی شدت کم کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ا رشمارہ ۷؍۸، ذیقعدہ؍ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ)

☆☆☆

فضائل شہر مبارک ذیقعدہ

بارک اللہ کیا ہی سراپا خیر وعین برکت یہ مہینہ ہے، اول شہر حرم ثانی شہور حج مبرور جس کی حرمت وعظمت قرآن شریف وحدیث منیف سے ثابت وعیاں، جس کے انوار عالم میں نمایاں، کیسا مہینہ جس کے غرہ کا سلخ ماہ مبارک شوال، جس کے سلخ کا غرہ ذی الحجہ سے اتصال، جس کے ہر حرف سے ایک نیا جلوہ آشکار، نئی شان کا اظہار، ذکر کا معدن، یمن کا فرمان، الطاف وامتنان بے پایاں کا مخزن، لطف وعطاے بے کراں کا سامان، قبولیت کا ذخیرہ، عظمت وعزت ونعمت کا منبع، دلیل اسلام وایمان، ہدایت کا اعلیٰ وارفع نشان، سرتاپا جلوہ جلال وجمالِ ایز دمتعال ومنان، لائق عزواحترام، مستحق توقیرواعظام، لائق اکرام، جس میں اہل دین کو ورع واتقا پر التزام۔

کیسا مہینہ جس کا درمیان عیدین قیام ومقام، نام کا خالی مگر شان وہ عالی کہ بعد ہجرت اسی ماہ میں حضور خاتم رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ نے بشوق زیارت کعبہ مکرمہ زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً و خیال حب وطن ہزاروں ہزار امید وتمنا چار بار عمرہ ادا فرمایا۔

سبحان اللہ کیا ہی اعزاز ہے اور کیسا اکرام اولاً سنہ ٦ ہجری قدسی میں جس کی کیفیت اجمالی یہ ہے کہ حضور نے شب کو رویائے حقہ زیارت وطواف کعبہ مکرمہ سے بہرہ ہی اصحاب جاں نثار مہاجرو انصار باہزاراں ہزار شوکت وشان وعظمت و وقار مشرف ہو کر یکا یک جماعت خدام عالی مقام ہمرکاب لے کر کمال شوکت واجلال سے تہیہ حج وعمرہ فرما کر بمقام مدینہ نزول اجلال وحلول اقبال فرمایا، مشرکین مکہ کا اس خبر سے زہرہ پانی، دل شق، جگر چاک ہو گیا، گھر چھوڑ کر بھاگے، سد راہ و مانع ہوئے بڑے بڑے اکابر وسرداران قریش نے باہم یہی رائے دی کہ بالفعل جیسے بنے خواہ بحیلہ صلح خواہ دوسرے طور پر مسلمانوں کو یہاں آنے سے روکنا مناسب ہے اور اسی خیال سے حدیبیہ تک پہنچے اور قیل وقال شروع کی حضور نے فرمایا کہ مقصود اصلی صرف طواف بیت الحرام اور حج ہے، ہم نے بغرض جدال وقتال ارادہ نہیں فرمایا کہ نہ اس وقت لڑنا مقصود ہے۔

اس اجمال کی تفصیل آیہ کریمہ **لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق** سے ظاہر وباہر

ہے بالآخر حضور اقدس نے ﷺ حضور پرنور سیدنا جامع قرآن حضرت عثمان ابن عفان علیہ الرحمۃ والرضوان کو سرداران قریش کے پاس واسطے فہمائش واظہار مدعا کے روانہ فرمایا کہ اس وقت یہ گستاخی مناسب حال نہیں ہے، انجام اس کا سخت خرابی تمہاری بربادی ہے۔لیکن اس فہمائش نے کچھ اثر نہ بخشا اصرار کفار علیٰ حالہ برقرار رہا اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا بلکہ خبر قتل مشتہر کرادی، یہ سن کر یکا یک جلال حبیب ذی الجلال نے اپنا جلوہ دکھایا ایک درخت کے سایہ میں جلوس فرمایا اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا، بیعت لی سب نے بدل و جان عہد کیا کہ جاں نثار ہر طرح تابعدار بجا آوری فرمان وحی نشان پر مستعد و تیار ہیں، اس بیعت کے عزت و منزلت وقعت وجلالت شان وشوکت آیۂ کریمہ:

لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبا یعونک تحت الشجرۃالآیہ

سے نمایاں ہے، مسلمانو یہی بیعت تو ہے جس کا نام قرآن سے **بیعت الرضوان** ہے۔

چونکہ حضور اقدس سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک بیعت نہ تھے حضور نے وہ شان محبوب نوازی دکھلائی اور ایسے شرف عظیم سے اُن کو سرفراز فرمایا کہ باید وشاید، اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اپنے دست حق پرست کو عثمان کا ہاتھ ٹھہرایا اور پھر اُن کو بھی داخل بیعت فرمایا۔ اللہ اللہ کیسا رتبہ عالی وخاص فضل عظیم دربار خدائے کریم وحضور نبی رؤف ورحیم سے پایا یہ وہی مثل ہے کہ ''میان عاشق ومعشوق رمزی است'' اور یہ وہی بات ہے کہ ''جسے پی چاہیں وہی سہاگن''۔

القصہ جب جلال حضور کا قریشیوں نے دیکھا اور اصحاب کی جاں نثاری دیکھی وہ ہلچل مچ گئی کہ کلیجہ منھ کو آتا، بدن پر لرزہ طاری تھا اب تو صلح کے سوا اور کوئی صورت خلاص نہ پائی بالآخر حاضر دربار ہوئے صلح کی ٹھہرائی اور نہایت سخت شرائط صلح پیش کیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا ابتداءً شان جلال غالب تھی اب جمال نے اپنا رنگ جمایا، رحمت نے روپ دکھایا ہر شرط مخالفین پر رضامندی فرمائی اور یکا یک اصحاب کرام کو حکم فرمایا کہ قربانیاں ذبح کر ڈالو، مدینہ طیبہ کو لوٹ چلو سال آئندہ یہ عمرہ قضا ہوگا، جو کچھ منظور خدا ہے جلوہ نما ہوگا، ہر چند نظر بظاہر یہ صلح فرمانا مدینہ میں لوٹ جانا اصحاب کرام پر بار خاطر تھا مگر یہاں تو حکم کے بندے تھے تعمیل حکم پر مستعد ہوئے، سامان معاودت فرمایا حضور نے خیال تسلی وتشفی واطمینان قلبی اصحاب جان نثار کی بطور

اخبار بالغیب وقت روانگی مدینہ فرمادیا کہ یہ دس سال مدت صلح تار و پود عنکبوت ہے دیکھنا عنقریب کھل جائے گا وہ جو منظور پروردگار ذی العزہ والجبروت ہے، یہ صلح حدیبیہ فتح مبین مکہ مکرمہ کی بین تمہید ہے، یہ مہینہ بھی تمہارے لئے عید ہے۔کیسی صلح مشتمل حکم عجیبہ محتوی احکام غریبہ ابھی حضور یہ کلام وحی نظام فرما ہی رہے تھے کہ حضرت روح الامین علیہ السلام نے نزول فرمایا مژدۂ فتح عظیم سنایا **اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْنَا** پیغام ملک العلام پہنچایا دل مضمحل اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خرّم وشاد فرمایا دیکھو کیا مقام ہے **فھم من فھم**۔

کیسی صلح جس میں مقابل نانہجار کا یہ خیال کہ دس برس تو ظاہری ہیں، اب تو یہ عہد نامہ ایسا وثیقہ ہاتھ آیا کہ ابدالآباد تک مکہ مکرمہ پر قابو پایا، یہ سلطنت قیامت تک ہم نے پائی، اس سے محض بےخبر کہ حاکم حقیقی کیا شان قدرت دکھا رہا ہے آج شان دولت اور علم شوکت امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام وتحیۃ کا ہمیشہ کو مکہ مکرمہ پر قائم ہوگیا۔ یہ عہد و پیمان اُن کی عزت کا سامان تمہارے ذلت کا نشان ہے تھوڑا سا زمانہ ہے کہ نقض عہد کروگے اپنی بنیاد اپنے ہاتھوں ڈھاؤگے، عمر بھر اسی غم میں خون جگر کھاؤگے، مسلمان ہوں گے کہ بچہ بچہ ان کا تم پر غالب ہوگا خسران ابدی نقصان سرمدی تم سے دست وگریباں، زندگی تم کو آفت جان، کیسی صلح جس میں معجزات قاہرات حضور خلیفہ مطلق وآیات بینات نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عموماً ظہور جو معروف ہیں اور عام طور پر مشہور چنانچہ وقت معاودت مدینہ مطیبہ زادہا اللہ تکریماً وتعظیماً جو کچھ ارشاد ہوا وقتاً فوقتاً اس کا جلوہ نظر آیا۔

دوسری بار سنہ ۷ ہجری میں اسی ماہ مبارک میں بغرض تلافی مافات واصلاح ماہوات مدینہ طیبہ سے روانہ ہوکر قضائے عمرہ سابق یعنی سنہ ۶ ہجری سے فراغ حاصل فرمایا اور عمرہ ادا کیا۔

تیسری بار سنہ ۸ ہجری قدسی میں غزوۂ طائف سے بہزاراں جاہ وجلال معاودت فرما کر بغرض شکر نعمت طواف وعمرہ کیا۔

چوتھی مرتبہ ۱۰ ہجری میں عشرہ اخیرہ ماہ ذیقعدہ میں مدینہ طیبہ سے روانہ ہوکر عمرہ و حجۃ الوداع سے فراغ حاصل فرمایا، ابتدائے احرام کا وقت ذیقعدہ ہے اتمام مناسک کا زمانہ ماہ مبارک ذی الحجہ جس کے فضائل آئندہ انشاء اللہ ہوں گے۔

پیارے بھائیو! مالدار مسلمانو! یہ وقت ہاتھ سے چلا پھر اس کا ملنا دشوار، اجل ہر وقت سر پر سوار ہے بوجہہ بعد مقام اگر ادائے سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت قاصر ہو یہ وقت غنیمت سمجھو، تہیہ حج کرو نعیم دار السلام لوٹو، نہیں ہے دنیا مگر اضغاث احلام۔

فقیرو! محتاجو! اگر بالفعل بے سامانی باعث حیرانی و پریشانی ہے زمانہ قبولیت دعا ہے، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، معصیت چھوڑ و مخالفت سے منھ موڑ و توبہ نصوح کرو خداوند کریم پر پورا بھروسہ رکھو اُسے فضل کرتے نہیں لگتی دیر، دعائیں مانگو، اپنی حالت دیکھو، شرماؤ، وہ بڑا سہارا ہے، نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار، مقام غور ہے کہ اُس خلاق رحیم و کریم کی یہ عنایت و رحمت اور ہماری یہ غفلت اور یوں مبتلائے خواہش نفس و معصیت **استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ الملک العزیز العلام.**

پیارو! خدا کو کیا منھ دکھاؤ گے؟ کیا عذر ہے؟ کیا جواب دو گے؟ **کیف ترکنون الی دار السلام وھو یدعوا الی دار السلام** آخر دنیا سے ایک دن نکلنا، تاریک گڑھے میں تنہا مقام کرنا، مجمع حشر و نشر میں روبروئے بادشاہ جلیل و جبار واحد قہار فضیحت کے دن، رسوائی کے دن، ذلت کے دن، خواری کے دن، جو پچاس ہزار سال کا ایک دن ہے کھڑا ہونا، کیے کا حساب و کتاب دینا اور ہزار ہا ہزار آفتوں کا سامنا مصیبتوں کا کاٹنا ہے یا نہیں؟

آہ اتنا بڑا سفر طویل در پیش اور زاد راہ جو کچھ ہے وہ معلوم۔

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ۱ رشمارہ ۷،۸/ ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ)

فضائل شہر مبارک ذی الحجہ

یہ وہ مہینہ عظیم الشان گنجینۂ ذکر جمیل و یاد ربّ جلیل ذی العظمت خزینۂ استغفار و انابت و معدن لطف و کرم رب العزت زمانہ حج بیت اللہ و زیارت دربار نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ موسم جبر کسر ذلت اقدام و وقت، توبہ و ندامت ہے جس کی عزت عظمت شان و شوکت کو آیت کریمہ **والفجر ولیال عشرٍ الآیہ** فرمان مفروض الاذعان **وللّٰہ علی الناس حج البیت الآیہ** سے مثل آفتاب عالم تاب نمایاں و عیاں ہے اس کے شرف و فضل کی کیا حد و انتہا ہے کہ خلاق عالم اُس کی قسم ذکر فرماتا غافلوں کو اُس کی یاد دلاتا ہے۔

یہی تو وہ مجمع خیر کثیر و منبع برّ کبیر ہے جس کا ایک ایک دن ایک ایک رات ایک ایک سال سے زیادہ سراپا برکات، حضور اقدس خیر البشر سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

مـامن ایام احب الی اللّٰـہ تعالی ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الـحـجۃ یـعـدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ وقیام کل لیل منھا بقیام لیلۃ القدر الحدیث

یعنی ان لیالی متبرکہ و ایام مقدسہ عشرہ اولی ذی الحجہ کے مقابل کوئی دن اور رات خدائے کریم کو زیادہ محبوب و مرغوب واسطے عبادت کے نہیں ہے کہ ہر دن کا روزہ اجر و ثواب میں ہمسر روزہ یک سالہ اور ہر رات کا قیام قیام لیلۃ القدر کا قائم مقام ہے۔

یہ وہ دن ہیں کہ خدا کا لشکر ظفر پیکر جس کا لقب ہے حزب اللہ، مستانہ وار کھولے سر، بالوں میں گرد، بدنوں پر غبار، احرام باندھے منتظرانہ حالت رحمت و مغفرت کے امیدوار لبیک لبیک پکارتے آستانہ پر پڑے ہیں، کسی وقت کعبہ مکرمہ کے آس پاس گھومتے، حجر اسود چومتے، مقام ابراہیم میں دوگانہ گزارتے، کسی وقت بین الصفا والمروہ دوڑتے ہیں اور بے قرار کسی وقت وادی عرفات میں جمع ہو کر روتے پیٹتے ہیں زار و نزار مشتاق جلوۂ دیدار کبھی منیٰ میں قیام ہے، ٹھیکریاں پھینکنے سے سروکار، مال کیا جانیں، نثار کرنے پر آمادہ ہیں اور تیار، غرض عجیب شان و شوکت ہے،

نرالی کوشش، انوکھی حالت، عجیب وضع، غریب اطوار و کردار جو دیدنی ہے نہ گفتنی۔

جلوۂ خلیل جلیل و پرتو ذبیح ذی التجبیل عیاں ہے و آشکار، اس تمکین وشکوہ سے آج شیطان لعین عجیب بلا میں گرفتار ہے، جوق در جوق ذریت شیطانی مبتلائے حیرانی و پریشانی رسوا ہیں اور خوار۔ کما قال علیه الصلوٰة والسلام:

منزل المغفرة علی اهل عرفة مع الحرکة الاولٰی فاذا کانت الدفعة العظمی وضع ابلیس التراب علٰی راسه ویدعو بالویل والشبو فتجتمع الیه شیاطینه فیقولون مالک فیقول قوم فتنتهم منذ ستین سنة وسبعین سنة غفرلهم فی طرفة عین.

یعنی شان رحمت وجلوۂ مغفرت سے وہ لعین غمزدہ سر پر خاک ڈالتا ہے، ذریت کو پکارتا ہے سبحان اللہ کیا رحمت غفار ہے، کیسا انعام بیشمار۔

یہی تو وہ لوگ ہیں جن کے حق میں فرمان پروردگار ہے:

هو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفو عن السیئات.

یہی تو وہ جماعت ہے:

اولٰئک حزب اللّٰه هُم المفلحون.

یہی تو ہے وہ گروہ:

الٰئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات.

مسلمانو! اسی عشرہ میں تو ہے وہ دن جس میں افطار واجب ہے، روزہ رکھنا حرام، کیسا دن؟ جس میں حضور خلیل جلیل کا امتحان کیا گیا، حضرت ذبیح علیہ السلام کو جانچا گیا اور پھر دیا گیا وہ فضل عظیم ومقام کریم جس کے بیان سے قاصر ہے زبان اور حصر اُس کا دشوار جس کی سند ہے:

یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک الی ان قال وستجدنی انشاء اللّٰه من الصابرین.

اسی دن کے سبب تو حضور حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

اول ما نبدأ به فی یومنا هٰذ نصل ثم یرجع فتسحر من فعل

ذلک فقداصاب سنتنا الحدیث ومن ضحٰی طیبه بها نفسه محتسباًاجرها علی اللّٰه کانت له حجابا من النار.

اسی دن تولے گئے ہیں سیدنا حضرت ابراہیم خلیل حضور پرنور سیدنا اسمٰعیل ذبیح علیہم السلام کو بامرالٰہی مسلخ میں، واسطے قربانی کے، اسی دن تو نازل ہوا فدیہ جو مسنون وواجب ہے عند اہل السنۃ رحمہم اللہ اجمعین۔

اسی دن تو حالت خلیلی پر ملائکہ پرگزری وہ کیفیت کہ گزری اور نازل ہوئی خلعتِ ''**انـــــا کذلک نجز المحسنین**''.

پیارے بھائیو! اللہ فرماتا ہے:

یـا ابن آدم ان ذکر تنی فی نفسک ذکرتک فی نفسی وان ذکـرتنی فی ملاء ذکرتک فی ملاء خیر منه وان دنوت منی شبرادنوت منک ذراعاً وان دنوت منّی ذراعاً دنوت منک باعاً وان مشیت الی هرولت الیک وان هر ولت الی سعیت الیک وان سـألتنی اعطیتک ان لم تسألنی غضبت علیک الحدیث.

یہ وقت اچھا ہے قسمت سے موقع ملا ہے زادتقویٰ ہمراہ معہ دارالسلام۔

(ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ج ا رشمارہ ۷ر۸، ذیقعدہ رذی الحجہ ۱۳۱۵ھ)

مرتب ایک نظر میں

نام: اسید الحق محمد عاصم قادری

پیدائش: مولوی محلّہ بدایوں (یوپی)، ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ/ ۶ مئی ۱۹۷۵ء

والد گرامی: حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری

جد محترم: حضرت مولانا عبد القدیر قادری بدایونی ابن تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

تعلیم:
(۱) حفظ قرآن
(۲) فاضل درس نظامی
(۳) الاجازۃ العالیۃ، شعبۂ تفسیر وعلوم قرآن، جامعۃ الازہر الشریف مصر
(۴) تخصص فی الافتاء، دار الافتاء المصریۃ قاہرہ مصر
(۵) ایم۔اے۔ علوم اسلامیہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

مشغلہ: تدریس، تبلیغ، تحقیق، تصنیف

خادم التدریس مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں

ڈائرکٹر الازھر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز بدایوں

بانی رکن دی نیو ایج میڈیا اینڈ ریسرچ سینٹر دہلی

قلمی خدمات

تقریباً پچاس سے زیادہ مقالات ومضامین ہند وپاک کے مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں:

تصانیف

(۱) حدیث افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں (مطبوعہ)
(۲) قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ (مطبوعہ)
(۳) احادیث قدسیہ : اردو، ہندی، انگلش، گجراتی (مطبوعہ)

(۴) اسلام، جہاد اور دہشت گردی

(۵) اسلام اور خدمت خلق

(۶) جدید عربی محاورات وتعبیرات

(۷) تحقیق وتفہیم (مجموعۂ مقالات) (مطبوعہ)

(۸) خامہ تلاشی (تنقیدی مضامین) (مطبوعہ)

ترتیب وتقدیم

(۹) تذکرۂ ماجد (مطبوعہ)

(۱۰) خطبات صدارت: مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۱) مثنوی غوثیہ: مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۲) علوم حدیث (مطبوعہ)

(۱۳) مولانا فیض احمد بدایونی: پروفیسر محمد ایوب قادری (مطبوعہ)

(۱۴) ملت اسلامیہ کا ماضی، حال، مستقبل: مولانا حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۵) نگارشات محبّ احمد: مولانا محبّ احمد قادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۶) باقیات ہادی: مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۷) احوال ومقامات: مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی (مطبوعہ)

(۱۸) مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)

(۱۹) مفتی لطف بدایونی شخصیت اور شاعری (مطبوعہ)

ترجمہ، تخریج، تحقیق (عربی سے)

(۲۰) مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ)

(۲۱) الکلام السدید فی تحریر الاسانید مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ)

ترجمہ،تخریج،تحقیق (فارسی سے)

(۲۲) احقاق حق: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۲۳) اکمال فی بحث شدالرحال: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۲۴) حرز معظم: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۲۵) اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۲۶) مکاتیب فضل رسول: مولانا فضل رسول بدایونی
(۲۷) ردروافض: مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ)
(۲۸) تحفۂ فیض: مولانا عبدالقادر بدایونی

تسہیل وتخریج

(۲۹) عقیدۂ شفاعت: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ) اردو، ہندی، گجراتی
(۳۰) طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول): مولانا انوارالحق عثمانی بدایونی (مطبوعہ)
(۳۱) فصل الخطاب: مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)

☆☆☆